"TĀRIKH DHĀKAH"

Tapish

" Tārīkh-i Dhākah

Sold

تاریخ ڈھاکہ
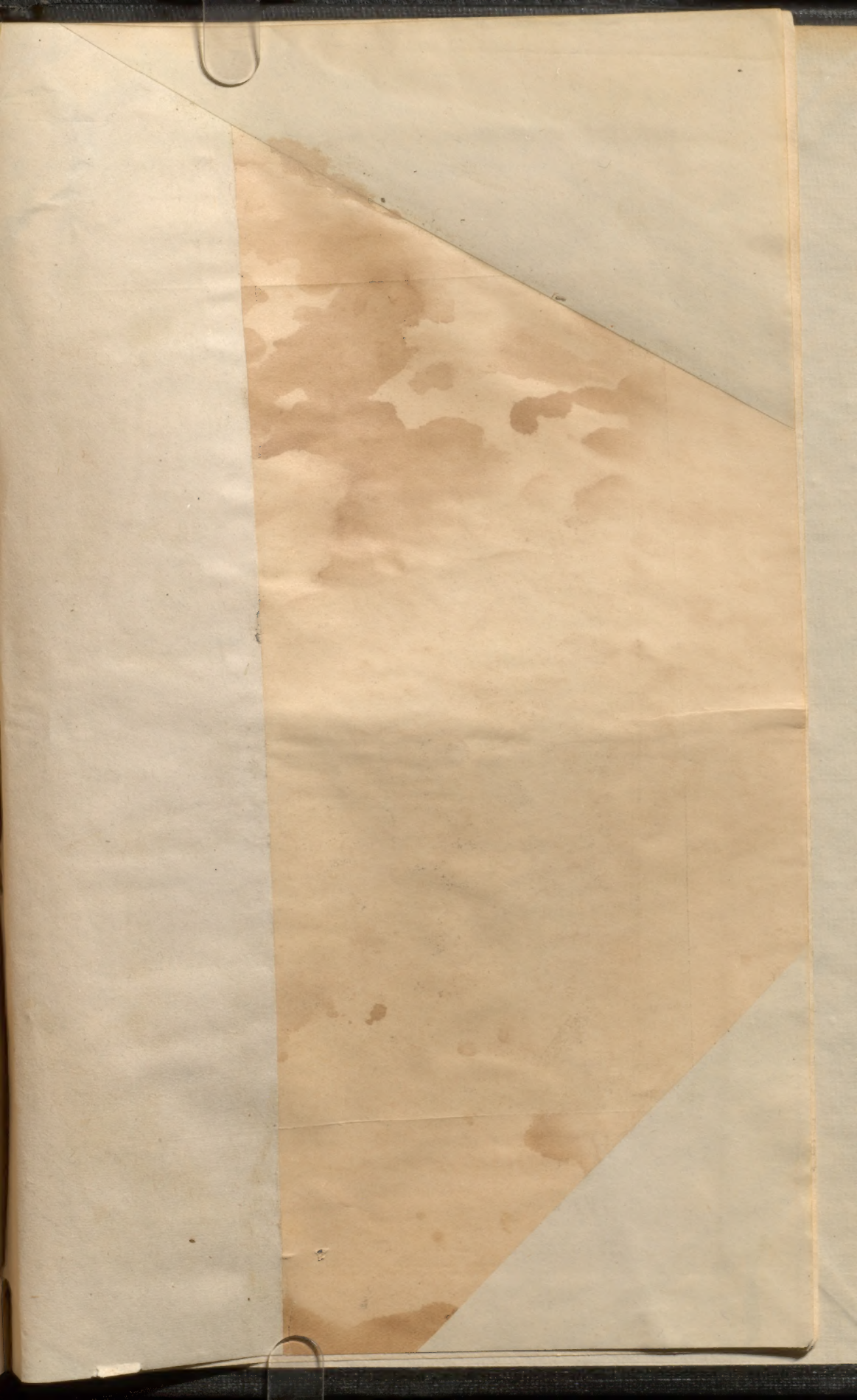
بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمدِ خداوندِ کبریا و نعتِ جناب سرورِ انبیا محمد مصطفےٰ اصلوٰۃ اللہ علیہ وسلم و علےٰ آلہ واصحابہ اجمعین کے بعد واضح ہو۔ کہ شہر ڈھاکہ تخمیناً تین سٓو برس سے آباد ہے۔ اور قریب سٓو برس کے۔ بنگالہ۔ بہار اور اُڑیسہ اِن تین صوبون کا دارالسلطنت رہا۔ اِس مابین مین جتنے صوبہ دار دہلی سے یہان آئے۔ سب اپنے ساتھ ہر فرقے کے لوگون کو لاتے گئے۔ اور ہر فن وحرفہ کے لوگ یہان آکر بسے۔ اہلِ علم۔ اہلِ قلم اہلِ سیف۔ اہلِ حرفہ وصنعت۔ اہل تجارت۔ خیاط۔ زردوز۔ رفوگر۔ ارباب نشاط۔ نان پز۔ حلوائی وغیرہ۔ سب دہلی سے آئے یہ شہر اُسوقت وسعت وآبادی اور علم وحرفت مین دہلی کا نمونہ تھا اور بڑے بڑے صاحب دولت اور امیر کبیر اس شہر مین تھے۔ ہرچند کہ مرشدآباد کے دارالسلطنت بنگالہ ہونے کی وجہ سے اِس شہر کی آبادی گھٹتی گئی۔ مگر جسقدر لوگ یہان رہگئے۔ وہ سب اولاد

اُنھین لوگون کی ہین جو دہلی سے آئے تھے۔ حرفت وصن
ہنوز اِس شہر مین جسقدر باقی ہے بنگالے کے کسی اور شہر مین
اسکی نظیر نہین ہے۔ چنانچہ زرگری۔ مرصع سازی۔ زردوزی
رفوگری۔ چکن سازی۔ اور بادلہ کشی وغیرہ جیسی یہان
ہوتی ہے۔ بنگالے مین اور کہین نہین۔ سوتی کپڑے کے باب
مین تو ڈھاکہ لاجواب ہے۔ سارے ہندوستان اور دیگر ولایتون
مین اِسکا نام مشہور ہے۔ اِنہین کپڑون کی تجارت کیواسطے غیر ولایت
کے لوگون نے یہان آکر بذریعۂ تجارت لاکھون روپے کمائے۔ اور
بڑی بڑی زمینداریان اور کائینات حاصل کین۔ مغل۔ گریک
ارمنی۔ انگریز۔ فرانسیس۔ پرتگیز۔ ڈینمارک وغیرہ سب انہین
کپڑون کی تجارت کیلیے یہان آئے۔ اور بڑے امیر وکبیر ہو گئے۔
اسلامی سلطنت کے قبل اطراف شہر کا ایک ایک پرگنہ ہر ہر
وقت مین دارالسلطنت بنگالے کے نام سے مشہور رہا۔ جیسا
سونارگانون۔ بکرم پور۔ اور بھوال وغیرہ۔ مسلمانون کی عملداری
مین بھی اُنہین دارالسلطنت قایم رہی۔ افغانون کے عہد مین
بھی اکثر جگہہ اطراف ڈھاکے مین شہر آباد تھے۔ مغلیہ سلطنت کے
آغاز مین اکبر بادشاہ کے عہد تک سُنارگانون۔ دارالسلطنت بنگالے کا

رہا۔ جہانگیر شاہ کے وقت مین اسلام خان نے شہر ڈھاکہ آباد کرکے اسکا نام جہانگیر نگر رکھا۔ اور دار السلطنت سونار گانوُن سے منتقل کرکے ڈھاکے مین لایا۔ جب سے وہ غیر آباد اور دیہات ہوگیا۔

اطراف شہر مین ہنوز قدیم تعمیرات موجود ہین۔ اور آثار شہرون کے نظر آتے ہین۔ جنکی اور شہر کی قدیم عمارتون کے بیان مین ایک کتاب حسب ایماے گورنمنٹ۔ مولوی سید اولاد حسن صاحب خان بہادر فرسٹ انسپکٹر آف رجسٹریشن پورب نبگالہ و آسام نے انگریزی مین لکھکر گورنمنٹ کی نذر کی ہے۔ اُس کتاب کی اکثر مقامات کی نقل اس کتاب کے بہرہ بست و نہم مین مندرج ہے۔ اُنمین اکثر مساجد۔ مقبرے وغیرہ چار یا پانچسو برس کے بنے ہوئے ہین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس ضلع ڈھاکہ مین صدہا سال مسلمانون کی سلطنت رہی ہی۔ اور بڑے بڑے ذی اقتدار اور مستقل بادشاہونکا یہ دار السلطنت رہا۔ جنکی نشانیان ہنوز باقی ہین۔

لہذا ایسے ضلع اور شہر کی ایک مکمل تواریخ ہونی نہایت ضرور ہے۔ اسلیئے بعض احباب کے اصرار سے خاکسار رحمٰن علی ابن منشی سبحان علی مرحوم متوطن شہر ڈھاکہ نے بجہد تمام کتب مفصلہ ذیل سے اور قدیم لوگون کے بیان سے تاریخی واقعات اور

قدیم حالات جمع کرکے یہ تواریخ ڈھاکہ اُردو زبان مین تحریر
کی تاکہ تمام حالات اور واقعات سے اِس ضلع اور شہر کے ہر خاص
و عام کو واقفیت کلی حاصل ہو۔ اور یادگار خاکسار کی قائم رہے۔
اُمید عواطفِ کریمانہ ناظرین سے یہ ہے کہ جہان کہین غلطی عبارت
کی نظر مبارک مین آئے قلم اصلاح سے درست فرمائین اور خاکسار
کو دعاے خیر سے یاد کرین۔

ابیات

غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے
وِلے صاحبدلے روزِ برحمت	کُند در حق این مسکین دعائے

تفصیل کتب تواریخ جنسے اس کتاب مین مدد لیگئی ہے

۱ ڈاکٹر جیمس ٹیلر صاحب کی ٹوپوگرافی اینڈ اسٹیٹسٹکس آف ڈھاکہ محررہ سنہ ۱۸۴۰ عیسوی۔
۲ ڈاکٹر جیمس وائز صاحب کا نوٹس آف دی ویلیتھس کاسٹس اینڈ ٹریڈس
آف ایسٹرن بنگال نوشتہ سنہ ۱۸۸۳ء۔
۳ تاریخ بنگالہ مؤلفہ مولوی عبدالرؤف مترجم صدر دیوانی کلکتہ۔
۴ تاریخ نصرت جنگی مؤلفہ نواب نصرت جنگ بہادر نائب ناظم ڈھاکہ۔
۵ ایڈمنسٹریشن رپورٹ آف مسٹر سی اِی بکلینڈ صاحب کمشنر ڈھاکہ۔
۶ اِنڈو اریئنس آف ڈاکٹر برجندر لال متر جلد دوم سنہ ۱۸۸۱ء۔
۷ نوٹس اون دی اینٹکویٹیز آف ڈھاکہ مؤلفہ مولوی سیّد اولاد حسن صاحب
اسپشل سب رجسٹرار ڈھاکہ سنہ ۱۹۰۴ء۔

BY PERMISSION

RESPECTFULLY DEDICATED

TO

The Hon'ble Colonel R. N. CAMPBELL

C. I. E.; I. M. S.

Inspector General

OF

CIVIL HOSPITALS,

EASTERN-BENGAL AND ASSAM.

BY

The editor, the author's son,

In token of the high regard he has for him.

1910.

بنام

جناب آنزیبل آر- ان کیمبل صاحب

بہادر- سی- آئی- ای+ آئی- ام- اس-

انسپکٹر جنرل اسپتال ہاے ملکی

مشرقی بنگال و آسام

جنکی عزت خاکسار احمد علی کی نظرون مین بہت ہے-

معنون کرتا ہے

سنہ ۱۹۱۰ء

تفصیل بہرہ ہاے تواریخ ڈھاکہ

ضلع ڈھاکہ
ایک اسکیل-۰٫۸ انچ-ایک میل
میمن سنگھ
فرید پور
ٹپرہ
محکمہ نراین گنج
مانک گنج
منشی گنج
صدر
نشان
ضلع کا بڑا شہر
محکمہ الضاً
تھانہ الضاً
مرضع
سیوانہ ضلع
سیوانہ محکمہ
سیوانہ تھانہ
سڑک
ریل کی سڑک
ڈھاکہ
نراین گنج
مانک گنج
منشی گنج
PUBLISHED BY SULAIMANALI, 105 WALTER ROAD, DACCA.
BENGAL ART STUDIO.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تواریخ ڈھاکہ

بہرۂ اول حدود و حالات زمین و ندیان و پرگنہ جات و تھانہ جات وغیرہ

حدود ضلع ڈھاکہ

یہ ضلع صوبۂ بنگالے کے پورب حصے مین واقع ہے۔ اُس کے اُوتّر ضلع میمن سنگہ دکھن ضلع باقر گنج پورب ضلع تپرہ اور پچھم ضلع فرید پور اور پبنہ ہے۔ سابق مین ضلع باقر گنج اور فرید پور ضلع ڈھاکہ کے شامل تھے اور کُل اضلاع ملکر ڈھاکہ جلال پور کے نام سے ایک ضلع مشہور تھا۔ اِسوقت جسقدر ضلع ڈھاکہ ہے اور جسکی چوحدی اوپر بیان ہوئی اُس کی لنبائی اُوتّر دکھن ۷۰ ستّر میل اور چوڑائی پورب پچھم ۵۹ اُنسٹھ میل ہے۔

اس ضلع کے تین حصون مین ایک حصہ جنگل ہے جسمین کسی طرح کی زراعت نہین ہوتی ہے۔ اور ساتوان حصہ بڑی بڑی ندیان اور نالون کے تحت مین ہے

اس کے دکھن حدود سے سمندر یعنے خلیج بنگالہ اسّی میل ہے۔

سیلابی

اس ضلع کے پورب اور دکھن حصون کی نشیب اور مزروعی زمین برسات کے موسم مین بڑی بڑی ندیون اور اُنکے نالون کی سیلابی سے تہ آب ہو جاتی ہے اور دو فیٹ سے چودہ فیٹ تک پانی اُن زمینون پر چڑھ جاتا ہے۔ ایام بارش مین اکثر اس ضلع کے پورب اور دکھن حصے کے دیہاتیون کو سیلابی کے سبب بڑی تکلیف ہوتی ہے اور اکثر اُنکے گھرون مین اسقدر پانی ہوتا ہے کہ گھرون کے اندر مچان باندھکر سکونت کرتے ہین اور اُن کے مویشی پانی مین کھڑے رہتے ہین دانہ وگھاس نہ ملنے کے باعث اور دو تین مہینے تک پانی مین رہنے کی وجہ سے۔ اکثر مر جاتے ہین مگر زراعت کو کسی طرح نقصان نہین پہونچتا ہے بلکہ جس سال پانی کم ہوتا ہے زراعت کو نقصان پہونچتا ہے۔

جنگل اور جنگلی جانوران

جنگل اور جنگلی جانوران

اس ضلع کے اُوتر حصے کی زمین اونچی اور اکثر جنگل ہے بعض بعض جنگل نہایت گھنے اور بڑے بڑے جنگلی درختون سے معمور ہین جس مین شیر بھالو۔ ہرن اور سُور وغیرہ درند جانور رہتے ہین اکثر صاحبان انگریز اور عمائد شہر وہان شکار کھیلتے ہین۔ اور ہاتھیون پر سوار ہوکر جنگلی جانورون کو

مارتے ہین۔ اُن جنگلون کے کنارے چھوٹے چھوٹے نالون کے قریب جو مزروعی زمین ہین اُس مین وہان کے کاشت کار سرسون اور تِل وغیرہ کی کھیتی کرتے ہین۔

اس ضلع کا پورب حصہ لکھیا اور میگنا ندیون کے درمیان واقع ہے اور اِسمین سیلابی بہت زیادہ ہوتی ہے اِس کی زمین بہ نسبت پچھم حصے کے زیادہ زرخیز ہے اور زراعت خوب ہوتی ہے یہان ہندو راج کا قدیم شہر سُنار گانون واقع تھا جو اِسوقت بالکل ویران ہے

اس ضلع کا دکھن حصہ بھی نہایت زرخیز اور اچھی مزروعی زمین ہے جسکے پورب کو میگنا ندی اور پچھم اور اُوتر پچھم جانب پدما یعنے گنگا اور اُوتر دلہسری تُلسی کھالی اور بوڑھی گنگا۔ ندیان ہین۔ دکھن کو ضلع باقر گنج ہے جسکی سرحد میگنا مچھوا کھالی اور پدما ندیون نے الگ کیا ہے اِس حصے کی تمام زمین برسات مین اُن ندیون کے پانی سے سیلاب ہوجاتی ہین اور زمین پر ۲ فیٹ سے لیکر چودہ ۱۴ فیٹ تک اور کہین کہین سترہ اٹھارہ فیٹ بھی پانی ہوتا ہے یہ سیلابی پورب بنگالے کے اکثر حصون مین ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے اس سیلابی کا حصار یہ لکھا ہے کہ پورب ضلع ڈھاکہ پچھم ضلع فرید پور جو چالیس ۴۰ میل ہے اور دکھن پرگنہ بکرم پور سے لیکر جعفر گنج اور وہان سے اوتر پچھم ضلع پتور تک جو ایک سو

میل کا فاصلہ ہے یہ سیلابی ہوتی ہے اس مابین کی زمین جولائی اگست اور ستمبر ان تین مہینوں مین بالکل تہ آب رہتی ہے اُسکے بیچ بیچ مین اونچی زمینین مثل ٹیلون کے ہین جنمین بستیان ہین اور باقی تمام زمینین پانی سے ڈوب جاتی ہین اور اُسمین دھان کی کھیتیان ہوتی ہین۔

ندیان

ندیان

اس ضلع کو پدما۔ برم پوتر۔ اور میگنا ندیون کی شاخون نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے یہی تین اصل ندیان ہین اور جتنی ندیان ہین سب اِنہین تینون کی شاخین ہین اس ضلع کے پچھم اور دکھن حصے مین پدما ندی بہتی ہے جس نے اس ضلع کو ضلع فریدپور اور باقر گنج سے الگ کیا ہے اور جسکی چوڑائی کہین کہین دو میل اور کہین کہین چار میل کی ہے اوسکی دو بڑی شاخین ہین ایک کا نام کرتی ناسا اور دوسری کا نام نیا بہنگنی جو نہایت چوڑی اور تیز دھار والی ندیان ہین اِن ندیون نے راج نگر کی راج باڑی اور اُسکے علاقے جات اور پرگنہ بکرمپور اور موضع الاچی پور کا دکھن حصہ تباہ کر دیا ہے برم پوترا ندی نے اس ضلع کے اوتر پچھم حصے کو گھیر لیا ہے برسات کے موسم مین اس ندی کا پاٹ دو میل چوڑا ہوتا ہے جینائی یعنے جمنا اور بنار یہ دونون ندیان اُسکی شاخین ہین میگنا ندی ضلع ڈھاکہ اور ضلع تپرہ کے درمیان بہتی ہے یہ ندی جہان برم پوتر سے ملی ہے ایک میل سے زیادہ

Santi Press, Dacca.

چوڑی ہے جس جگہ پدماندی سے ملی ہے دو میل سے زیادہ اوسکا پاٹ
ہے یہ ندی (میگنا) بھی اصل مین برم پوترا ندی کی جو آسام کی طرف سے
آئی ہے شاخ ہے برم پوترا کی دوسری شاخ جو ضلع میمن سنگہ کے
سب ڈیویزن (محکمہ) جمال پور کے نیچے سے بہتی ہوئی آئی ہے اوسی کا
نام جینائی (جمنا) ہے یہ بہی بہت چوڑی ندی ہے اوسکی پہر دو شاخین
نکلی ہین ایک شاخ جو اس ضلع کے پچہم طرف سے آکر پدماندی سے
ملی ہے اوسکا نام جینائی یا جمنا ہے اور دوسری شاخ دہلسری ندی ہے
دہلسری سابق مین پدما کی ایک شاخ تھی۔ اسوقت پدما کیطرف کا مُہانہ
بند ہوکر جمنا کی سُوت اسمین جاری ہے اور اس ندی کا پاٹ برسات
مین دو میل چوڑا ہوتا ہے بوڑہی گنگا ندی جو شہر ڈہاکہ کے نیچے بہتی ہے
سابق مین یہ بھی پدماندی کی ایک شاخ تھی جو اسوقت دہلسری ندی
کی شاخ ہے۔ لکھیا ندی جو اس ضلع کے بیچون بیچ مین نراین گنج کے نیچے
بہتی ہے برم پوترا کی ایک شاخ ہے اوسکا پانی نہایت ہلکا اور صاف ہے

پیداوار

پیداوار

اس ضلع کا عام پیداوار۔ دھان۔ سرسون۔ تل۔ کنگنی۔ مٹر کہساری
روئی کسم پہول۔ سن پاٹ آدرک۔ ہلدی۔ پیاز۔ مرچ۔ تمباکو۔ اور

اقسام طرحکی ترکاریان اور پھل ہین۔ آمبہ۔ کٹھل۔ کیلا۔ اناس۔ اور گنڈیری بھی پیدا ہوتے ہین۔ مگر زیادہ تر کھیتی وہان پاٹ کی ہوتی ہے۔ کُسم پھول یہان بہت عمدہ ہوتے ہین۔ اکثر پورب مین اوسکی دانکی بہت ہوتی ہے اور اُس سے نہایت عمدہ سُرخ رنگ نکلتا ہے۔ ہندوستان اور بنگالے مین بھی اُسکے رنگ کی بڑی قدر ہے اکثر کپڑے رنگے جاتے ہین۔ بیشتر نیل کی کھیتیان بہت ہوتی تھین جب سے نیل کی کوٹھیان موقوف ہوئی ہین نیل نہین ہوتا ہے۔ اسوقت پاٹ کی کوٹھیان جاری ہونے کیوجہ سے پاٹ کی کھیتی کثرت سے ہوتی ہے۔

سب ڈویزن

اِس ضلع مین تین سب ڈیویزن یعنے محکمے ہین مانک گنج۔ منشی گنج۔ اور نراین گنج۔

محکمہ مانک گنج اِس ضلع کے پچھم حصے مین وہلسری ندی کی ایک شاخ کے کنارے پر واقع ہے آب و ہوا یہان کی اچھی نہین جاڑے کے دنوں مین یہ ندی کی شاخ خشک ہو جاتی ہے اکثر ملیریا (صفراوی بخار) کی زیادتی ہوئی ہے۔ اس محکمے مین ڈپوٹی مجسٹریٹ اور منصف کی کچہریان ہین رجسٹری آفیس پوسٹ آفیس ہسپتال اور تھانہ ہے بازار مین پختہ مکانات اور ہر طرح کی دوکانین ہین ہر ہفتے مین دو بار ہاٹ جمتا ہے

سب طرح کی چیزین ملتی ہین اچھی آبادی ہے۔

محکمہ منشی گنج

محکمہ منشی گنج اس ضلع کے دکھن حصے مین میگنا ندی کی ایک شاخ کے کنارے واقع ہے آب و ہوا یہان کی اچھی ہے مغلیہ عملداری مین یہان ایک قلعہ میر جملہ کا بنایا ہوا تھا جو قلعۂ ادراک پور کے نام سے مشہور اور کسیقدر حصہ اوسکا ہنوز باقی ہے اوس مین یہان کے سب ڈیویزنل افیسر کی کوٹھی ہے۔ یہان بھی ڈپوٹی مجسٹریٹ اور منصف کی کچہریان ہین سب رجسٹری آفیس پوسٹ افیس ہسپتال اور تھانہ ہے۔ پختہ مکانات اور بازار مین ہر طرح کی دوکانین اور سب قسم کی چیزین موجود ہین ہفتہ وار ہاٹ بھی ہوتا ہے۔

محکمہ نراین گنج

محکمہ نراین گنج شہر سے آٹھ میل پورب لکھیا ندی کے پچھم واقع ہے یہ محکمہ اسوقت مثل ایک شہر کے ہو گیا ہے سابق زمانے سے یہان ہر طرح کی تجارت اور نمک کا کاروبار جاری ہے یہ ایک بندر ہے اکثر جہازون کی آمد و رفت رہتی ہے۔ چاٹگام اور نواکھالی سے نمک کی آمدنی کثرت سے یہان ہوتی تھی (اس وقت ولایتی نمک آنے کے سبب سے وہ نمک کے کارخانے موقوف ہو گئے ہین) اور سب طرح کا اناج اور تیل گھی چینی۔ گڑ۔ ڈلی۔ ناریل۔ تمباکو۔ پاٹ روئی۔ مصالح وغیرہ کی کثرت سے آمدنی اور رفتنی ہے۔ کشتیان۔ جہاز۔ اسٹیم۔

اور سلفٹ (چھوٹے جہاز) ہمیشہ کثرت سے دریا مین رہتے ہین - ارکانی اور چینی اکثر یہان سے ڈوآپی چھینی - تمباکو وغیرہ خرید کر لیجاتے ہین اسوقت ریل اسٹیشن کے ہونے سے اور بھی زاید تجارت کی راہ کھُلی ہے - کلکتہ چاٹگام برسیال سلہٹ اور آسام وغیرہ کے اطراف سے اسٹیمر یہان آتے ہین اور یہان سے مال تجارت اور پاسینجر لیکر ہر چہار طرف جاتے ہین اور انگریز ارمنی گریک وغیرہ اقوام کے سوداگرون نے بہت سے پاٹ کے کارخانے یہان جاری کئے ہین - ان کارخانون مین پاٹ کی آمدنی و رفتنی کثرت سے ہوتی ہے اور پُرمنفعت کاروبار جاری ہے -

اس محکمے کے متعلق مغلیہ سلطنت کے صوبہ دار میر جملہ کے بنائے ہوئے کئی ایک قلعے تھے - جنکا ایک قلعہ حاجی گنج مین بھی تھا اسوقت وہ سب قلعے ایکبار منہدم ہو گئے ہین کوئی نشان باقی نہین ہے - بغاوت کے چند سال پیشتر حاجی گنج کے قلعہ مین جے پی وائز صاحب کی ایک نیل کی کوٹھی تھی اور اس ضلع کے اکثر مقامات مین اور بھی بہت سی کوٹھیان نیل کی تھین جن مین نیل تیار ہوتا تھا اور نیل کا بڑا کاروبار جاری تھا یہ نیل اور ولایتون مین روانہ ہوتے تھے اسوقت وہ کاروبار بالکل موقوف ہو گیا ہے اور اُس کی جگہ پاٹ کے کارخانے جاری ہوئے ہین حاجی گنج کے قلعہ کی زمین اسوقت نواب صاحب ڈھاکہ کے قبضہ مین ہے - جسمین

ایک عالیشان مکان بنام حفیظ منزل بنا ہے۔ اس محکمے مین بھی ایک مجسٹریٹ اور دو منصفونکی کچہریان ہین سب رجسٹری آفیس پوسٹ آفیس ہسپتال اور تھانہ ہے۔ کثرت مقدمات کیوجہسے کبھی کبھی چار منصف بھی یہان مقرر ہوتے ہین۔

پرگنات

محکمہ نراین گنج کے پورب لکھیا اور میگنا ندیون کے درمیان پرگنہ سنارگانون واقع ہے جس مین مسلمانون کی عملداری کے قبل بنام سونار گانو ایک شہر تھا اِسوقت اُس شہر کا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف ایک بنام کا بازار ہے جسمین ساہوکار لوگ بسے ہوے ہین اور اچھی آبادی ہے پختہ مکانات مندر وغیرہ بہت سے بنے ہوئے ہین سابق شہر کے نشانون مین دو پکے پُل ہنوز موجود ہین ہندو راج مین یہ شہر بہت وسیع اور آباد تھا۔ اسوقت بالکل دیہات اور کہین کہین جنگل ہوگیا ہے مسلمانون کے زمانے کی بھی چند مسجدین اور عمارات ابتک ہین مگر نہایت شکستہ و ویران اور جنگلون سے گھر گئی ہین[1]۔

---

[1] ڈاکٹر بلر صاحب وغیرہ لکھتے ہین کہ کس مقام پر یہ شہر واقع تھا ٹھیک نہین معلوم ہوتا ہے مسلمانون کی عملداری مین جہان جو بادشاہ مقیم ہوا اسی جگہ کا نام بلدۂ سنار گانون ہوا جسوقت مگرا پاڑی مین شاہی اقامت ہوئی اُس کا نام بلدۂ سنار گانون تھا اور جب ملی نگر مین بادشاہی قیام گاہ ہوئی اسکا نام بھی بلدۂ سنار گانون ہی رہا۔ آئین اکبری مین مگرا پاڑی کو سنار گانون لکھا ہے اور عیسیٰ خان کے وقت مین خضر پور سنار گانون کے نام سے مشہور تھا۔ سنار گانون مسلمانون کی عملداری مین بھی دو سو برس تک دار السلطنت رہا۔ نوٹس آف دی اینٹی کیوٹی آف ڈھاکہ آف مولوی سید اولاد حسن صاحب خان بہادر مین لکھا ہے کہ غالباً یہ شہر سنار گانون بید کے بازار کے قریب تھا فقط

اس پرگنے مین نانگل بند پنچمی گھاٹ ہندو کی ایک بڑی نامی تیرتھ گاہ ہے یہ گھاٹ برم پوترا ندی کی ایک شاخ کے کنارے پر واقع ہے ہر سال بنگلہ چیت اور عیسوی مارچ مہینے مین یہان ہندون کے اشنان کا ایک بڑا میلا ہوتا ہے اور دور سے یعنے بنگالہ بہار اور ہندوستان کے اکثر صوبے کے لوگ کثرت سے اس اشنان کے واسطے آتے ہین اور ڈور وز تک بڑا میلا جمع رہتا ہے

اس پرگنہ مین ڈایرا ایک مشہور ہاٹ ہے جہان ہر جمعہ کو ڈھاکے کا نامی جامدانی۔ تنزیب۔ اور ململ وغیرہ کپڑون کی آمدنی ہوتی ہے اور شہر کے تجار وہان سے خرید لاتے ہین اس ہاٹ کے اطراف مین دور دور تک جلاہون کی بستی ہے اور یہی جلاہے وہ سب کپڑے تیار کرتے ہین اکثر ان مین مسلمان ہین۔

اس پرگنے کی پیداوری دھان روئی۔ ہلدی۔ آدرک۔ ڈتی۔ اور پان ہے یہان کی آبادی مین ہندو مسلمان دونون برابر ہین مگر جلاہے زیادہ مسلمان ہین۔

بکرم پور

پرگنہ **بکرم پور** شہر ڈھاکہ سے بارہ میل دکھن کیطرف واقع ہے جسکے پورب کو میگنا ندی اور پچھم پدما (گنگا) اور دکھن اسی پدما کی شاخ کرتی ناسا ندی اور اوتر پرگنئہ جلال پور ہے۔ یہ پرگنہ اس ضلع ڈھاکہ کا

ایک بہت ٹرا زرخیز پرگنہ ہے یہان دھان گندیری۔ روئی کسم پھول
پان۔ ناریل۔ ڈلی۔ آمبہ۔ اور اقسام طرح کی عمدہ کیلے۔ اور لیمو۔
پیدا ہوتے ہین۔ اس پرگنہ کے پورب حصے مین بھٹی (بستی) زمین زیادہ
ہے۔ یہ بھٹی زمین زراعتی نشیب زمین سے اونچی اور مثل ٹیلون کے
ہے جن مین بستیان ہین۔ اور انکے بیچ مین زراعتی نشیب زمین
اور نالے ہین۔ اور پچھم حصے مین اکثر جگہہ نل کے جنگل او
جھیل ہین۔

اس پرگنے کی بستیان نہایت گھنی اور باشندے یہان کے زیادہ
تر ہنود ہین۔ یہ پرگنہ زمان قدیم یعنے ہندو راج مین بنگالے کا دارالسلطنت
تھا راجہ بکرماجیت کے وقت سے مسلمانون کی عملداری تک برابر یہان
ہندو راجون کا مسکن تھا جسکا نشان ابتک باقی ہے۔ مقام رام پال مین
جو عیسائی متی دریاسے تین میل فصل کے اور فرنگی بازار سے تھوڑا پچھم ہے بلال
باری ایک مشہور جگہ ہے جہان راجہ بلال سین کا مکان تھا اور یہ مکان
تین ہزار فیٹ مربع زمین پر واقع تھا اور چارون طرف دو سو فیٹ چوڑا
نالہ کھودا ہوا تھا ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ چند سال ہوے کسی کسان نے
یہان زمین کھودنے مین ایک ٹکڑہ ہیرا پایا تھا جسکی قیمت ستر ہزار روپیہ
ہوئی تھی اسوقت مکان کا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف کہین کہین

گچھ انیٹ اور دیوارون کی نیو ملتی ہے۔

بلال باڑی کے قریب ایک گہرا خندق اگنی کُنڈ کے نام سے مشہور ہے کہتے ہین کہ بکرم پور کا اخیر راجہ[1] جو مسلمانون کے ہاتھ سے ہزیمت پاکر مع اپنے اہل و عیال کے اسی اگنی کنڈ مین گر کر جلگیا تھا بلال باڑی مین ایک تالاب میٹھا پوکھر کے نام سے مشہور ہے جسمین اس راجہ اور اُسکے اہل و عیال کی لاشین بعد جل جانے کے ڈالی گئین تھین اس اطراف کے لوگ اس تالاب کو مقدس سمجھکر اسکا پانی استعمال اور اُسکے کنارے کی مٹی لینے سے پرہیز کرتے ہین۔ بلال باڑی سے نصف میل کے اندر پیر آدم یا بابا آدم کا مقبرہ ہے جو مسلمانون کی آغاز عملداری مین پہلا قاضی مقرر ہوکر آیا تھا یا یہ وہی شخص ہے جس سے بلال سین لڑا تھا یہ بہت بڑا مقبرہ ہے اور ہنوز اس اطراف کے مسلمانون کی حفاظت مین ہے۔

اِس پرگنے مین اور بھی بہت سی جگہ قابل ذکر کے ہین کِدار پور مین راجہ چاند راے کا مکان جو بُدھ قوم کا راجہ تھا ایک نامی جگہ ہے اِسوقت سواے اینٹون کے ڈھیر کے اور کوئی نشان باقی نہین ہے بالکل جنگل اور ویران ہوگیا ہے۔ راجہ باڑی کا مٹھ (مندر) یہ بڑا عالیشان اور نہایت

---

[1] تواریخ سے ثابت ہے کہ بکرم پور کا اخیر راجہ جسنے مسلمانون کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تھی اسکا نام لکھمینہ تھا۔ بلال سین نہین اس اگنی کنڈ کا بانی بلال سین ہے جس نے بابا آدم سے لڑائی کی تھی بہرہ لسبت و نہم مین اوس کا حال لکھا گیا ہے۔

بلند ہے جو پدما اور میگنا ندیون سے نظر آتا ہے فرنگی بازار بھی اِس پرگنے مین ایک مشہور جگہ ہے جس مین پرتگیس قوم کے لوگ بسے ہوئے ہین یہ قوم سنہ ۱۶۶۴ء مین نواب شایستہ خان کے عہد حکومت مین تجارت کے ذریعہ سے یہان آکر بسی تھی اب یہ لوگ بنگالی رعایا کی صورت اور وضع کے ہو گئے ہین اور کاشتکاری کرتے ہین۔ یہ بازار پیشتر ایک بڑی تجارت گاہ تھی اِسوقت ایک گانون ہوگیا ہے [1]

ادراک پور جو عیسیٰ متی ندی کے کنارہ پر واقع ہے۔ فرنگی بازار سے دکھن تین میل دور ہے۔ اور ادراک پور کا میلا جو کارتک بارنی کے نام سے

[1] ڈاکٹر جیمس وایز صاحب اپنی نوٹس مین لکھتے ہین کہ بنگالے مین پرتگیس قوم کے جہاز کی آمد شد پہلے سنہ ۱۶ھ سے شروع ہوئی ہے اور چاٹگام مین یہ لوگ تجارت کرتے تھے رفتہ رفتہ وہان بہت سی تجارت گاہین بنائین۔ اور بہت لوگ اس قوم کے وہان رہنے لگے تجارت کے سوا سمندر مین ڈکیتی بھی کیا کرتے تھے اکثر دیسی اور ارکانی جہازون کو لوٹتے تھے اسلیئے راجہ ارکان نے فوج بھیجکر انکو تاخت اور تاراج کرکے چاٹگام سے نکالدیا یہ لوگ جزیرہ سندیپ اور اطراف نواکھالی مین آکر بسے وہان بھی وہی فعل شروع کیا اور پٹھانون کی عملداری مین یہ لوگ کی باٹر نکالی گئے جب سلطنت مغلیہ کیطرف سے اسلام خان نے شہر ڈھاکہ بسایا اُسوقت صوبہ دار اسلام خان کی اجازت سے یہ لوگ ڈھاکے مین آکر تجارت کرنے لگے اور کچھ لوگ فوج مین بھی داخل ہوئے چند زمانہ کے بعد یہ لوگ پھر سمندر کی رہزنی اور چاٹگام مین بغاوت اور شورش برپا کرنے لگے کیونکہ اُسوقت اُن کو ایک فوجی قوت حاصل ہوگئی تھی سنہ ۱۶۶۴ء مین جب نواب شایستہ خان نے بہت سے پرتگیسون کو قید کرکے ڈھاکے مین لاکر اطراف ڈھاکے مین بسنے کی اجازت دی اُسی زمانے سے یہ لوگ فرنگی بازار تیزگانون اور نواب گنج مین بسے ہین ان کے گرجے بھی وہان قائم ہین تیزگانون کے گرجے کے متعلق بہت سی زمین ہے جسکی محاصل اچھی ہے۔ اسوقت انھین کی اولاد ان مقامون مین بستے ہین اور مزروعی حالت مین دیسی رعایا سے ملے جلے زراعت کرتے ہین اور سب کرستان ہین مگر وضع دیہاتیون کی ہے۔

مشہور ہے بہت بڑا میلا ہوتا ہے۔ یہ میلا پہلے اکتوبر کے مہینے سے شروع ہوتا
تھا اب نومبر کے اخیر سے شروع ہوتا ہے اور ایک مہینہ رہتا ہے اس میلے مین
بنگالہ۔ بہار اور ہندوستان کے اکثر صوبون کے تاجر کثرت سے آتے ہین
اور ہر طرح کا مال اور اجناس لاتے ہین ہر قسم کے کپڑے شتر بخی غالیچے کمبل
شال دوشالے ولایتی کپڑے اور ہر طرح کی ولایتی چیزین دیسی روئی صابون
موم۔ پتھر۔ کی چیزین چوبی اسباب[1] اور جوتا وغیرہ گوٹا پٹھا پشمینے کپڑے بنارسی
زربفت کپڑے چاندی سونے کی چیزین جواہرات ہر قسم کے مرصع زیورات
سبز و گرم مصالح ادویات کتارے دھان چانول۔ گیہون۔ جو۔ سرسون
چنے۔ مٹر۔ اور ہر طرح کی دال وغیرہ کاٹھ اور مٹی کے کھیلونے۔ پتلے اور
بانس۔ چٹائی۔ وغیرہ سب طرح کی چیزون کی آمدنی ہوتی ہے اور ہزارون
دوکانین لگتی ہین۔ لاکھون روپے کی خرید فروخت ہوتی ہے اتنا بڑا میلہ
صوبہ بنگال مین کہین نہین ہوتا ہے۔

پرگنہ راج نگر

پرگنہ راج نگر ۔ یہ پرگنہ بھی زرخیزی اور آبادی مین پرگنہ
بکرم پور کے برابر ہے اوسکی دکھن طرف کرتی ناسا ندی اور پچھم پدما دگنگا)
اور پورب سمت میگنا ندی ہے اُسکی زمین بکرم پور کے پورب حصے
کی زمین کے بہ نسبت ہموار ہے۔ اس پرگنے کی بہت سی زمین کرتی ناسا

[1] تانبا پیتل کاسا اور لوہے کے اجناس بانس چٹائی اور چمڑے کے اسباب۔

ندی سے نے شکست کر دی ہے - یہان کی اصل زراعت دھان ہے جو کثرت سے پیدا ہوتا ہے - ڈلی - پان - سرسون - کھساری - مونگ - وغیرہ بھی پیدا ہوتے ہین - چند سال پیشتر یہان نیل کے کارخانے بہت تھے اور اکثر جگہ نیل کی کھیتی ہوتی تھی یہان کی زمین بھی دریا کی سالانہ سیلابی سے تہ آب ہو جاتی ہے مگر اُسقدر پانی نہین ہوتا ہے جیسا پرگنہ بکرم پور کے دکھن اور پورب حصون مین ہوتا ہے اور مئی اور جون مہینے کی دکھنا ہوا اور طوفان سے یہان کی زمین مین اکثر پانی زیادہ ہوتا ہے جس سے زراعت کی اکثر نقصانی ہوتی ہے ۱۸۸۵ء کی بڑی سیلابی مین اس پرگنے کی بہت سی زمین کی بڑی تباہی ہوئی تھی اس پرگنے مین مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہین بودھ قوم کے ہنود زیادہ ہین -

راجہ راج بلبہ

یہ پرگنہ راجہ راج بلبہ کی زمینداری تھی جو صوبہ بنگالے کا دیوان تھا یہ اُسی کے نام سے نامزد ہے اس زمینداری مین چار سو تعلقے تھے جسکی سالانہ مالگذاری قریب تین لکھ روپے کے ادا ہوتی تھی راجہ راج بلبہ کی زمینداری سنہ ۱۷۸۰ء تک قایم تھی بعد ازان اوسکی اولاد مین تقسیم ہو گئی اور آپس کے تنازع سے برباد اور بہت سی زمین گنگ شکست مین تباہ ہو گئی راجہ راج بلبہ کا مکان کرتی ناسا دریا کے کنارے مقام راج نگر مین واقع تھا جسکا حصہ کسیقدر ہنوز باقی ہے یہان بہت سے عالیشان

عمارتین اور بڑے بڑے بلند مٹھ (مندر) تھے جو گنگ شکست مین منہدم ہو گئے ہین۔

پرگنہ بھوال

پرگنہ بھوال۔ یہ پرگنہ شہر ڈھاکہ۔ کے اوتر سمت لکھیا ندی کے پچھم برم پوتر ندی کے دکھن اور پرگنہ ابیٹیہ اور طالب آباد کے پورب واقع ہے۔ اس پرگنہ کی زمین کے اوتر طرف کا حصہ زیادہ جنگل ہے اور دکھن اور پورب حصے کی زمین مین سرسون۔ تل۔ روئی پاٹ اور اقسام طرح کی ترکاریان امبہ۔ کٹہل۔ انناس۔ لٹکو۔ املی انجیر۔ تاڑ وغیرہ اور کاہی گھر چھانے کی گھاس کثرت سے ہوتی ہے۔ اس پرگنے مین کئی ایک بڑی بڑی جھیلین ہین جنمین مکھانا۔ سنگھاڑا اور سپلا۔ (نیلوفر) بہت پیدا ہوتے ہین۔

اس پرگنے مین بھی بہت سے پرتگیس کرستان کی بستیان ہین اور ایک رومن کیتھلک گرجا ہے جسکے علاقے مین بھوال اور اُسکے اطراف مین بہت سی زمین ہے جو اچھی آمدنی کی ایک زمینداری ہے۔ اس پرگنے کے باشندون مین پانچہزار سے زاید کرستان ہین اور باقی نیچ قوم کے ہندو مثل چنڈال باگدی اور چمار وغیرہ بہت ہین۔ کالیستھ۔ برہمن اور مسلمان بہت کم ہین۔

اسوقت پرگنہ بھوال مین یہان کے نامی زمیندار راجہ کالی نراین رائے کی زمینداری ہے جسکے مالک اُنکے وارثان ہین۔ اس پرگنے مین گجالی گڑ

ایک مشہور جنگل ہے جسمین گجالی کثرت سے پیدا ہوتی ہے اور یہ گجالیان شہر اور دیہاتون مین گھرون کے کھنبے یعنی ستون کے واسطے بہت قیمت سے بکتی ہین۔

اس پرگنے مین ایک ڈالا ایک مشہور جگہ ہے جہان سابق زمانے مین ایک بہت بڑا اور مستحکم قلعہ تھا۔ تواریخ بنگالے مین اس ایک ڈالے کے قلعہ کا اکثر ذکر ہے یہان ہندو راج مین کسی راجہ کا مکان اور قلعہ تھا جو مسلمانون کی عملداری مین بھی کسیقدر باقی اور مستحکم تھا۔ یہ ایک ڈالے کا قلعہ جہان لکھیا اور بنار ندیان ملی ہین اوسی جگہ پر واقع تھا جسکا کوئی نشان اس وقت باقی نہین ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ وہ قلعہ ایک ڈالے سے آٹھ میل کے فصل پر برہم پوتر ندی کی شاخ بنار ندی کے پورب واقع تھا جسکا ہنوز جابجا نشان باقی ہے۔ اُنکا بیان ہے کہ اس جگہہ کا نام اسوقت دور دوریہ ہے جہان ابتک قلعہ اور شہر کی علامتین باقی ہین، اور یہ قلعہ اور شہر بدھ قوم کے راجاؤن کا تھا جسکی علامتین پکی اینٹ اور لال مٹی کی کچی دیوارین ہنوز موجود ہین اور جابجا اینٹون کا ڈھیر بھی ہے اور اُسکے قریب ایک مسجد پتھر کی بنی ہوئی ہے جو شیخ اعلیٰ کی مسجد مشہور ہے اور وہان کے باشندے اس قلعہ کو رانی بھوانی کا قلعہ اور مکان کہتے ہین جو ۱۲۵۴ع مین مسلمانون کے قبضے مین آیا تھا ۱۳۲۲ع مین سلطان الیاس شمس الدین شاہ شاہنشاہ دہلی سپاہیون کے حملے سے اس قلعے مین پناہ گزین ہوا تھا

ف گجالی یعنی گولہ بالی ۱۲

اور ۸۹۹ سنہ ۱۴۹۳ء مین سلطان علاءالدین حسین شاہ بھی یہین سکونت گزین تھا۔

کپاسیہ اور وجہ تسمیہ

اس پرگنہ کا تھانہ اِسوقت مقام کپاسیہ ہے یہ جگہ بھی سابق زمانے سے ایک نامی جگہ مشہور رہے جو بنار ندی کے کنارے واقع ہے یہان کپاس کی عمدہ روئی پیدا ہوتی تھی جس سے نہایت باریک کپڑے تیار ہوتے تھے اسی سبب سے اِس جگہ کا نام کپاسیہ ہوا ہے۔

ٹوک

اِس پرگنے مین ٹوک بھی ایک معروف جگہ ہے جہان سیسوپال کی راجدھانی تھی ہنوز اُسکے قلعہ اور مکان کی علامتین باقی ہین جو اِسوقت بالکل جنگل سے گھرا ہوا ہے۔

سبھار

سبھار اور دھمرائی یہ دونون مشہور بستیان اور اِس ضلع کے اوتر حصے مین شہر کی پچھم طرف واقع ہین۔ سبھار بوڑھی گنگا ندی کے اوتر واقع ہے اِسوقت یہان بہت سے ساہوکار بسے ہوئے ہین اور اچھی آبادی ہے سابق زمانے مین یہان راجہ ہریشچندر کی راجدھانی تھی جو قوم بَدّ کا راجہ تھا اُسوقت اِس جگہ کا نام کاٹی باڑی تھا جو اِسوقت بالکل جنگل ہوگیا ہے۔

دھمرائی

دھمرائی سبھار کے اوتر پچھم طرف بنسا ندی کے کنارے جہان دلیسری ندی ملی ہے واقع ہے یہ ایک مشہور جگہ کپڑے کے کارخانے کی ہے جہان ڈھاکہ کے نامی تنزیب و ململ وغیرہ باریک کپڑے بُنے جاتے ہین۔ یہان سابق مین پٹھانون کی سکونت گاہ تھی جو سلطنت مغلیہ مین بنگالہ وغیرہ

سے ہزیمت پاکر بود و باش اختیار کئے تھے اور قلعہ بندی کرکے اس جگہ کو ایک
مستحکم مامن بنائے تھے یہان کچھ زمانہ پیشتر اُنکے پُرانے مکانات اور مسجدین
تھین جو گنگ شکست مین بالکل تباہ ہو گئین۔ مشہور ہے کہ جب اسلام خان
سُنارگانون سے نقل دارالسلطنت کی نیت سے جگہ تلاش کرتا ہوا
یہان آیا تو پہلے اسی جگہ شہر بسانا چاہا تھا لیکن زمین کو بہت نشیدب
دیکھکر ناپسند کیا اور ڈھاکے مین شہر کی بنا ڈالی اور دارالسلطنت قائم
کی۔ دھمرائی مین ایک گانون پٹھان ٹولی مشہور ہے جہان اُن پٹھانون
کی اولاد ہنوز بستے ہین۔

پرگنہ جہانگیر نگر

پرگنہ جہانگیر نگر جسمین شہر ڈھاکہ اور حوالی شہر واقع ہے یہ پرگنہ
اوسط ضلع یعنے پرگنہ بھوال اور بکرم پور کے درمیان بوڑھی گنگا ندی کے
اوتر اور دکھن دونون طرف اور دہلسری ندی کے اوتر واقع ہے یہان
کی زمین بکرم پور کی زمین سے کچھ اونچی ہے۔ سالانہ سیلابی مین دکھن
پچھم اور پورب حصے مین پانی ہوتا ہے مگر اسقدر نہین جیسا بکرم پور مین
ہوتا ہے یہان کی پیداواری بھی دھان۔ سرسون۔ تل۔ کسم پھول۔
اور پاٹ وغیرہ ہے۔

پرگنہ نور اللہ پور

پرگنہ نور اللہ پور۔ اس ضلع کے پچھم دکھن جانب
اور پرگنہ بکرم پور کے پچھم واقع ہے اس پرگنہ کی زمین اور پیداواری

پرگنہ بکرم پور کے مانند ہے اور کھجور کے درخت یہان کثرت سے ہین جسکے
رس سے گڑ تیار ہوتا ہے اور اس گڑ کی دور دور ملکون مین بڑی قدر ہے
نہایت صاف اور شیرین ہوتا ہے۔ اس پرگنے مین بھی سالانہ سیلابی مین
پانی ہوتا ہے مگر پرگنہ بکرم پور کی طرح نہین یہ پرگنہ مولوی عبد العلی خلف
مولوی برکت اللہ خان کی زمینداری تھی اسوقت بسبب باقی مالگذاری کے نیلام
مین نواب سلیم اللہ بہادر نے خرید کی ہے اچھی آمدنی کی زمینداری ہے۔

پرگنہ گوبند پور

پرگنہ گوبند پور کی زمین اس ضلع کے اکثر حصون مین ہے
اور ہر پرگنے مین اسکی زمین شامل ہے زیادہ حصہ پرگنہ جہانگیر نگر اور
بھوال پرگنہ کے متعلق ہے۔ اسکی پیداواری بھی وہی ہے جو ان
پرگنون کی ہے اس پرگنے کو نواب احسن اللہ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای نے
باقی مالگذاری کے سبب سے نیلام مین خرید کیا تھا۔ جو اسوقت اُنکے وارثون
کے قبضہ تصرف مین ہے۔

پرگنہ قاسم پور

پرگنہ قاسم پور یہ پرگنہ پرگنہ بھوال کے اوتر پچھم جانب
واقع ہے۔ اس پرگنے کی زمین اور پیداوار بھی مثل پرگنہ بھوال کے
ہے۔ یہان بھی گجاری گڑ اور جنگل زیادہ ہے اور ایک قسم کنکر کے ٹیلے
ہین جو لوہے کی طرح سخت ہوتے ہین۔ اور شہر کی سڑکون مین اکثر
ڈالے جاتے ہین اس پرگنے کے مالک قاسم پور کے ہندو زمیندار اور

بھی بہت سے لوگ ہین۔

پرگنہ طالب آباد

پرگنہ طالب آباد یہ پرگنہ پرگنہ بھوال کے پچھم اور پرگنہ جہانگیر نگر کے اوتر پچھم اور دھمرائی کے اوتر سمت واقع ہے اس پرگنے کی زمین بھی مثل پرگنہ بھوال اور قاسم پور کے ہے اور پیداواری بھی اسکی وہی ہے۔جو اُن پرگنون مین ہے - اس پرگنے مین زیادہ حصہ زمین کا جنگل اور جھیل ہے۔

پرگنہ جلال پور

پرگنہ جلال پور اس پرگنہ کا زیادہ تر حصہ ضلع فرید پور اور اسکا پچھم اور اوتر کا حصہ ضلع باقر گنج مین ہے۔ اورکسی قدر حصہ اس ضلع کے متعلق تھانہ نواب گنج اور جعفر گنج کے شامل ہے سابق مین یہ پرگنہ ضلع ڈھاکہ کے متعلق تھا اور ضلع فرید پور اسکا ایک سب ڈیویزن (محکمہ) تھا پیداواری اس پرگنے کی دھان۔ ناریل۔ کھجور اور گنا ہے۔

پرگنہ شریف پور
چاند پرتاب
سُلطان پرتاب
سلیم پرتاب

پرگنہ شریف پور پرگنہ بھوال کے پورب اور اوتر واقع ہے اور کچھ حصہ اسکا ضلع میمن سنگھ کے شامل ہے۔ پیداواری یہان کی کٹھل۔ پاٹ۔ اور دھان وغیرہ ہے۔ اور پرگنہ چاند پرتاب سُلطان پرتاب۔ اور سلیم پرتاب تھانہ سبھار۔ مانک گنج اور نواب گنج کے علاقہ مین واقع ہین۔ پیداوری ان پرگنات کی کھجور۔ ناریل اور دھان وغیرہ ہے۔

تفصیل تھانہ جات

اِس ضلع مین پندرہ تھانے ہین اوتر حصے مین تھانہ روپ گنج اور کپاسیہ ہے پچھم حصے مین تھانہ سبھار اور مانک گنج پچھم دکھن حصے مین تھانہ ہریرام پور جعفر گنج اور نواب گنج۔ پورب حصے مین تھانہ نراین گنج رائے پورہ اور منہردی۔ دکھن حصے مین تھانہ سری نگر راجہ باڑی اور منشی گنج ہے۔ اور شہر مین صدر تھانہ اور اطراف شہر مین چہار طرف تھانہ کرانی گنج کا علاقہ ہے۔ اِن تھانون مین سابق داروغہ کی جگہ ایک سب انسپکٹر اور ایک یا دو ہیڈ کنسٹبل اور چند کنسٹبل رہتے ہین۔ اور اِن تھانون کے متعلق بہت سے آوٹ پوسٹ (پھانڑی) ہین جنمین ایک ہیڈ کنسٹبل اور چند کنسٹبل ہین۔ علاوہ اسکے ہر گانون مین چوکیدار مقرر ہین جو گانون کی پنچایت کے ماتحت گانون کی نگاہبانی کرتے ہین۔ اسوقت گانون کی پنچایت کو گورنمنٹ سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چوکیدارون کا انتظام کرین۔ اِس پنچایت کے ذریعہ سے اسوقت دیہات کے بہت سے معاملے بھی فیصل ہوتے ہین پنچایت کے ممبر دیہات کے معتبر لوگ ہین۔

بہرۂ دویم

بہرۂ دویم ذکر سلطنت ہندو راجگان

تا عہد سلطنت اسلامیہ

اِس ضلع کا قدیم حال بخوبی معلوم نہین ہوتا ہے فقط اسقدر دریافت ہوا ہے کہ سنہ عیسوی کے نئو برس پیشتر اِس ضلع کے دکھن حصے مین کچھ دن راجہ بکرماجیت کی تخت گاہ تھی اور اُسکے نام سے پرگنہ بکرم پور نامزد ہے مگر راجہ بکرماجیت جو اُجین کا مشہور راجہ تھا اوسکا بنگالے مین آنا کسی معتبر تواریخ سے ثابت نہین ہے۔ یہ اور کوئی راجہ بکرم تھا جس نے پال خاندان کے راجگان کے قبل اِس ضلع مین سلطنت کی تھی اوسیکے نام سے پرگنہ بکرم پور مشہور ہے اور اسکی راجدھانی رام پال مین تھی۔ بعد اوسکے راجگان قوم بدھ کی کہ جن سے پال کی نسل جاری ہوئی ہے بنگالے کی راجہ ہوئے جنکا پہلا راجہ گوپال[1] تھا جسکی سلطنت کا زمانہ سنہ ۵۵ء تھا۔ بعد اوسکے اوسکا بیٹا دہرم پال اوسکا جانشین ہوا۔ اوسکی حکومت کا زمانہ سنہ ۷۵ء تھا۔ بعد ازان اوسکا بھائی واک پال کا بیٹا دیوپال تخت نشین ہوا۔ اوسکی سلطنت کا زمانہ سنہ ۱۵ء تھا۔ بعد انتقال دیوپال کے اوسکے بھائی جے پال کا لڑکا وگیپال سریرآرے سلطنت ہوا

---

[1] ڈاکٹر رام چندر لال کی تاریخ ہند جلد ۲ باب ۱۴

اوسکی حکومت کا زمانہ ۹۱۵ء تھا - دیگر اپال نے ہیہیا قوم کی لڑکی لجّہ کے ساتھ شادی کی تھی اوسکے بطن سے ایک لڑکا نراین پال نام پیدا ہوا تھا جو اوسکی سلطنت کا مالک ہوا اوسکی سلطنت کا زمانہ ۹۳۰ء تھا - یہ شخص بڑا عالی رتبہ اور قابل تحسین راجہ تھا - اور اسنے بہت بڑا شفاخانہ اور مساکین کے رہنے کے واسطے مکانات اور اونکی پرورش کے لیے سامان کیا تھا - اس خاندان کے تین۳ راجگان کی تخت گاہ اِس ضلع مین بوڑھی گنگا اور وہلسری ندیون کے اوتر سمت کو تھی اور نشان اونکی دار السلطنت کے اب تک موجود ہین - چنانچہ جس پال کی تخت گاہ مقام مادھب پور پرگنہ طالب آباد مین تھی ہرسچندر پال کی تخت گاہ مقام کانٹی باڑی مین جو نزدیک سبھار کے ہے اور سیسو پال کی سریر گاہ مقام کپاسیہ پرگنہ بھوال مین تھی - ڈاکٹر راجندر لال لکھتے ہین کہ پال خاندان کے تاریخی بیان کی دلیل ایک تانبے کے پتر پر ہے جو ۱۷۸۰ء مین مونگیر کے کسی سابق ویرانہ مکان مین ملا تھا جسکی تحریر کو سر چارلس ویلکنس نے ترجمہ کرکے شایع کیا تھا - اس پتر مین پہلا نام گوپال ہے جو ایک بڑا عابد راجہ تھا - اگرچہ اوسکا مذہب بیان نہین کیا گیا مگر حقیقت مین وہ بُدھ دھرم کا پابند تھا - اوسکا بیٹا دھرم پال کوہ ہمالیہ کے اطراف مین غارت گری کی حالت مین مرگیا اوسکی بی بی کنیا دیوی کے بطن سے دیو پال پیدا ہوا

جو اوسکا جانشین تھا۔ اس پتھر کے ملنے کے کچھہ دنون بعد دیناج پور کے بودل مندر مین ایک پتھر ملا جسکو کسی پال راجہ کے وزیر نے کھود واکر لگایا تھا اس پتھر کی تحریر کو بھی پہلے سر چارلس ولکنس صاحب نے ترجمہ کیا تھا۔ بعد ازان بابو پرتاب چند گھوسال نے صحیح ترجمہ کر کے شایع کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر نراین پال کے وزیر نے کھود وایا تھا یہ راجگان بدھہ مذہب رکھتے تھے۔ مگر اونکے وزرا اور امرا اکثر ہندو تھے اُن راجون کی جاے حکومت اکثر بھاگرتی ندی کے پچھم تھی۔ جہانتک کہ صوبہ بہار کی سرحد ہے۔ اور کُل سلطنت مگدھ کی بھی اُنکے قبضے مین آگئی تھی جسکا اوتر سیوانہ۔ ترہت۔ مالدہ۔ راج شاہی۔ دیناج پور اور رنگ پور تھا۔ ہر چند کہ راجگان پال خاندان کی سلطنت کے زوال کا حال کما حقہ دریافت نہین ہوتا ہے مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب اِس ملک کے لوگ بدھہ دھرم سے متنفر ہوکر ہندو دھرم کی طرف جو قدیم دھرم اِس ملک کا تھا۔ راغب ہوئے۔ اور راجگان قوم سینہ کیجانب جو ہندو تھے رجوع لائے سین خاندان کی ثروت بڑھتی گئی۔ اور ملک قبضے مین آتا گیا۔

راجگان سین خاندان

راجگان سین خاندان نے پال قوم کے راجگان کو مغلوب کر کے اُنکی سلطنت پر قبضہ کیا۔ ڈاکٹر راجندر لال بیان کرتے ہین کہ جیسا پال خاندان کے راجون کے وقت کا نوشتہ تانبے کا پتر پایا گیا ویسا ہی سین خاندان کے راجگان کے وقت کے کئی پتھر پائے گئے۔ جسمین اُس خاندان کے راجون کا حال کندہ ہے۔

خاندان سین کا کُرسی نامہ

۱ ویراسین بابرسین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہد سلطنت سنہ ۹۸۶ء
۲ سومنت سین ابن ویراسین۔ ۔ ۔ ایضاً سنہ ۱۰۰۶ء
۳ ہمنیت سین ابن سومنت سین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایضاً سنہ ۱۰۲۶ء
۴ ونجے سین عرف سُکھ سین ابن ہمنیت سین۔۔ ایضاً سنہ ۱۰۴۶ء
۵ بلال سین ابن ونجے سین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایضاً سنہ ۱۰۶۶ء
۶ لکھمن سین ابن بلال سین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایضاً سنہ ۱۱۰۶ء
۷ مادھوسین ابن لکھمن سین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایضاً سنہ ۱۱۳۸ء
۸ کیسب سین ابن بلال سین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایضاً سنہ ۱۱۳۹ء
برادر مادھوسین۔
۹ اسوکا سین عرف لکھمنیہ پسر لکھمن سین ۔ ۔ ۔ ایضاً سنہ ۱۱۹۵ء

تاریخ بنگالے مین مذکور ہے کہ آدلسیور اِس خاندان کا پہلا راجہ تھا مگر کرسی نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ویرایابیر اسین بانی اس خاندان کا ہے اور وہ دکھنی یعنے دکھن کا باشندہ تھا اور اوسی نے پہلے بنگالے مین سلطنت کی۔ ڈاکٹر راجندر لال کا بیان ہے کہ آدلسیور وہی شخص ہے۔ جسکو ویرایابیر سین کہتے ہین۔ آدلسیور ترجمہ ہے ویرایابیر کا بیر اور سور کے ایک ہی معنی ہین اور آدی بمعنی سابق بیر (پہلا پہلوان) خاندان سین کے راجگان بنگالہ قوم کے کھتری اور سوسین کی نسل سے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آدلسیور راجگان دودمان سینیہ کا پہلا راجہ تھا۔ اور اوسکی تخت گاہ بوڑھی گنگا ندی کے دکھن سمت تھی اور سنہ۱۰ عیسوی مین تخت نشین ہوا تھا اور ہندو دھرم کے ضوابط کی تعلیم کے واسطے جو اِس ملک مین بہ سبب تسلط بُدھ دھرم کے بالکل مفقود ہو گئی تھی۔ اُس نے پانچ شخص برہمن قنوج سے بلوا کر بنگالے مین ہندو دھرم کو مروج کیا۔ اور اُن برہمنون کے ہمراہ اُنسٹھ آدمی زن و مرد آئے تھے بعد آدلسیور کے جب راجہ بلال سین جو پانچوان راجہ اس خاندان کا تھا سلطنت کا مالک ہوا اوس نے تمام رعایا کو تین فرقون مین تقسیم کیا۔ اور ہر فرقہ کو ایک ایک حرفہ اور لقب بخشا۔ برہمنون

کو درجۂ اول اور کایستھون کو جو ان برہمنون کی خدمت گاری مین قنوج
سے آئے تھے۔ درجۂ دوم دیا جو ہنوز اُن قومون مین قایم ہے
اور باقی لوگون کا اس ملک کے سُدر نام رکھا اور اُنمین الگ الگ
فرقے مقرر کئے۔ اور ہر فرقے کیواسطے الگ الگ پیشہ مقرر کیا جو اجتک
چلا آتا ہے۔ اور ہر فرقہ اپنے پیشہ سے نامزد ہے۔ ڈاکٹر وایز اپنے
نوٹ مین لکھتے ہین کہ بکرم پور کے چھتیس۳۶ گانون مین اُن پانچ برہمنون
کی اولاد بسی ہوئی ہے جنکو آدیسور نے قنوج سے بلایا تھا ان
برہمنون مین چند فرقے ہین سب سے اَصلی۔ چٹوپدھیا۔ گنگوپدھیا
اور موکھاپدھیا ہین۔ اُنکو چٹرجی۔ گنگولی۔ اور موکھرجی بھی کہتے ہین
یہ لوگ کولین ہین۔ اُنکی اصل قومیت ہنوز باقی ہے اور فرقون مین
خلط ملط ہونے کی وجہ سے وہ کولین نہین رہے۔ کایستھون مین بھی
گھوس۔ بوس۔ گوہا۔ اور مِتّر کولین ہین۔

آدیسور کا بیٹا سامنت سین۔ سامنت سین کا بیٹا ہمینت سین
ہمینت سین کا بیٹا ونجے سین ونجے سین کا بیٹا بلال سین جو سنہ ۶۶ء
مین تخت نشین ہوا تھا وہ قوم سینیہ کے راجگان مین بڑا نامور راجہ
تھا اور پرگنہ بکرم پور مین رہتا تھا جہان اُسکے مکان کا ہنوز نشان
پایا جاتا ہے اوس نے چالیس۴۰ برس سلطنت کی اوسکی اولاد نے

تا عہد سلطنت اسلامیہ بنگالے مین راج کیا اُن راجون کا مذہب[۱] ہندو تھا۔

بعد بلال سین کے سنہ ۱۱۰۶ء مین اوسکے بیٹے لکھمن سین نے اپنے باپ کی جگہ پر سریر آرائے سلطنت بنگالہ ہوکر دار السلطنت بکرم پور سے گوڑہ مین منتقل کی (وہ سرزمین اسوقت ضلع ہوگلی کے متعلق ہے) اور اس شہر کو نہایت رونق بخشی۔ اور بڑے بڑے مکانون سے آراستہ کر کے نام اوسکا لکھنوتی رکھا۔ اوسکے بعد مادھو سین تخت نشین ہوا بعد مادھو سین کے کیسب سین اور بعد کیسب سین کے اسوکا یا سوسین عرف لکھمنیہ مالک سلطنت کا ہوا اور یہی اخیر راجہ اِس خاندان کا تھا جس کے ہاتھ سے ملک بنگالہ قبضے مین سلاطین اسلام کے آیا۔

منہاج الدین جوزانی طبقات ناصری مین لکھتے ہین کہ جب رائے لکھمنیہ کے باپ کیسب سین نے انتقال کیا۔ لکھمنیہ اپنی مان کے شکم مین تھا۔ ارکان دولت نے تاج شاہی اوسکی مان کے شکم پر رکھا اور سب نے اوسکی اطاعت قبول کی جب اوسکی ولادت کا وقت آیا اور اثار وضع حمل کے ظاہر ہوئے منجمون اور برہمنون کو جمع کیا۔

---

[۱]۔ راج شاہی کے پتھر اور باقر گنج کے تانبے کے پتر مین لکھا ہے کہ یہ راجگان شیو منتری تھے اور شیو کی پرستش کرتے تھے۔ نارائن دگھی کے پتر مین لکھا ہے کہ وے وشنو نارائن کی پرستش کرتے تھے۔

کہ ساعت دیکھین اور طالع آزمائین۔ سب نے بالاتفاق بیان کیا۔ کہ اس لڑکے کا اسوقت تولد ہونا نہایت منحوس ہے وہ بادشاہی نہین کر سکے گا اگر اِسکے دو ساعت بعد تولد ہو تو نہایت وقت نیک اور ساعت مسعود ہے اسی سال سلطنت کریگا جب اوسکی مان نے منجمون کی یہ بات سُنی حکم دیا کہ اوسکے دونون پانون باندھکر نگون سار لٹکا دین اور منجمون کو بٹھائین تا کہ وقت دیکھتے رہین۔ چنانچہ ویسا ہی عمل مین آیا جب ساعت نیک آئی اوسکو نیچے اوتارا اوسیوقت لکھمنیہ تولد ہوا مگر اوسکی مان زمین پر اوترتے ہی اوس سختی کے تحمل سے جو اوسپر گذری تھی مر گئی لکھمنیہ کو سب نے تخت پر رکھا اور اوس نے اسی برس سلطنت کی اکثر تواریخ اور بلاک مین صاحب اور ڈاکٹر راجندر لال متر کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ بختیار خلجی نے جو سپہ سالار سلطان قطب الدین کا تھا ۱۲۰۳ع مین مُلک بنگالہ لکھمنیہ کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور وہ کامروپ کیطرف بھاگ گیا

بہرۂ سیوم ذکر سلطنت اسلامیہ تا عہد حکومت افغانیہ

۱۲۰۳ع مین بعہد حکومت سلطان قطب الدین کے جو سپہ سالار سلطان شہاب الدین غوری کا تھا اور بعد مرگ اپنے مالک کے اپنے کو مملکت

ہند کا بادشاہ بالاستقلال قرار دیا تھا ملک بنگالہ مسلمانون کے تابع سلطنت ہوا اور پورب بنگالے کے واسطے چند قاضی مقرر ہوئے اُن مین سے ایک قاضی بکرم پور مین اور دوسرا سنار گانون مین جو اوسوقت دارالسلطنت پورب بنگالے کا تھا دارالقضات مقرر کرکے حکمرانی اور قضاے حاجات رعایا کی کرتے تھے۔

سنہ ۱۲۷۰ع مین بعہد سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن شاہ کے کشور بنگالہ کے واسطے نوابی کا عُہدہ مقرر ہوا اور پہلا نواب بنگالے کا سلطان الدین طغرل مامور ہوا جسکی سکونت گاہ بکرم پور مین تھی اور سنہ ۱۲۷۹ع مین ضلع تپسرہ پر تاخت کرکے وہان سے بہت سا مال و متاع نقد و جنس اور سیکڑون ہاتھی لوٹکر لایا آخر کو شاہ بلبن سے کہ جسکا وہ غلام تھا۔ باغی ہوکر سُنار گانون مین بھاگا۔ اور یہان سے ہزیمت پاکر اڑیسہ کی طرف چلا گیا۔ وہان بلبن شاہ کے سپہ سالار محمد شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سلطان الدین طغرل

سنہ ۱۲۸۲ع مین سلطان ناصر الدین بغرا خان خلف سلطان غیاث الدین بلبن شاہ سریر آراے سلطنت بنگالہ کا ہوا اُس نے آٹھ برس حکمرانی کی اور سُنار گانون مین دارالحکومت قایم رکھی سنہ ۱۲۹۹ع مین بعہد سلطنت سلطان علاء الدین ماضی کے بہادر خان سُنار گانون

ناصر الدین بُغرا خان

بہادر خان

کا نواب مقرر ہوا اور سنہ ۱۳۲۴ع تک حکومت پر قائم رہا آخر ظالم اور بدعمل
نکلا جب اُسکے ظلم اور بدعملی کی خبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ
کو (جو کہ اندنون تخت نشین دہلی کا تھا) پہنچی اُس نے ایک دستہ
فوج لیکر تاخت کی اور بہادر خان کو گرفتار کرکے دہلی لیگیا۔ اور طاطر کو
اُسکی جگہ مقرر کرکے بہرام خان خطاب دیا اُس نے چودہ برس نوابی کی

بہرام خان

اُسکے انتقال کے بعد سنہ ۱۳۳۱ع مین اُسکے سلاح بردار فخر الدین نے اپنے
کو مالک سلطنت کا کیا اور اپنا نام سلطان سکندر مشہور کرکے سکہ اور خطبہ
اپنے نام کا جاری کیا۔ اور بطمع حصول ایالت سارے بنگالے کی
شہرستان گوڑ پر جو دار السلطنت پچھم بنگالے کا تھا۔ تاخت کیا اور
وہان شکست پاکر مارا گیا اُس نے صرف اڑھائی برس سلطنت کی

سلطان سکندر

اوسکے مارے جانے کے بعد مبارک شاہ نامی ایک شخص اوسکا جانشین
ہوا۔ اور سترہ مہینے کے بعد وہ بھی سلطان شمس الدین کے ہاتھ سے
مارا گیا اور سلطان شمس الدین سارے بنگالے کا مالک ہوا۔

مبارک شاہ

مشہور ہے کہ سلطان شمس الدین پہلا شخص ہے کہ جسنے بنگالے مین بالاستقلال
اور بہ استحکام تمام فرمان روائی کی اور بہت سا لشکر جرار خنجر گذار لیکر والی تبرہ
پر تاخت کی اور وہان سے مال و متاع اور ہاتھی لوٹ کر لایا اور بعد چند سال کے
سنار گانو نسے پنڈوہ مین جو قریب شہرستان گوڑ کے ہے جاکر اپنا دار السلطنت بنایا۔

سلطان شمس الدین

اور وہان دس برس تک اقامت گزین ہوکر والی بہار کے ساتھ ایک جنگ عظیم برپا کی۔ والی بہار چونکہ تابع فرمان سلطان دہلی کا تھا شہنشاہ سے اعانت چاہی اوسوقت فیروز ابن رجب سالار اورنگ نشین دہلی کا تھا وہ والی بہار کی کمک کو بہت سی فوج لیکر خود بہار مین پہونچا اور وہان سے پنڈوہ تک آیا اور اُس مقام کو قبضۂ تصرف مین لایا۔ سلطان شمس الدین نے لاچار ہوکر وہان سے گریز کر کے مقام اکڈالا مین جو قریب سنار گانون کے پرگنہ بھوال مین ہے آکر مستحفظ ہوا ہرچند کہ افواج فیروز شاہ تعقب کرتی ہوئی یہان تک بھی پہونچی مگر کامیاب نہین ہوسکی کیونکہ وہ قلعہ بہت مستحکم اور مضبوط تھا اور زمانہ بارش کا بھی پہونچ گیا تھا اسیلئے لاچار فیروز شاہ نے صلح کی اور باآشتی کچھ پیشکیش اور تحالیف لیکر دہلی کو مراجعت فرمائی جب سے فیمابین ممالک محروسہ شاہ دہلی اور کشور بنگالہ کے حدود متعینہ قرار پائے اور شمس الدین بلا تشویش و تردد مستقل بادشاہ ہوکر حکمرانی کرتا رہا۔ اسنے ۱۶ سولہ برس باکامرانی زندگانی کی۔ بعد وفات سلطان شمس الدین کے اوسکا بیٹا سلطان سکندر ۱۳۵۸ء مین اوسکا جانشین ہوا۔

سلطان سکندر

جب خبر رحلت سلطان شمس الدین کی فیروز شاہ کو پہونچی اوس نے پھر لشکر جرار لیکر بنگالے پر تاخت کی لیکن کامیاب نہین ہوسکا۔ کیونکہ سلطان سکندر نے بدستور اپنے پدر بزرگوار اوسی حصار

استوار مین الڈالا کے پناہ لی افواج فیروزشاہ نے ہر چند کہ اوس قلعہ کو محاصرہ کیا مگر موسم برسات کے آنے اور بادو باران کے شروع ہونے سے تنگ آکر فیروزشاہ نے پھر صلح کی اور چند زنجیر فیل نذر لیکر دہلی کو روانہ ہوا۔ اور پھر کبھی اسطرف کا عزم نہین کیا۔

غیاث الدین ثانی

سکندرشاہ کا بیٹا غیاث الدین ثانی نے جو اپنے باپ کو قتل کرکے تخت نشین بنگالے کا ہوا تھا۔ بڑی ناموری کے ساتھ سلطنت کی باپ کو مارنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سکندرشاہ کی دو بیبیان تھین ایک کی طرف سے غیاث الدین اور دوسری سے سترہ لڑکے تھے غیاث الدین کو معلوم ہوا۔ کہ اوسکی علاتی مان اوسکے ہلاک کرنے کے درپے ہے اسلیے بھاگ کر کسی طرف چلا گیا اور وہان جاکر فوج مہیا کرنے لگا۔ سکندرشاہ اوسکی دوسری بی بی کے اشتعال سے جو غیاث الدین کی دشمن جانی تھی سپاہ لیکر بیٹے کو ہلاک کرنے گیا۔ اور دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ آخر باپ مارا گیا۔ یہی غیاث الدین شاہ ہے کہ جس نے حضرت خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ رحمۃ کو دعوتِ قدم رنجہ اپنے بارگاہ مین کی تھی لیکن خواجہ حافظ نے چونکہ اوسوقت نہایت ضعیف اور کبیرسن ہوگئے تھے۔ اوسکی دعوت قبول نہین کی صرف ایک غزل لکھکر بھیجی۔ جسکا ایک شعر اور مقطع یہ ہے ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند

این قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود بحافظ زشوق مجلس سلطان غیاث دین
خامش مشوکہ کار تو از نالہ میرود۔

سنہ ۱۳۷۳ع مین سُلطان غیاث الدین نے اس دار فانی سے رحلت کی اوسکے وفات کے بعد اوسکا بیٹا سُلطان السلاطین اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان شمس الدین ثانی سریر آرائے سلطنت بنگالہ ہوا کہتے ہین کہ اسی زمانے مین ایک شخص ہند و نژاد بنام راجہ گنیش مالک اس مُلک کا ہوا اور ہدایت ازلی کے سبب آخر کو مسلمان ہوگیا بعد گنیش کے اوسکا بیٹا جیت مل مُلقب بہ سُلطان جلال الدین تخت نشین بنگالے کا ہوا۔

سُلطان السلاطین
شمس الدین ثانی
راجہ گنیش
سُلطان جلال الدین

اس عہد مین شہرستان گوڑ پھر دار الریاست بنگالے کا ہوا اوسنے بہ نسبت سابق کے اوس شہر کو زیادہ رونق دی اور بہت سے مکانات اور مساجد تعمیر کروائین۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا احمد شاہ سریر آرا ہوا۔ اسی عہد مین امیر تیمور گورگان ہندوستان مین آیا تھا۔ مگر ایک سال سے زیادہ نہین رہا۔ بعد مراجعت امیر تیمور کے ہندوستان مین بہت سے فتور واقع ہوئے۔ اور مُلک چھوٹے چھوٹے صوبجات مین تقسیم ہوگیا۔ اور بنگالے مین حبشیون کی سلطنت ہوئی جسکا آخر بادشاہ شیدی بدر عرف مظفر شاہ جو نہایت سفاک بیباک ستمگار اور مردم آزار

احمد شاہ
شیدی بدر

تھا بعد ازان سادات کی سلطنت ہوئی جسکا پہلا بادشاہ سید حسین شریف

مکی ہوا جو وزیر مظفر شاہ حبشی کا تھا اور بعد انتقال مظفر شاہ کے سپاہ

سلطان علاءالدین

اور رعایا نے اُسے بادشاہ بنایا تھا مشہور نام اوسکا سلطان علاءالدین

ہوا۔ اوس نے بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ بنگالے مین سلطنت

نصرت شاہ

کی بعد اُسکے اُسکا بیٹا نصرت شاہ تخت نشین ہوا۔ اسی زمانہ یعنے

سنہ ۱۵۲۶ء مین ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے کابل کیطرف سے ہندوستان

مین آکر سلطنت دہلی کو سخر کیا اور بنار سلطنت مغلیہ کی ہوئی اُسوقت

سلطان محمود لُودی تخت نشین دہلی کا تھا جب وہ آوارہ ہوکر بہار

کی طرف سے بنگالے مین آیا۔ نصرت شاہ والی بنگالہ نے اُسکی

تائید اور سب طرح خاطرداری اور مہمان نوازی کی اِس خبر کے سُنتے

ہی بابر شاہ نے بنگالے کی طرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ پر حملہ

کیا۔ نصرت شاہ نے دور اندیشی کی راہ سے امان خواہ ہوکر فرمان برداری

بابر شاہ کی قبول کی بابر شاہ نے بھی اوسکی رعایت کی اور اوس کا مُلک

اوس کو بخشا۔

محمود شاہ

بعد نصرت شاہ کے اُسکا بیٹا محمود شاہ تخت پر بیٹھا

وہ زمان استیلاءین شیر خان کے مغلوب ہوا اور اسم و رسم

سلطنت کا اِس خاندان سے جاتا رہا۔ اور پٹھانوں کی عملداری ہوئی۔

بہرۂ چہارم

بہرۂ چہارم ذکر سلطنت افغانیہ
تا عہد حکومت مُغلیہ

شیر خان

شیر خان کہ اصل نام اوسکا فرید خان تھا۔ قوم افغان اور نسل سے
ابراہیم خان کے تھا۔ سلطان بہلول لودی کے وقت مین اوسکو
بڑی سرفرازی حاصل تھی اور وہ ایک مُدت دراز تک بابر شاہ
کی خدمت مین بھی تھا۔

ہمایون شاہ خلف بابر شاہ کے وقت مین باغی ہوکر بہار
کی طرف آیا۔ اور اس خطے کو اپنے قبضۂ تصرف مین لایا بعدازان
بنگالے پر تاخت کرکے اُس پر قبضہ کیا۔ آخر کو شاہ دہلی یعنے ہمایون شاہ
سے صف آرا ہوکر غالب آیا اور تخت شاہی پر جلوس کرکے شیر شاہ
ملقب ہوا شیر شاہ کی یادگارون سے بہت سی تعمیرات اب تک ہند اور
بنگالے مین موجود ہین اور شیر شاہ کی بنائی ہوئی سڑک جو دہلی
سے آسام تک گئی ہے ہنوز قایم ہے۔

محمد خان

۱۵۴۵ء مین شیر شاہ کی وفات ہوئی بعد شیر شاہ کے
اوسکے بیٹے سلیم شاہ نے اپنے کسی خویش محمد خان سور کو ایالت
بنگالے کی تفویض کی اُسنے تا زمان حیات سلیم شاہ اوسکی اطاعت

بجالائی۔ بعد سلیم شاہ کے سرکشی پر کمر باندھی اور خود مستقل بادشاہ بنگالے کا ہوا۔

بہادر شاہ

سنہ ۱۵۵۵ع مین محمد خان بہادر شہنشاہ دہلی (اکبر بادشاہ) کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اوسکا بیٹا قائم مقام اپنے باپ کی سلطنت کا ہوا۔ اور پانچ سال استقلال کے ساتھ سلطنت رانی کر کے سنہ ۱۵۶۰ع مین انتقال کیا بعد اُسکے اُسکا بھائی سلطنت کا مالک ہوکر بعد تین برس کے اُسنے بھی اس دار فانی سے رحلت کی اُسکا بیٹا کہ نہایت نوجوان تھا جانشین اپنے باپ کا ہوا اور وہ بھی بعد چند روز کے ملک عدم کا راہی ہوا۔

سلیمان کرمانی

سنہ ۱۵۶۴ع مین سلیمان کرمانی کہ قوم افغان سے تھا سریرآرای سلطنت بنگالہ ہوا۔ اور خرد وہوشیاری کی راہ سے گوناگون تحایف اور ایلچی شہنشاہ دہلی ابوالفتح جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت مین بھیجا۔ اور ہمیشہ مراتب خلوص واطاعت کے بجالایا۔ اِس ذریعہ سے کشور بنگالہ کو تاخت وتاراج سے افواج شہنشاہ کے محفوظ رکھا اور اسی زمانے

کالا پہاڑ

مین کالا پہاڑ سپہ سالار سلیمان کرمانی کا کہ وہ نسل سے برہمن کے تھا اُڑلیسہ پر تاخت کر کے جگناتھ کو جلایا اور بہت سے بُت بنگالہ اور اُڑلیسہ کے اُسکے ہاتھ سے مُنہدم ہوئے اور ہزارون برہمن ذی وقار کو ذلیل وخوار کیا چنانچہ ابتک بنگالے کے اکثر شہر اور دیہاتون مین

بہت سے بُت بنی شکستہ پڑے نظر آتے ہین یہ سب کالا پہاڑ کے تغلب
کی نشانیان ہین بعد سلیمان کرمانی کے اوسکا بیٹا داود خان تخت نشین
بنگالے کا ہوا اُس نے اپنی مکنت وجاہ خزاین وسپاہ کے غرور مین
اطاعت سے شہنشاہ دہلی کی سر پھیر کر خیرہ سری شروع کی اخر ذلیل
وخوار ہوکر آمان چاہی اور اطاعت قبول کی اور عہد نامہ لکھدیا شہنشاہ
دہلی اکبر بادشاہ نے درخواست منظور کی اور اُڑلیسہ کی ریاست اُسے
مرحمت فرمائی اور منعم خان کو جو سپہ سالار اکبر شاہ کا تھا حسب درخواست
اوسکی بنگالہ کا حاکم مقرر کیا اُسنے بنگالے مین آکر شہرستان گوڑ مین
اقامت اختیار کی۔

اسی زمانہ یعنے سنہ ۱۵۷۶ء مین قضاے ایزدی سے بنگالے مین
وباے ہولناک حادث ہوئی۔ اور ہر روز ہزارون بندگان خدا جان بحق
تسلیم ہونے لگے۔ یہان تک لوگ مرتے تھے کہ دفن کرنے یا جلانے
کو آدمی نہین ملتا تھا۔ جسقدر لوگ کہ زندہ تھے خوف سے مُردون
کے پاس نہین آتے تھے۔ آخر یہ نوبت ہوئی کہ لاشین دریا مین ڈالی
گئین۔ اِس ایام مین حاکم بنگالہ منعم خان بھی مع لواحقین رخت حیات
باندھکر ملک عادم کو سدھارا۔ غرض تھوڑے دنون مین شہرستان گوڑ
جو دو ہزار برس سے آباد اور انواع رعونت سے معمور تھا ویران ہوگیا۔

جب خبر مرگ منعم خان کی داؤد خان کو پہونچی اُسنے پھر سرکشی شروع کی اور اپنے عہد نامے سے گذر کر بدعہدی کی راہ سے پچاس ہزار[1] فوج لیکر افواج مغلیہ کے مقابل ہوا اور اکثر کو شکست دیکر بنگالے سے نکال دیا۔ اور بمقام راج محل کو اپنا مخیم جاہ وجلال کیا۔ افواج مغلیہ نے پھر اپنے کو درست اور ہر طرف سے عساکر ظفر پیکر جمع کرکے راج محل کو محاصرہ کیا۔ اور افواج افاغنہ کو شکست دیکر داؤد خان کو گرفتار اور اُسکے سر کو تن سے جدا کرکے شاہ اکبر کے حضور[1] مین بھیجا سرداران قوم افغان کے تعمیر کئے ہوے بہت سے مکانات اور مساجد اِس ضلع کے متعلق مقام کیاسیہ اور سبہار مین بھین جو اسوقت منہدم ہوگئی ہین۔

بہرۂ پنجم ذکر سلطنت مغلیہ

تا عہد حکومت سُلطان محمد شجاع

بعد قتل داود خان کے ریاست بالاستقلال بنگالے کی افغانون کے ہاتھ سے ایکبارگی جاتی رہی اور یہ ریاست بنگالہ اور بہار سلطنت مُغلیہ

---

[1] ایک شاعر نے داود کے شکست کی تاریخ لکھکر اکبر کے حضور مین پیش کی تھی۔ چو ملک سلیمان زداؤد رفت

کے تابع ہوئی اور راجہ تودرمل حاکم بنگالہ ہوا۔ اُسنے انتظام خراج وغیرہ امور مالی کا کرکے طومار جمیع اراضین جاگیر وخالصہ کا درست کیا اور صرف ایک صوبہ بنگالے مین ایک سو سات لاکھ روپیہ تحصیل سالانہ مقرر کیا — راجہ تودرمل

بعد ازان سنہ ۱۵۸۹ع مین خاقان اکبر نے راجہ مان سنگہ کو صوبہ دار بنگالہ اور بہار کا مقرر کرکے بھیجا یہ وہی مان سنگہ ہے جسکی بہن کو جہانگیر شاہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا۔ — راجہ مان سنگھ

راجہ مان سنگہ مسند نشین صوبہ داری بنگالہ اور بہار ہوکر افغانان اُڑلیسہ پر تاخت کرکے اونکو مطیع ومنقاد سلطنت مغلیہ کا کیا اور وہان سے بافتح وظفر مراجعت کرکے راج محل کو دار السلطنت بنگالے کا مقرر کیا اور اوسکی آبادی اور آراستگی مین متوجہ ہوا۔

راجہ مان سنگہ کے عہد صوبہ داری مین افغانان اُڑلیسہ نے دو بار بنگالے پر تاخت کیا مگر ناکام پھرے راجہ مان سنگھ نے مدت پندرہ سال تک نہایت عدل ورافعت اور شان وشوکت کے ساتھ صوبہ داری کی اور سنہ ۱۶۰۴ع مین اِس عہدے سے استعفا دیا۔ اُسکے دوسرے سال یعنے سنہ ۱۶۰۵ع مین شہنشاہ کیوان جاہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت گاہ حیات سے اُترکر اپنے کشور جان کو ہاتھ مین قہرمان ممات کے سونپا اور شاہزادہ سلیم یعنے جہانگیر شاہ نے اورنگ سلطنت — جہانگیر شاہ

دہلی پر جلوس فرمایا۔

مان سنگہ بارشاہی

اس عہد مین راجہ مان سنگھ کی بڑی قدر و منزلت تھی اور ثانیاً صوبہ داری پر بنگالہ کے مامور ہوکر بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ بنگالے مین آیا اور بعد چند روز کے پھر دربار شاہی مین واپس گیا

قطب الدین

اور قطب الدین عہدۂ ایالت بنگالہ پر سرفراز ہوا۔ قطب الدین کو صوبہ داری بنگالہ مین بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ شیر افگن خان شوہر مہر النسا عرف نور جہان بیگم کا تھا اور اُن دنون شہر بردوان مین رہتا تھا۔ اُسکا کام تمام کرے کیونکہ جہانگیر جو عاشق مہر النسا کا تھا۔ اپنا مقصد دلی پورا کرنے کا ایما کیا۔ قطب الدین نے بنگالے مین آکر وجود شیر افگن خان کا منہدم کرکے جہانگیر کے دلکو شاد کیا اور مہر النسا ازدواج شاہی مین مشرف ہوکر نور محل

نور جہان بیگم

اور بعدہٗ نور جہان بیگم ملقب ہوئی۔

اسلام خان

بعد قطب الدین کے سنہ ۱۶۰۸ء مین شیخ علاء الدین اسلام خان نظامت بنگالہ پر ممتاز ہوا اور بنگالے مین آکر شہر ڈھاکہ کی بنا ڈالی اور دفاتر نظامت اور سارا اسباب ریاست راج محل سے ڈھاکے مین لایا اور اُسکو دار السلطنت بنگالے کا بنایا۔ کہتے ہین کہ جسوقت اسلام خان دار الریاست کے قابل زمین تلاش کرتا ہوا ڈھاکہ تک پہونچا تو یہ سرزمین بالکل سرخ مٹی کی نظر آئی جو نہایت اونچی اور

مستحکم معلوم ہوئی اُسنے اِس زمین کو پسند کیا اور نشان گاڑ کر احاطہ شہر کا قایم کرکے نام اِسکا جہانگیر نگر رکھا اور خود خیمہ نصب کرکے قیام کیا چند روز مین تعمیرات کا سامان ہوگیا اور کاروبار ریاست کے ہونے لگے۔ ہر طرف سے لوگ آکر بسنے لگے۔ اور شہر آباد ہوگیا[۱]۔

وجہ تسمیہ ڈہاکہ

وجہ تسمیہ شہر ڈھاکہ کی متقدمین دو طرح پر بیان کرتے ہین۔

ایک یہ کہ جسوقت اسلام خان شہر بنانے کی نیت سے اس سرزمین پر پہونچا دیکھا کہ دریا کنارے کسان لوگ کچھ کام کر رہے ہین اُسنے پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے کسان لوگ اسوقت ڈھاک کا جنگل کہ یہ ایک قسم کا جنگلی درخت ہے کاٹ رہے تھے سمجھے کہ شاید اس درخت کا نام پوچھتا ہے کہا کہ "ڈھاک کا" اسلام خان نے تصور کیا کہ اس سرزمین کا نام ڈھاکہ ہے۔ بس اوسنے یہی نام لکھ لیا اور بعد ازان یہ سرزمین اُسی نام سے مشہور ہوئی۔ دوسری یہ کہ جسوقت اسلام خان اس سرزمین پر آیا اور اُسکو شہر بنانے کے قابل تصور کیا خود کشتی سے چند لوگون کو لیکر اُترا اُسوقت دریا کنارے چند ہنود پوجا کر رہے تھے اور ڈھاک[۲] بجاتے تھے۔ اسلام خان احاطۂ شہر قایم کرنے کے واسطے آدمی بھیجکر اُس

---

[۱] دار الریاست بنگالہ سُنار گانون سے منتقل ہوکر گوڑ اور راج محل مین جانے کی وجہ سے سُنار گانون کی سابق رونق کم ہوگئی تھی۔ شہر ڈھاکہ دار السلطنت ہونے سے وہ ایکبار اوجڑ گیا۔

[۲] ڈھاک ایک قسم کا بڑا ڈھول ہے جسکو ہنود اکثر تہوار اور پوجے مین بجاتے ہین۔

ڈھاکی کو جو ڈھاک بجاتا تھا اپنے پاس بُلایا اور دریا کنارے جو دکھن سوانہ شہر کا ہے کھڑا کروا کر خوب زور سے ڈھاک بجانے کا حکم دیا اور تین شخص نِشان گونشان دیکر تین طرف پورب پچھم اور اوتر روانہ کیا اور کہا کہ جہان تک اِس ڈھاک کی آواز پہونچے وہین نشان گاڑین چنانچہ ویسا ہی عمل مین آیا چونکہ اُسوقت یہ سرزمین بالکل میدان تھی بہت دور تک ڈھاک کی آواز پہونچی اس مابین کی زمین کا نام ڈھاکہ رکھا گیا۔ یعنے ڈھاک کی آواز سے سوانہ قایم ہوا۔ اِس لیے اُسکا نام ڈھاکہ ہوا۔ اور بعد ابادی شہر کے اوسکا نام جہانگیر نگر مشہور کیا[۱]۔ سُنار گانون جسکی آبادی دو ہزار برس کے آگے سے چلی آتی تھی۔ رفتہ رفتہ اوجڑنے لگا اور اُسکے سارے لوگ اور کارخانہ جات سب ڈھاکے مین چلے آئے اخر وہ بالکل تباہ اور ویران ہو گیا۔ آبادی سُنار گانون کی علامات مین سے ابتک دو پختہ پُل باقی ہین۔ اور محلہ بنام جوناف شہر مین تھا اور ساہوکار لوگ وہان بسے ہوے تھے ہنوز قایم ہے۔ اور ابتک وہی لوگ بسے ہوے ہین سُنار گانون مین خاص نگر کی دیکھو ایک مشہور اگیر ہے اس ضلع ڈھاکہ مین اتنا

[۱] ڈاکٹر ٹیلر صاحب اپنے ٹوپوگرافی آف ڈھاکہ مین لکھتے ہین کہ راجہ بلالسین نے ڈھاکیسری دیبی کے مندر کو از سرِ نو بنوایا یہ مندر راولیسور نے پہلے بنوایا تھا جو چند مدت مین بسبب عدم تلافی کے بالکل جنگل سے چھپ گیا تھا۔ بلال سین نے اوس جنگل کو صاف کروا کے دیبی کے مندر کو نکالا اور آراستہ کیا۔ چونکہ وہ دیبی بالکل جنگل سے چھپ گئی تھی اسلئے ڈھاکیسری یعنی چھپی ہوئی دیبی نام رکھا اور اُسی کے نام سے اس شہر مین کا نام ڈھاکہ ہوا

بڑا تالاب اور نہین ہے۔ ہور گھیان اور بھی بکرم پور مین ہین ایک رام پال کی
اور دوسری دھا مارن کی مگر وہ خاص نگر کی دیگھی کے برابر نہین ہین۔

اسلام خان کو اِس شہر کے بسانے سے اصل غرض یہ تھی کہ ارخنگی یعنے ارکانی مگ لوگ اِس پورب بنگالے مین آکر ہر سال لوٹ و تاراج کرتے تھے اور یہان کے باشندون کو نہایت ایذا اور تکلیف دیتے تھے اور فرقہ پرتکیس کہ اندنون جہاز لیکر چاٹگام کی راہ سے آکر اُن ملکون مین تاخت و تاراج اور دریا مین رہزنی کرتے[1] تھے۔ اِسلیے ڈھاکے کو کہ پورب بنگالے کے ناف مین واقع ہے دار الریاست بنایا اور بڑی بڑی کوششون سے اُن اقوام کو ادھر آنے اور لوٹ تاراج کرنے سے روکا اور خود بہت سی فوج لیکر ارکان تک تاخت کر کے بہت سے ارخنگی اور پرتکیسون کو تہ تیغ کیا۔ دوسرا ایک کار نمایان اسلام خان سے یہ ہوا کہ افغانان اُڑلیہ عثمان خان لپسر سردار پیشین کو اپنا افسر بنا کر بارادۂ فتح بنگالہ آمادۂ فتنہ پردازی کے ہوئے اسلام خان نے پہلے ایلچی بھیجکر سمجھایا اور اِس ارادۂ فاسد سے باز رہنے کو کہا مگر افغانون کی خیرہ سری کے باعث عثمان خان کو یہ بات پذیرۂ خاطر نہین ہوئی اور شورش و فساد سے باز نہین آیا آخر کار اسلام خان کا سپہ سالار

---

[1] سُنارگانُون چونکہ دریاے میگنا کے کنارے واقع تھا لوٹیرے اقوام کی کشتیان وہان یکسر پہونچ جاتی تھین۔ اسلئے اسلام خان نے وہان سے دار الریاست منتقل کی۔

شجاعت خان کے ہاتھ سے شکست فاش پاکر آوارہ دشت نکبت و ادبار کا ہوا
یہ واقعہ ۱۶۱۱ء مین ہوا اور یہ اخیر تاخت افغانون کی تھی اِسکے
بعد پھر وہ کبھی خیال مُلک گیری کا دل مین نہین لائے دیہات اور قریون مین
عزلت اختیار کی چنانچہ ابتک اُس خاندان کے لوگ اس ضلع کے تھانہ
مانک گنج سبھار اور نواب گنج وغیرہ کے دیہاتون مین بسے ہوئے ہین اور
اکثر ڈھاکہ وکلکتہ وغیرہ شہرون مین دفتری اور خدمتگاری کا کام کیا کرتے ہین

ابراہیم خان

بعد اسلام خان کے ۱۶۱۸ء مین ابراہیم خان شوہر خواہر نورجہان
بیگم بعطاے خلعت ناظمی بنگالہ سرفراز ہوا اور ڈھاکے مین آکر مسند
صوبہ واری پر جلوس کیا۔ اسی عہد مین قوم انگلشیہ پہلی بار تجارت کیواسطے
اس ملک مین آئی اور بنا بازرگانی کی ڈالی۔
کہتے ہین کہ ابراہیم خان کے وقت مین پہلے پانچ برس تک نظام
امور ریاست کے بخوبی ہوے اور ابراہیم خان نے آسامی اور راخنگی اقوام
کو حد و د ریاست سے اپنے بالکل دور کیا اور افغانان اُڑلیسہ کو بھی کہ کہین
کہین وہ سرشورش اُٹھایا کرتے تھے۔ زیر وزبر کرکے فرمان پذیر بنایا اُسکے
عہد ایالت مین اس مُلک مین سوداگری خوب چمکی۔ سوتی کپڑے ڈھاکے
مین اور ریشمی کپڑے مالدہ مین نہایت نفیس اور عمدہ تیار ہونے لگے اور
دور دور ولایتون مین اوسکی بڑی قدر ہونے لگی اور کثرت سے اوسکی

تجارت شروع ہوئی۔

اسمین ایک واقعہ یہ ہوا کہ تیسرا لڑکا جہانگیر شاہ شاہزادہ خرّم ملقب بہ شاہ جہان واسطے دفع کرنے شورش وفتنہ اقصاے ملک دکھن کے طرف بھیجا گیا اور وہان سے کامیاب ہوکر مراجعت کی اور اس حسن خدمت کے بجالانے سے موردِ الطاف اپنے پدر بزرگوار جہانگیر شاہ کا ہوا۔ نورجہان بیگم کو کہ مادر علاتی اُسکی تھی یہ خیال ہوا کہین شاہ جہان ولی عہد ہوکر وارث تخت نہوجاے اسلیے اوسنے یہ طرح ڈالی کہ چوتھا لڑکا جہانگیر شاہ کا شاہزادہ شہریار کہ جسکے ساتھ اُسنے اپنے پہلے شوہر شیر افگن خان کی صلبی لڑکی کی شادی کردی تھی بعد جہانگیر شاہ کے تخت نشین ہو اور جہانگیر شاہ کو بھی نوعے اس امر پر راضی کرلیا تھا۔

شاہزادہ خرّم یعنے شاہ جہان نے یہ خبر سُنکر نہایت رنجیدہ اور برانگیختہ خاطر ہوکر بغاوت پر کمر باندھی اور پدر بزرگوار سے اپنے آشکارا دعوے تخت کا کیا۔ جہانگیر شاہ اشتعال سے نورجہان بیگم کے عزم جنگ مُصمم کرکے بیٹے سے لڑنے کو فوج بھیجی آخر کُشت وخون واقع ہوا۔ اور شاہ جہان ہزیمت پاکر دکھن کی طرف بھاگا اور اسطرف سے اُڑیسہ کی راہ ہوکر بنگالے مین آیا۔

ابراہیم خان ایماے شہنشاہی سے شاہ جہان سے لڑنے

کو مستعد ہوا۔ اور جنگ عظیم درمیان افواج صوبہ دار بنگالہ اور شاہ جہان کے
واقع ہوئی آخر صوبہ دار کی فوج نے شکست کھائی اور صوبہ دار مارا گیا
شاہ جہان فتح یاب ہوکر ڈھاکے مین وارد ہوا اور خزینۂ صوبہ داری سے
چالیس لاکھ روپیہ لیکر اور یہان کا انتظام درست کرکے دہلی کی طرف
مراجعت کی راہ مین پھر افواج شاہنشاہی سے مقابلہ ہوا اور ہزیمت
پاکر دکھن کی طرف گریز کیا۔ اور وہان سے عفو جرایم کی عرضی اپنے والد بزرگوار
جہانگیر شاہ کیخدمت مین بھیجی شاہنشاہ بھی از راہ الفت پدری اُسکے
جرائم سے درگذرا ہرچند کہ شاہ جہان دو برس بنگالے مین رہا مگر اپنی کوئی
یادگار نہین چھوڑی۔

شاہ جہان کا ڈھاکے مین آنا۔

بعد طے اس فتنہ و فساد کے خانہ زاد خان عہدۂ نظامت
بنگالے پر سرفراز ہوا۔ اور ڈھاکے مین آکر تھوڑے دنون مین سررشتہ
ملکی و مالی درست کرکے بائیس ہزار روپیہ بوجہ خراج بنگالہ دہلی بھیجا
یہ روپیہ بعد مدت مدید کے بنگالے سے گیا۔ کیونکہ قبل اسکے بسبب
شورش اور فتنہ انگیزی ارخنگیان اور پرتگالیون کے بالکل محاصل
ملک کا لڑائی کی تدابیر اور اخراجات مین صرف ہوتا تھا۔

خانہ زاد خان

سنہ ۱۶۲۸ع کی اوائل مین ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر شاہ
اس رباط فانی سے سراے جاویدانی کی طرف سدھارا اور ابو المظفر

قاسم خان

شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ سریر سلطنت دہلی پر جلوس فرما ہوا اُسنے
قاسم خان کو خدمت صوبہ داری بنگالے کی عطا کرکے باشان وشوکت و
حشمت وصولت کے اسطرف بھیجا۔ قاسم خان سات گانون مین جو قریب
ہوگلی کے ہے وارد ہوکر انتظام امور ریاست مین مصروف ہوا اور بعد دو
سال کے درگاہ شاہنشاہی مین اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ پُرتگالی المعروف
پُرتکیسون نے نہایت شور وشغب برپا کرکے رہزنی آغاز کی ہے اور اکثر
اموال بازرگانان اور رعایا کا لوٹ لیتے ہین اِس عرضی کے پیش ہوتے
ہی فرمان صادر ہوا کہ جلد اُن بدکیشون کو سزاے عمل دیکر ملک سے
دور کردین مطابق حکم شاہی کے قاسم خان نے ۱۶۳۱ء مین جنگ پرتگالیون
کی تیاری کرکے ۱۶۳۲ء مین افواج وحشم شایستہ لیکر بندر ہوگلی کو کہ پرتگالیون
نے وہان پر پروانگی بازرگانی کی پاکر بغایت استحکام اور استقلال پیدا
کرلیا تھا۔ محاصرہ کیا پُرتگالیون نے قافیہ وقت تنگ دیکھکر سالانہ بمبلغ تین
لاکھ روپیہ بطور جزیہ کے بیت الخزائن مین صوبہ دار کے دینے کو راضی ہوے
مگر قاسم خان نے قبول نہین کیا آخر کام جنگ وجدل پر ٹھہرا۔ پُرتگالیون
کو شکست فاش ہوئی اور خطۂ ہوگلی مین تحت حکومت صوبہ دار بنگالے کے آیا اُس تاریخ سے
دفتر دیوانی سات گانون سے اُٹھکر ہوگلی مین آیا اور سات گانون جو تخمیناً ڈیڑھ ہزار برس سے
آباد تھا ویرانی مین لایا اور کورده ہوگیا اس فتح کی بعد ایک افسر ملقب فوجدار کچھ فوج کے ساتھ

ہوگلی مین رہنے لگا اور اسکو امور سیاست مُلکی کا اختیار دیا گیا۔

قاسم خان اُسی سال یعنے سنہ ۱۶۳۲ع مین قید سے عالم کون و فساد کے رہا ہوکر عالم باقی کی سیر کو کام فرسا ہوا۔

بعد دو سال تسخیر ہوگلی کے سنہ ۱۶۳۴ع مین طایفہ بازرگانان قوم انگلش بارگاہ شاہنشاہی سے پروانگی تجارت کی حاصل کرکے بنگالے مین آئے اور بنا کاروبار کی ڈالی۔ وجہ اس پروانگی کی یہ تھی کہ شاہنشاہ دہلی شاہ جہان بادشاہ جسوقت کہ اقصاے ممالک دکھن مین تھے قضا را انکی ایک لڑکی کے کپڑے مین آگ لگنے کی وجہ سے تن نازک کو اُسکے زحمت صعب پہنچی تھی۔ ہر چند کہ تدبیرین بہت سی ہوئین سو دمند نہین ہوئین۔ آخر مسٹر باٹن کہ طایفہ تجار انگلشیہ کا جراح تھا اور اندنون وہ طایفہ بندر صورت مین وارد تھا فرمان شاہی سے دربار مین حاضر ہوکر معالج اُس مخدرۂ سراپردۂ خلافت کا ہوا اور تدبیر شایستہ سے چنگا کر دیا صلا مین اِس حُسن خدمت کے زبان شاہ سے ارشاد ہوا کہ جو کچھ مامول اُسکا ہے بخشا جاے مسٹر باٹن نے اپنی ذات کیواسطے نہین چاہا بلکہ اوسنے درخواست کی کہ فرقۂ انگلشیہ کو پروانگی ہو کہ بنگالے مین بدون باج و خراج کے تجارت کر سکے اور اُس سرزمین مین بناے کارخانہ جات کی اجازت ملے چنانچہ شاہ جہان نے اوسکی درخواست منظور فرمائی اور بندر پپلی مین کہ قریب بالاسہ کے ہے تجارت گاہ بنانے کا

فرمان دیا سنہ ۱۶۳۴ء مین قوم انگلیشہ نے پہلے بندر پیپلی مین طرح اقامت کی ڈالی اور تجارت شروع کی بعد پندرہ سال کے ایک اور گروہ عیسائیونکا بنام ڈچ مشہور دینمارک پروانگی تجارت کی حاصل کر کے بنگالے مین پہونچا۔ اور کاروبار سوداگری کا شروع کیا۔

سنہ ۱۶۳۸ء مین منصب نظامت بنگالہ اسلام خان مشہدی کو کہ مرد مُسن اور کار آزمودہ تھا تفویض ہوا اور وہ بعز و شان بنگالے مین آیا اوسکی ایالت کے پہلے سال ہی مگت راے والی ارخنگ کیطرف سے چاٹگام کی حراست مین مقرر تھا اپنے خداوند کی اطاعت سے منحرف ہو کر اُس مرزبوم کو قبضۂ اقتدار مین صوبہ دار بنگالہ کے سونپا۔ چاٹگام پہلے ریاست تپرہ کے شامل تھا بعد ازان حوزۂ تصرف مین اہل اسلام کے آیا۔ مگر اثناے حرب و پیکار فیما بین عساکر مغلیہ اور افغانون کے والی ارخنگ نے فرصت پاکر چاٹگام کو شامل اپنی ریاست کے کر لیا تھا۔ دوبارہ کہ اسلام خان مشہدی کے وقت مین مشمول ممالک بنگالے کے ہوا اور نام اُسکا اسلام آباد رکھا گیا۔

اسی زمانے مین راجۂ آسام نے پانسو کشتی لیکر دریاے برم پوتر کی راہ سے بنگالے مین آکر تاخت و تاراج شروع کی اسلام خان مشہدی بہت سی جنگی توپین اور لشکر جرار لیکر اُسطرف روانہ ہوا۔ اور آسامیونکی

ایسی خبر لی کہ آخر تاب مقاومت نہ لا کر بھاگ گئے اسلام خان مشہدی تعاقب کرتا ہوا اُن کے ملک تک پہنچا اور تاختون سے اوسکو زیر و زبر کر دیا اگرچہ مُدت ایالت اسلام خان مشہدی کی ایک سال سے زیادہ نہ تھی مگر اس عرصے مین لشکر اسلام کوچ بہار تک تاخت کر چکا تھا اور اُس ملک کی کچھ زمین پر بھی قبضہ ہو چکا تھا۔

بہرۂ ششم ذکر سلطنت سلطان محمد شجاع تا عہد حکومت نواب شایستہ خان

سلطان محمد شجاع

سنہ ۱۶۳۹ء مین شاہجہان کے دوسرے لڑکے سلطان محمد شجاع نے فرمان روائی مین کشور بنگالہ کے مامور ہوا اور کمال بیدار مغزی اور زیرکی سے مُدت تیئس برس تک کلید ابواب نظم و نسق اِس مُلک کی اپنے ہاتھ مین رکھی اور اس عہد مین صوبۂ بہار یک علیحدہ ریاست قرار پائی تھی سلطان محمد شجاع نے بنگالے مین آکر پہلا کام یہ کیا کہ دفتر نظامت ڈھاکے سے راج محل مین لے گیا اور اُس خطے کو بناے عمارات پُر تمکین سے سابق سے بھی زیادہ آراستہ کیا۔ کہتے ہین کہ جب سلطان محمد شجاع نے راج محل مین نزول فرمایا مسٹر باٹن شرف ملازمت سے مشرف ہوا اتفاقاً شاہزادہ کی کوئی خاتون اُسوقت کسی مرض سخت مین مبتلا تھی چونکہ آوازہ طبابت مسٹر باٹن

Santi Press, Dacca.

کا مشہور تھا شاہزادہ نے اُس خاتون کے معالجہ کو ایما فرمایا اور حسن تدبیر سے مسٹر باٹن کی صحت حاصل ہوئی اور مسٹر باٹن مزید الطاف اور اختصاص سے سرفراز ہوا اور صلہ مین اِس خدمت کے شاہزادہ نے طائفہ انگلشیہ کو بندر ہوگلی اور بالسیر مین بنائے کاروبار تجارت کی پروانگی دی۔

سلطان محمد شجاع مدت آٹھ برس تک اپنے والد بزرگوار کی اطاعت اور عقیدت کے ساتھ بنگالے کی فرمان روائی کر کے بعہدۂ صوبہ داری کابل کے مقرر ہوا اور دو برس تک وہان رہکر پھر بنگالے مین آیا اور نو برس فرمان روائی مین اِس بلاد کے قائم رہا اور ڈھاکے کو دارالریاست مقرر کیا۔ چنانچہ اُسکی بہت سی تعمیرات ہنوز ڈھاکے مین موجود ہین جسکا بیان بہرۂ تعمیرات قدیم ڈھاکہ مین لکھا گیا ہے۔ اخیر مین پھر راج محل کو دارالریاست کیا۔

اِس عرصے مین اِس مُلک کو سابق سے بہت رونق اور رہرام کی ترقی ہوئی۔ ہر نوع کے ہنرمند کاریگر اہل حرفہ آبسے اور تجارت خوب پھیلی خراج کی بھی افزونی ہوئی۔ پیشتر یعنی ۱۵۸۲ء مین دیوان راجہ تودرمل کے وقت مین خراج بنگالہ ایک کرور ساٹ لاکھ روپیہ تک ہوا تھا۔ سلطان محمد شجاع کے وقت مین ایک کرور اکتیس لاکھ روپیہ ہوا۔

القصہ ۱۶۵۷ء مین شاہ جہان بادشاہ علیل ہوا اور اُن کے

چارون شاہزادے سُلطان محمد شجاع دارا شکوہ۔ سلطان مراد۔ اور اورنگ زیب سبھی جلوس تخت شاہی کی کوشش کرنے لگے۔ سُلطان محمد شجاع بنگالے سے فوج لیکر بنارس تک پہونچا اُدھر سے دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سلطان سلیمان شکوہ کو فوج جرار دیکر شجاع کے مقابلے کو روانہ کیا آخر سامنا جنگ وجدل کا ہوا اور شجاع ہزیمت پاکر بنگالے مین پھر آیا اور دہلی مین تینون شاہزادے باہم لڑ پڑے اور اورنگ زیب نے سبکو زیر کر کے شاہ جہان کو قید کر لیا اور خود اورنگ نشین دہلی کا ہوا۔

سُلطان محمد شجاع نے جب سُنا کہ اورنگ زیب تخت نشین ہوا اور والد بزرگوار کو قید کر لیا نہایت مغموم و متاسف ہو کر بیلا چاری۔ اورنگ زیب کو مبارکباد لکھی اور استدعا کی کہ ایالت بنگالے مین اُسکو قایم رکھے۔ مگر اورنگ زیب نے قبول نہین کیا تب تو آتش خشم سُلطان محمد شجاع کی نہایت مشتعل ہوئی اور پھر فوج لیکر دہلی کیطرف روانہ ہوا مقام کھجوا تک پہنچا تھا کہ افواج اورنگ زیب سے دوچار ہوا اور جنگ عظیم پیش آئی اگرچہ پہلے شجاع کی فوج غالب ہوگئی تھی آخرکار میر جملہ کی حسن تدبیر سے جو سپہ سالار اورنگ زیب کا تھا شجاع ہزیمت پاکر پس پا ہوا اور بنگالے کیطرف پھر اپنے راج محل مین پہونچا پھر وہان سے ٹانڈے مین آکر ترتیب فوج کی کی اُدھر سے میر جملہ بھی فوج ظفر موج

لیکر ٹانڈے مین پہنچا اور پھر لڑائی ہوئی شجاع مغلوب ہوکر ڈھاکے کیطرف
بھاگ کر آیا۔ میر حملہ تعاقب کرتا ہوا ڈھاکہ تک پہونچا۔ شجاع یہان آکر
پندرہ سو آدمی سے زیادہ جمع نہین کرسکا اسلیے چاہا کہ خیال ملک گیری
کا چھوڑ کر بیت الحرام یعنے مکہ معظمہ کیطرف چلا جاے اور باقی زندگی
وہین بسر کرے یہ ارادہ کرکے چاٹگام کی طرف گیا مگر شامت ایام کے
سبب سے اُسوقت کوئی جہاز عرب جانے والا بہم نہین پہنچا۔ آخر تعاقب
افواج دشمن کے خوف سے والی ارخنگ کی پناہ لی۔

والی ارخنگ پہلے تو بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور
سلوک مہمان نوازی کے بجالایا مگر چند روز بعد ولولۂ شیطانی کے سبب سے
نہایت بدسلوکی اور سرد مہری سے پیش آیا اور طمع و خیال مین دختر
شجاع کے اوس شاہزادۂ فلک زدہ شکستہ حال کو مع اہل و عیال غرق آب
کیا۔ دختر شجاع نے جب یہ حال دیکھا کہ وہ بد باطن۔ ارادہ اوسکی
عزت کا رکھتا ہے اپنے کو خنجر جگر دوز سے ہلاک کر ڈالا۔

الحاصل جب سلطان محمد شجاع اور اہل و عیال اوسکے
نرہے۔ یہ خبر اورنگ زیب کو پہنچی اُسنے سنہ ۱۶۶۰ع مین میر حملہ کو
معظم خان خانخانان ملقب کرکے صوبہ داری مین بنگالہ کے مقرر کیا۔
میر حملہ صوبہ دار ہوکر راج محل سے دفاتر صوبہ داری پھر ڈھاکے مین

لایا اور اس شہر کو دار الریاست سارے بنگالے کا بنایا اور عمارات عالیشان اور کارخانہ جات نو بنیان سے نہایت آراستہ کیا۔

اسی زمانے مین راجہ کوچ بہار بہت سی فوج لیکر اوتر سرحد بنگالے کی بعض بعض جگہ اپنے قبضۂ تصرف مین لایا اور دریاے برم پوتر کی راہ سے لشکر کشی کر کے لوٹ اور تاراج کرتا ہوا قریب ڈھاکہ کے پہنچا۔ میر جملہ نے اوسکی گوشمالی کے واسطے ۱۶۶۱ء مین فوج جرار لیکر تاخت کی اور راجہ کے لشکر کو شکست دیکر کوچ بہار تک پہنچا اور اس ملک پر قبضہ کر لیا۔

میر جملہ نے بعد فتح کوچ بہار کے تسخیر آسام کے واسطے لشکر کشی کی اور تاخت کرتا ہوا اس ملک کو فتح کر کے بہت سی غنیمت۔ نقد و جنس لوٹ کر جمع کیا مگر اوسکی فوج کے لوگ بیمار ہونے کے سبب سے تاب اقامت نہ لاکر مراجعت کی اور راہ مین وہ خود بھی علیل ہو گیا۔ کہتے ہین کہ میر جملہ نے علالت کی حالت مین ڈھاکہ پہونچکر قالب تہی کیا اور اُسکی لاش کو رُفقا اُسکے وطن مین جو قریب اسفہان کے تھا۔ کافور کے صندوق مین رکھ کر لے گئے۔

میر جملہ بنگالے کے صوبہ دارون مین بڑا نامور شخص ہوا۔ جسکو اوسکی تعمیرات سے اب تک لوگ یاد کرتے ہین۔ اوسنے ارخنگی

یعنے اراکانی لوٹری قوموں کے روکنے اور سزا دینے کیواسطے اطراف ڈھاکہ
مین اکثر جگہ قلعے تعمیر کئے تھے جسکی علامتین ابتک موجود ہین چنانچہ حاجی گنج
کا قلعہ جو نراین گنج کے قریب تھا اور اک پور کا قلعہ جو منشی گنج مین ہے اور
میگنا ندی کے پورب داؤد کاندی وغیرہ مین بھی قلعہ بنوایا تھا شہر کے
اندر اور باہر شہر کے اکثر جگہ پل اور بڑی بڑی سڑکین تیار کروائین تھین
پگلے کا پل اور ٹونگی کا پل اُسی وقت کے بنے ہوے ہین۔ کہتے ہین کہ
ٹونگی کا پل ایک فقیر نے جسکا نام ٹونگی شاہ تھا بنوایا ہے۔

میر جملہ نے اراکانی مگون کو بھگانے اور رعب دکھانے کے
واسطے بڑی بڑی توپین منگوا کر قلعون مین نصب کی تھین سب سے
بڑی دو توپین شہر کے دکھن دروازے پر جو دریا کی جانب ہے رکھوائی
تھین جسکی ایک توپ اسوقت چوک مین رکھی ہوئی ہے اس سے
بہت بڑی اور ایک توپ تھی جو دریا شکست مین دریا کے اندر جاتی
رہی۔ میر جملہ کے وقت مین ڈھاکے کی بڑی آبادی ہوئی اور کثرت
سے لوگ آکر بسے۔ انواع اقسام کے مکانات اور ہر طرح کی
کارخانہ جات جاری ہوئے تھے اور تجارت بھی خوب پھیلی تھی اور
ہر دیار کے تاجر یہان آتے تھے۔

بہرہ ہفتم ذکر حکومت شایستہ خان

تا عہد حکومت ابراہیم خان

بعد رحلت معظم خان خانخانان المعروف میر جملہ کے محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ شہنشاہ دہلی نے امیر الامرا شایستہ خان کو جو برادر زادہ نور جہان بیگم اور پسر یمین الدولہ عضد السلطنت آصف خان خانخانان کا تھا خلعت صوبہ داری بنگالہ عطا کی۔ شایستہ خان ۱۶۶۳ء مین بافر وشکوہ ڈھاکے مین وارد ہوا اور چند روز یہان رہکر امورات صوبہ داری کا کر پہلے عزیمت واسطے تسخیر چاٹگام کے کہ بعد انتقال میر جملہ کے وہ ملک قبضۂ اقتدار مین ارخنگی یعنے اراکانیون کے آیا تھا عزم مصمم کیا اور افواج شایستہ لیکر اوسطرف روانہ ہوا۔ اور چاٹگام پہونچکر اراکانیون کو مع پرتگالیون کے جو اُنکے معاون اور ملازم تھے ہزیمت دیکر اوس ملک کو پھر ریاست بنگالہ کے شامل کیا اور بہت سی توپین اور غنایم لوٹ کر لایا۔

شایستہ خان نے قوم ڈچ یعنے اولندیزون کو بنگالے مین تجارت کی اجازت دی اور اسی عہد مین طائفہ فرنچ یعنے فرانسیس بھی اس ملک مین آئے اور بنا تجارت گاہ کی ڈالی۔ شایستہ خان کے وقت مین فرنچ کی سوداگری خوب چمکی تھی اور وہ ہمیشہ طائفہ فرنچ کے

فلاح کی کوشش رکھتا تھا۔ جسکے سبب سے اونکی رسوخیت دربار شاہنشاہی تک ہوئی۔ شالیستہ خان کی تقرری صوبہ داری کے قریب ۱۶۶۳ء مین جمیع تجار قوم انگلیشیہ نے بنام ایسٹ انڈیا کمپنی بذریعہ گماشتگان مدراس سے بنگالے مین تجارت پھیلائی اور پہلی تجارت گاہ اونکی قاسم بازار اور بالسر مین قائم ہوئی ان گماشتون کا افسر مسٹر گرل پوٹن تھا۔ جسنے پہلے اس ملک کی زبان سیکھنے مین کوشش کی اور سنسکرت سیکھکر کتاب سری بھاگوت کو ترجمہ کیا۔ شالیستہ خان ۱۶۷۷ء تک مسند صوبہ داری بنگالہ پر قایم رہا بعد ازان آگرہ کا صوبہ دار مقرر ہوکر اسطرف گیا اور ۱۶۷۸ء مین اورنگ زیب نے اپنے تیسرے لڑکے محمد اعظم کو ایالت بنگالہ مین مامور کرکے بھیجا۔ اندنون پھر آسامیون نے اطراف پورب بنگالہ مین ہنگامہ پردازی شروع کی تھی۔ شاہزادہ محمد اعظم نے ڈھاکے مین وارد ہوکر چند روز بعد آسامیون کی تنبیہ اور تادیب کے واسطے اسطرف لشکرکشی کی اور طائفہ انگلیشیہ اور ڈچ سے فوج اور توپون کی مدد چاہی وہ اوسپر راضی نہین ہوئے بلکہ عیوض مین مبلغ کثیر پیشکش کیا شاہزادہ نذر منظور کرکے صرف اپنی فوج لیکر آسامیان بدنہاد کی گوشمالی کو روانہ ہوا اور وہان پہونچکر قرار واقعی تنبیہ اور تادیب اونکی کرکے ڈھاکے مین مراجعت کی اور یہان

آگر سنا کہ ارخنگیون نے پھر شورش اور فتنہ انگیزی آغاز کی ہے اسلیے اپنے پدر بزرگوار سے پھر اسطرف عزیمت کرنے کی اجازت چاہی مگر اُسوقت اورنگ زیب راجپوتون اور مرہٹون کے کارزار مین مصروف تھا اسطرف نظر کر کے شاہزادہ محمد آعظم کو اپنے پاس بلالیا اور شایستہ خان کو دوبارہ صوبہ داری بنگالہ مین مقرر کر کے بھیجا۔

سنہ ۱۶۷۹ء مین امیر الامرا شایستہ خان دوبارہ صوبہ داری بنگالہ پر مامور ہو کر ڈھاکے مین آیا اور فرمان سے اورنگ زیب شہنشاہ دہلی کے قوم ہنود پر جزیہ مقرر کیا اور بہت بتکدے اور مندرون کو توڑ کے نیست و نابود کر دیا۔ اس سخت گیری سے قوم ہنود نہایت متنفر اور رمیدہ خاطر ہوئی اُن دنون انگریزون کی تجارت اس ملک مین بڑی ترقی پائی تھی اور بہت سے انگریز بنگالے مین آ گئے تھے اور شہنشاہ دہلی سے تجارت دایمی کے واسطے فرمان حاصل کر کے رفتہ رفتہ اس تجارت گاہ کو ایک مستقل تجارت کی جگہ نامزد کر کے اور اُس کی حفاظت کے واسطے کچھ سپاہی منگواے تھے۔

دوبارہ صوبہ داری شایستہ خان

شایستہ خان کے بنگالے مین آنے سے انگریزون نے بندر ہوگلی مین ایک قلعہ بنوانے کی درخواست کی شایستہ خان نے اس خیال سے کہ اگر اُنکو اجازت اس امر کی دی جائیگی تو تمام بنگالہ

اونکی زیر حکومت ہوجائیگا۔ اس التماس کو نامنظور کیا۔ اس مابین مین کچھ فتنہ وفساد بھی حدود بہار مین واقع ہوا اور انگریز لوگ اسمین شریک تھے یہ بات ثابت ہونے سے صوبہ دار نے انگریزون کیطرف سے بدظن ہوکر نرخ باج تجارت کے اضافہ کا حکم دیا اور سخت گیری انگریزون پر شروع کی انگریز بھی جنگ وجدل سے پیش آئے اور کئی بار صلح وسرکشی کے بعد آخر فرمان شاہی سے شایستہ خان نے تمام کارخانہ جات اور تجارت گاہ انگریزون کی ضبط کرلی اور بہت سے انگریزون کو گرفتار کرکے ڈھاکے مین لاکر قید کیا۔

شایستہ خان اگرچہ طایفہ انگلشیہ کے ساتھ سخت گیری سے پیش آیا تھا مگر اس ملک کے لوگون کو بہ سبب ارزانی غلہ وغیرہ کے نہایت خوشنود رکھا تھا کہتے ہین کہ شایستہ خان کے وقت مین غلہ اسقدر ارزان تھا کہ ایک روپیہ مین آٹھ من چانول فروخت ہوتے تھے علی ہذا القیاس سب چیزون کی ارزانی تھی شایستہ خان نے پچیس ۲۵ برس بنگالے مین صوبہ داری کی سواے دوسال کے جسمین فداے خان اور عظیم خان اور سلطان محمد اعظم تیسرا لڑکا اورنگ زیب کا یہ تین شخص بعد ایک دوسرے کے صوبہ دار بنگالہ مقرر ہوئے تھے۔ شایستہ خان نے اپنی صوبہ داری کا زمانہ ڈھاکے مین گذارا اور اسی شہر کو ہمیشہ دار الریاست رکھا۔

شایستہ خان کی تعمیرات اس شہر مین ابتک موجود ہین جنکا ذکر بہرہ
بست و نہم مین کیا گیا ہے۔

اورنگ زیب کا تیسرا لڑکا سلطان محمد اعظم جو کہ داماد
شایستہ خان کا تھا اور چندے بنگالے کا صوبہ دار ہو کر ڈھاکے
مین آیا تھا اُسنے سنہ ۱۶۷۸ء مین یہان کے لعل باغ کا قلعہ اور مکانات
بنوانا شروع کیا تھا۔ مگر ناتمام چھوڑ کر چلا گیا اور شایستہ خان کو اُس کی
تیاری کی تاکید کر گیا تھا۔ شایستہ خان نے بھی کچھ تعمیرات کی تھی کہ اسمین
اوسکی لڑکی بی بی پری نے جو سلطان محمد اعظم کی جورو تھی انتقال کیا
شایستہ خان نے اس قلعہ کی تعمیر کو نہایت منحوس اور نامیمون سمجھکر
اوسکی چہار دیواری کے اندر اپنی لڑکی بی بی پری کا ایک عمدہ سنگی مقبرہ
بنوایا اور اس قلعہ کو ناتمام حالت مین چھوڑ دیا جو اب تک اُسی
حالت مین موجود ہے۔

بی بی پری کا مقبرہ

شایستہ خان کی اور بھی بہت تعمیرات ڈھاکے مین
ہین۔ چوک کی مسجد چھوٹا کٹرہ وغیرہ تاریخ نصرت جنگی مین لکھا ہے کہ بڑا کٹرہ
شاہزادہ محمد شجاع کے وقت مین میر ابو القاسم خان دیوان شاہزادہ نے
حسب فرمایش شاہزادہ کے سنہ ۱۰۵۰ ہجری مین تعمیر کیا تھا مگر شاہزادہ
کے ناپسند ہونے سے میر مذکور کو عنایت کیا اور ڈھاکے کی عیدگاہ بھی
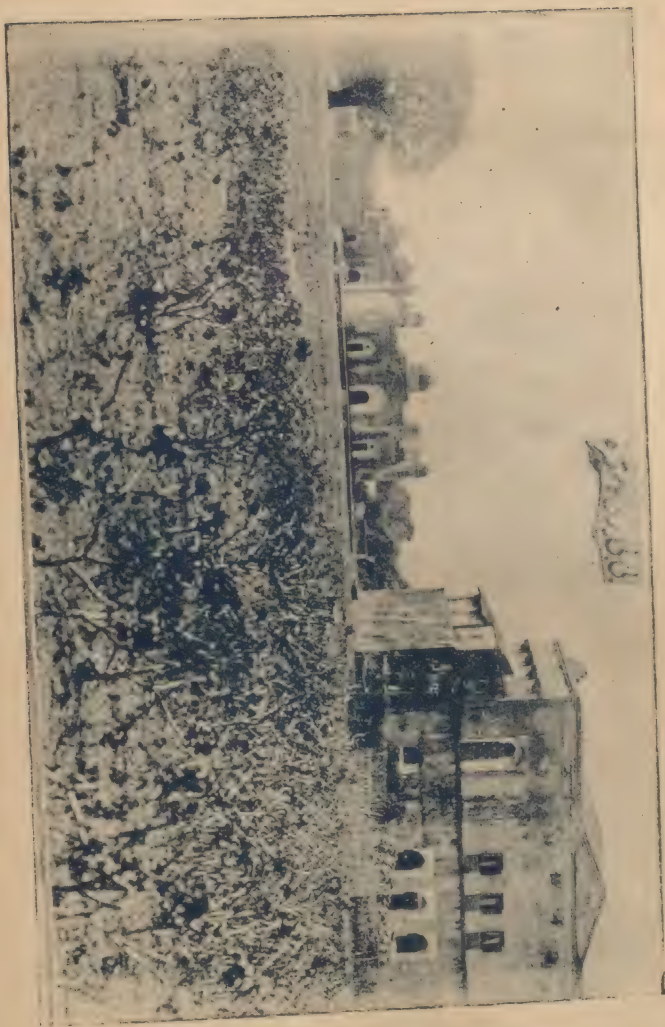
Santi Press, Dacca.

اوسی سن مین واسطے نماز عیدین شاہزادہ مع لواحقین وا ہالیان شہر کے یہ مذکور نے بنائی تھی شایستہ خان کے وقت مین طول شہر اوتر دکھن دریا سے لیکر ٹونگی کے پل تک چودہ۱۴ میل اور عرض پورب پچھم دولائی کی کھال سے بابو پورہ تک قریب دس۱۰ میل کے تھا۔

شایستہ خان کا وقت بہت امن اور چین کا تھا لوگون کی بڑی اقبال مندی تھی اور نہایت آسودگی کے حال مین تھے اور شہر نہایت آراستہ اور ہر طرح کی کارخانہ جات بازار اور عمارات سے معمور تھا کہتے ہین کہ اب دریا سے لیکر ٹونگی کے پل تک شب کو مکانات اور دوکانون کی روشنی مین بخوف لوگ چلے جاتے تھے اُسوقت ڈھاکے مین باون۵۲ بازار اور ترپن۵۳ گلی تھین جو قدیم ایام سے مشہور ہے اور اکثر فاحشہ عورتون کی شان مین یہ ضرب المثل مستورات کہتی تھین کہ وہ تو باون۵۲ بازار ترپن۵۳ گلی پھری ہوئی ہے۔ یعنے سب کچھ دیکھے ہوے ہے نہایت شوخ دیدہ ہے۔[۱]

بہرۂ ہشتم ذکر ریاست ابراہیم خان تا عہد حکومت شاہزادہ محمد عظیم الشان

---

[۱] ڈاکٹر ٹیلر صاحب بھی اپنی ٹوپوگرافی آف ڈھاکہ مین قدیم تواریخ اور سابق یوروپین سیاحون کے قول کی تصدیق کرتے ہین کہ ڈھاکے مین باون بازار اور ترپن گلی تھین۔

ابراہیم خان

سنہ ۱۶۸۹ء مین ابراہیم خان فتح جنگ پسر علی مردان خان نہر کہ جس سے دہلی اور حوالی دہلی مین نہر جاری ہے۔ صوبہ داری مین بنگالہ کے مامور ہوا۔ ابراہیم خان نہایت نرم اور صلح کل طبیعت رکھتا تھا اُسنے ڈھاکے مین آکر پہلا کام یہ کیا کہ دو شخص سفران انگریز کو جنھین صوبہ دار سابق شایستہ خان نے قید کر رکھا تھا۔ رہا کیا۔ انگریزون نے پھر شورش انگیزی شروع کی اور جو جہازات کہ ہندوستان سے عرب کو جاتے تھے اُنھین سمندر مین لوٹنے لگے۔ آخر بہت سی گُفت و شنود اور جد و جہد کے بعد صلح و آشتی قرار پائی اور ابراہیم خان نے بموجب فرمان شہنشاہی کے پھر انگریزون کو بنگالے مین بُلایا اور بطور سابق بناے تجارت گاہ کی اجازت دی۔

سنہ ۱۶۹۰ء مین طائفہ انگلشیہ پھر بنگالے مین آیا اور بناے تجارت گاہ مقام سُوتانٹی مین جہان اِسوقت شہر کلکتہ واقع ہے قائم کی اور استحکام مسکن اور بناے حصار تجارت گاہ کی کوشش کرنے لگے مگر دربار شاہی سے بناے حصار اور قلعہ کی اجازت نہین ملی آخر مکانات بنوا کر کارخانہ جات تجارت جاری کئے۔ ہر چند کہ یہ طائفہ انگریزون کا اب تک کسی طرح راہ پیما جادۂ نافرمانی کے نہین ہوا تھا۔ مگر دوسرے ایک فریق انگلشیہ نے کہ لندن ولایت سے واسطے تجارت ہند کے

آیا تھا۔ اور مسٹر کیڈ اُنکا افسر تھا دریا مین غارت گری کا شیوہ اختیار کیا اور چند
جہاز جو عازم مکہ معظمہ کے تھے لوٹ لئے شہنشاہ اورنگ زیب اس حرکت
ناشایستہ سے اونکی نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اور درمیان کمپنی سابق اور حال
کے کچھ فرق نکر کے فرمان دیا کہ تمام تجارت گاہ اُنکی ضبط اور ایک قلم
اونکی تجارت موقوف کی جاے مگر صوبہ دار بنگالہ ابراہیم خان نے کہ چند
کس انگریزون سے کمپنی سابق کے صلح اور اتحاد رکھتا تھا خفیتہً اُنکی تجارت
جاری رکھنے کا ایما کیا۔

سنہ ۱۶۹۵ء مین ایک حادثہ یہ ہوا کہ سوبھا سنگھ نام ایک زمیندار
علاقہ بردوان نے وہان کے راجہ سے باغی ہو کر فتنہ و فساد شروع کیا
اور رحیم خان کو جو سردار افغانان اُڑیسہ کا تھا اپنی مدد کو بُلایا وہ فوج لیکر
سوبھا سنگھ کی اعانت کو پہنچا اور راجہ بردوان پر تاخت کر کے میدان
وغا مین اوسکو قتل کیا اور ملک و مال اور اہل و عیال راجہ کا سب اپنے
قبضے مین لایا۔ راجہ بردوان کا لڑکا جگت راے بعد ہزیمت کے
ڈھاکے مین آیا اور صوبہ دار ابراہیم خان سے حال زار بیان کیا صوبہ دار
نے یہ خبر سُنکر جسبر کے فوجدار کو لکھا کہ تین ہزار فوج جمع کر کے تنبیہ
اور تادیب مین باغیون کے تاخت کرے چونکہ اُسوقت اسقدر فوج
بہم نہین پہونچی تھی کسی قدر سپاہ لیکر فوجدار جسبر بردوان کی طرف گیا

مگر کامیاب نہین ہو سکا۔

القصہ بردوان قبضۂ تصرف مین باغیون کے آگیا۔ قوم ڈچ اور فرنچ کہ اُسوقت ہوگلی اور چُچڑے مین اپنی اپنی تجارت گاہ رکھتے تھے مُطیع صوبہ دار بنگالہ کے ہوئے اور قوم انگریز بھی اوسی سلوک سے پیش آئی اور اپنی اپنی تجارت گاہ کی حراست کے واسطے بناے حصار اور قلعہ کی اجازت حاصل کر کے جلد جلد اپنا کام کرلیا قوم ڈچ نے چُچڑے اور انگریزون نے کلکتے مین ایک ایک چھوٹا قلعہ اور حصار تیار کر کے زحمت اور ہیبت سے اطمینان حاصل کرلیا۔

باغیان طاغی سرشت نے بندر ہوگلی کو بھی تحت و تصرف مین اپنے کرلیا اور لوٹ و تاراج کیواسطے ہر طرف فوج بھیجی عامہ رعایا نے بھاگ کر چُچڑے مین پناہ لی اور قوم ڈچ نے دو جہاز جنگی ہوگلی مین بھیجے اُن جہازون سے اسقدر گولہ باری ہوئی کہ باغیون کو تاب اقامت کی نرہی آخر فرار ہوے سات گانون پہنچکر سوبھا سنگھ نے رحیم خان کو ندیہ کے تاراج کرنے کو روانہ کیا۔

کہتے ہین کہ سوبھا سنگھ نے راجہ بردوان کا مال و منال اہل و عیال جو لوٹ کر لایا تھا اُسمین ایک دختر راجہ کی نہایت حسینہ تھی اور سوبھا سنگھ اوسکی ہم آغوشی کا بڑا مشتاق تھا جب رحیم خان ندیہ کی طرف گیا سوبھا سنگھ

نے فرصت وقت غنیمت جانکر اوس عروس حجلہ عفت کو خلوت مین بُلایا اور خواستگار وصال کا ہوا وہ مہ پارہ ایک تیز خنجر اپنے ساتھ رکھتی تھی جب سوبھا سنگھ نے اوسکو اپنے آغوش مین لیا اوسنے وہ خنجر سوبھا سنگھ کے شکم مین ماردیا کہ وہ فوراً جہنم واصل ہوا اوسکی فوج نے رحیم خان کو اپنا سردار مقرر کرکے ہر طرف تاخت و تاراج شروع کی۔

صوبہ دار بنگالہ ابراہیم خان اُسوقت تک خواب غفلت مین تھا ہرچند کہ اوسکے مشیرکارون نے ایماجنگ کا کیا لیکن اوس نے خیال اوسطرف نہین کیا بلکہ یہ جواب دیتا تھا کہ باغیان بدنہاد آپ ہی خراب ہو جاوینگے۔ ناحق جنگ کرکے بندگان خدا کا کُشت وخون کروانا کیا ضرور ہے غرض صوبہ دار کی نکاہلی اور خاموشی سے باغیون کی اور ہمت بڑھی لوٹ و تاراج کرتے ہوے مرشدآباد تک کہ اُسوقت ایک قصبہ تھا پہنچے اور اُسے لوٹتے ہوئے راج محل اور وہان سے مالدہ تک گئے۔ مالدہ مین انگریزون کی تجارت گاہ لوٹ کر بہت سا مال و متاع لیگئے۔

صوبہ دار ابراہیم خان کے عہد حکومت کی نشانی ڈھاکے مین ایک مکان جو دریا کے دکھن طرف مقام جزیرہ مین بنوایا تھا ہنوز حالت شکستگی مین موجود ہے اور ایک قلعہ اوس سرزمین پر جہان

اسوقت ڈھاکہ کا جیل خانہ۔ بگل خانہ۔ اور چوک واقع ہے جسکا احاطہ پورب محلہ پورب دروازہ اور پچھم محلہ گرد قلعہ اوتر محلہ کونلدہ دکھن بڑا کٹرہ اس مابین کی زمین مین یہ قلعہ اور اوس قلعہ کے اندر صوبہ دار کے رہنے کا مکان اور کچہریان اور دار الضرب (ٹکسال) وغیرہ تھے یہ قلعہ اور مکانات سنہ ۱۶۹۱ع مین صوبہ دار ابراہیم خان فتح جنگ نے بنایا تھا اور یہی قلعہ اور مکان اخیر صوبہ دارون کی سکونت گاہ رہا۔ چنانچہ نواب جسارت خان اخیر نائب ناظم بھی نیمتلی کا مکان بننے کے قبل یہین تھے۔ عملداری کمپنی مین وہ قلعہ اور مکانات مُنہدم ہوے اور وہان جیل خانہ وغیرہ بنے۔

بہرۂ نہم ذکر حکومت شاہزادہ محمد عظیم الشان تا عہد صوبہ داری مرشد قلی خان

سلطان عظیم الشان

جب سوبھا سنگھ کے لوٹ و تاراج کی خبر شہنشاہ دہلی اورنگ زیب کو پہونچی فی الحال اپنے نبیرہ سُلطان عظیم الشان کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کر کے ابراہیم خان کو لکھا کہ دفاتر صوبہ داری اپنے لڑکے زبردست خان کو سمجھا کر جلد دہلی روانہ ہو۔ ابراہیم خان نے فرمان شاہی کی تعمیل کی اور اُسکا بیٹا زبردست خان کہ مرد کارزار تہور شعار تھا جلد لشکر جمع کر کے تفحص اور

تلاش مین باغیون کے ڈھاکے سے روانہ ہوا اور بھگوان گولے پہنچکر
باغیون سے مقابلہ کرکے پہلے روز اُنکی بہت سی تو پین چھین لین اور
دوسرے روز شکست فاش دیکر اُنکی فوج کو پراگندہ کیا۔ رحیم خان بھاگ
کر بردوان کیطرف گیا اور وہان سے تاب اقامت نہ لاکر اُڑیسہ کیطرف گزر کیا
اور بنگالے مین ہر طرف امن وامان ہوگئی۔

اس عرصے مین سلطان محمد عظیم الشان پٹنہ پہنچے اور خبر مردانگی
اور چیرہ دستی زبردست خان کی سُنکر گمان کیا کہ اگر وہ اس کام پر رہا
تو اپنے واسطے ایسا کون کام باقی رہیگا کہ جس سے موجب سُرخروئی کا ہوگا
اس لیے زبردست خان کو لکھا کہ بعد ازین اور حرب وپیکار مین مشغول
نہووے۔ زبردست خان اوسکی منشا سمجھکر مستعفی ہوا۔ اور آٹھ ہزار سپاہ
جو تابع فرمان اوسکی تھی لیکر ڈھاکے سے چلا گیا۔

سلطان عظیم الشان نے بردوان پہونچکر چند روز وہان
قیام کیا۔ سارے زمیندار اُس نواح کے آکر حاضر ہوے اور اطاعت
قبول کی طائفہ انگریز کیطرف سے سفیر پہونچا اور پیشکش گذران کر اراضی
حوالی کلکتہ کے پانے کی استدعا کی۔ عظیم الشان نے اونکی عرضی منظور
کی اور اُسے زمین کی خریداری کا فرمان دیا طائفہ انگریز کلکتہ اور اُسکے
اطراف کی زمینون کا مالک ہوا۔ زبردست خان کے بنگالے سے

جانے کے بعد رحیم خان نے پھر ترتیب فوج کر کے ہوگلی پر تاخت کی اور لوٹ تاراج کرتا ہوا بردوان کے قریب پہونچا۔ جب یہ خبر سلطان عظیم الشان کو پہنچی اُسنے پہلے ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اگر ترک رزم کر کے اطاعت پذیر ہو تو مورد الطاف ہوگا مگر رحیم خان اپنی فتنہ پردازی سے باز نہین آیا اور سلطان عظیم الشان کے خیمے کو گھیر لیا آخر کُشت وخون کی نوبت پہونچی اور رحیم خان حامد خان کے ہاتھ سے تہ تیغ ہوا اُسکے لشکر نے جب اپنے سردار کو سر بُریدہ دیکھا سب فرار ہوگئے اور حامد خان اس حسن خدمت کی صلا مین خطاب شایستہ اور منصب فوجداری سے سرفراز ہوا۔

سلطان عظیم الشان چند روز اور بردوان مین رہکر بندوبست خراج وغیرہ کا کر کے ڈھاکے مین آیا۔ اس زمانے مین انگریزون کا مسکن دار الاس دیار مین نہایت وسیع اور آباد ہوا اور اطراف کلکتہ مین جو زمین لی تھی۔ اُسمین بہت سی تعمیرات ہونے لگین قوم ہنود کے اکثر مایہ دار لوگ واسطے محافظت اپنے مال ومتاع کے وہان جاکر بسنے لگے اور کاروبار شروع کیا یہی لوگ پہلے کلکتہ کے باشندے ہوئے۔

ذکر مرشد قلیخان المخاطب بہ کار طلب خان

ذکر مرشد قلیخان

مرشد قلیخان بانی شہر مرشد آباد کہ اصل نام اسکا جعفرخان تھا اور اسکو نفرا خان بھی کہتے تھے اوسکا باپ ایک مسکین اور تنگ حال برہمن تھا حاجی شفیعا نام کسی ایرانی تاجر نے مرشد قلیخان کو خرید کرکے اصفہان لے گیا تھا اور وہان اسکو اچھی طرح تعلیم اور تربیت کی تھی بعد وفات اپنے مالک کے مرشد قلیخان پھر ہندوستان مین آیا اور ملک دکھن مین صوبہ دار کا دیوان مقرر ہوکر چندے وہان رہا اور اس خوش اسلوبی و جزرسی سے اپنے کامون کو انجام دیا کہ شہرہ اسکی استعداد اور کاروائی کا زبان زد خاص و عام کا ہوکر شہنشاہ اورنگزیب کے بھی گوش گذار ہوا۔ اور اسکو حضور مین طلب فرماکر حیدرآباد کی دیوانی مین شرف اختصاص بخشا اس عہدے مین بھی اسنے بڑی دیانتداری او امانت شعاری کیساتھ اپنی کارگذاری دکھائی۔ اور سنہ[illegible]ع مین بعہدۂ دیوانی بنگالہ سرفراز ہوا

القصہ مرشد قلیخان بعد حصول منصب دیوانی بنگالہ شہر ڈھاکہ مین کہ اندنون تک دارالریاست بنگالے کا تھا وارد ہوا چونکہ اسوقت امور مالی مین نہایت بدانتظامی تھی مرشد قلیخان اوسکے انتظام کے لئے تدبیر شایستہ کرنے لگا۔ اور مصارف ملکی مین بہت سی تخفیف کی سواران رکاب عظیم الشان کو اس نشیب سرزمین مین جو محض فضول تھے برطرف کرکے انکی پرورش کے واسطے جاگیرین مقرر کین۔

سلطان عظیم الشان اس تخفیف خرچ سے نہایت ناخوش

ہوکر دیوان مرشد قلیخان کے قتل کی تدبیر اور سازش پر آمادہ ہوا اور خُفیہ چند سپاہی اُسکے مارنے کو مقرر کئے مگر ارادہ پورا نہو سکا۔ ایک روز مرشد قلیخان دربار مین سُلطان عظیم الشان کے آتا تھا کہ راہ مین اُن سپاہیون نے جنھین سُلطان عظیم الشان نے اوسکے مارنے کو مقرر کیا تھا گھیرا مرشد قلیخان یہ رنگ دیکھکر بہ چستی پالکی سے کود پڑا اور اپنی شجاعت اور عالی ہمتی کے ساتھ تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر اُن سپاہیون کے بیچ سے دربار مین چلا گیا اور طیش مین آکر سُلطان عظیم الشان کو علانیہ مکار اور دغاباز کہکے خطاب کیا اور کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو آؤ مردانہ وار آمادۂ جنگ ہو۔

سُلطان عظیم الشان اورنگ زیب کے قہر اور غضب کا اندیشہ کر کے مدارات سے پیش آیا اور کہا کہ میرا اسمین کچھ قصور نہین لیکن مرشد قلیخان اُسپر اعتماد نہین کر کے دربار سے چلا آیا اور شرح وار حال شہنشاہ اورنگ زیب کو لکھا اور ڈھاکے مین رہنا خوفِ جان سمجھکر مرشد آباد مین چلا گیا جسکا نام اُسوقت مخصوص آباد تھا۔

اورنگ زیب نے اِس ماجرے کے سُنتے ہی نہایت برہم ہوکر سُلطان عظیم الشان کو بہار جانے کا حکم فرمایا اور بہ تہدید تاکید کی کہ اگر کسی طرح کی زحمت مرشد قلیخان کی جان یا مال پر پہونچیگی تو جوابدہی اُسکی تمہارے ذمہ ہوگی عظیم الشان لاچار ہوکر پہلے راج محل

مین گیا مگر آب وہوا وہان کی موافق طبع نہونے کے باعث سے پٹنے مین آیا اور اُس شہر کو آباد کر کے نام اُسکا عظیم آباد رکھا۔

مرشد قلیخان اپنی تقرری کے دوسرے سال یعنے ۱۷۰۳ء مین تشخیص خراج اور درستی دفتر کی کر کے حضور مین اورنگ زیب کے جو اُندنون دکھن مین رونق افروز تھے حاضر ہوا اور بالکل کاغذات نظر شاہی سے گذرانے۔ چونکہ آغاز سلطنت مغلیہ سے لیکر اس زمانے تک اتنی توفیر اور ترقی خزائن بنگالہ اور اُڑیسہ مین نہین ہوئی تھی اسلیے اورنگ زیب نے نہایت خوشدل ہو کر مرشد قلیخان کو نیابت مین ناظم بنگالہ اور اُڑیسہ کی سرفراز کیا اور بعطاے خلعت سربلندی بخشی یہ امر موجب کلفت خاطر شاہزادہ عظیم الشان کے ہوا۔ لیکن کیفیت مزاج سے اپنے جدِ بزرگوار کے خوب واقف تھا اِس لیے مجال دم مارنے کی نہ رہی۔

دفات عالمگیر

۱۷۰۷ء مین شہنشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر نے اکانوے ۹۱ سال کی عمر مین اس خاکدان ظلمانی سے ریاض جاودانی کیطرف نقل کی ظاہر ہے کہ تاحیات اورنگ زیب سلطنت مغلیہ کی ترقی اور افزایش تھی لعبد وفات اُس بادشاہ ستودہ صفات کے ہر طرح زوال وانتقال سلطنت مین واقع ہوا۔ الحاصل بعد انتقال

اورنگ زیب کے اوسکا دوسرا لڑکا محمد آعظم سریر سلطنت پر جلوس فرما ہوا شاہزادہ عظیم الشان پسر محمد معظم نہین پور اورنگ زیب یہ خبر سنکر فوج جرار اور آٹھ کرور روپیہ جو بنگالے مین جمع کیا تھا ساتھ لیکر دہلی روانہ ہوا اور عزم بالجزم کیا کہ اپنے پدر بزرگوار کو اورنگ شاہی پر بٹھاوے اسلیے پہلے آگرہ کو اپنے تحت وتصرف مین لایا اور خزانہ لوٹتا ہوا اپنے باپ کی فوج سے جا ملا اور عساکر دریا ذخایر ہر دو پسران اورنگ زیب یعنے معظم شاہ اور آعظم شاہ کے آگرہ کے قریب دوچار ہوے اور جنگ عظیم درپیش ہوئی۔ آعظم شاہ شکست پا کر مع اپنے دو شاہزادہ بیدار بخت اور والاجاہ کے صف کارزار مین کشتہ ہوا۔ اور معظم شاہ با فتح وظفر تخت شاہی پر جلوس فرما کر بہادر شاہ ملقب ہوا۔ چونکہ یہ فتح سعی اور کوشش سے شاہزادہ عظیم الشان کی نصیب اولیاے دولت معظم شاہ کے ہوئی تھی اسلیے اس حسن خدمت کے عوض عظیم الشان کو بعطاے منصب صوبہ داری۔ سہ صوبہ یعنے بنگالہ۔ بہار۔ اور اڑیسہ کے سرفرازی بخشی اور فرمایا کہ مرشد قلیخان کو نیابت مین بنگالہ کے قایم رکھے۔

بہادر شاہ پانچ برس تخت شاہنشاہی پر جلوہ فرما رہکر ۱۷۱۲ء مطابق ۱۱۲۴ھ کے اوسط شہر محرم الحرام کو لاہور مین مشمول رحمت یزدی

ہوا اُسکے لڑکون مین خلل عظیم واقع ہوا۔ اور ہر اک نے دعویٰ تخت و تاج لینے کا کیا اور جنگ عظیم پیش آئی ایکطرف عظیم الشان اور دوسرے جانب اوسکے اور سب بھائی تھے غرض عظیم الشان کو شکست ہوئی اور مع فیل سواری غرق آب ہوا اور اُسکا بڑا لڑکا شاہزادہ مُراد کو مار کر اوسکا چچا مُعزالدین تخت شاہی پر بیٹھا اور جہاندار شاہ ملقب ہوا۔

قصہ کوتاہ جب عظیم الشان اپنے پدر بزرگوار کی کُمک کو بنگالہ سے روانہ ہوا تھا اُسوقت اپنے چھوٹے بیٹے فرخ سیر کو یہان کے نیابت مین چھوڑ گیا تھا اور وہ شاہزادہ مرشد آباد مین آکر مُرشد قلیخان کے ساتھ پانچ برس باتفاق رہا۔ آخر جب اوسکا باپ مارا گیا اور جہاندار شاہ اورنگ آرائے دہلی ہوا اُسنے بارادہ حصول تخت و تاج شاہنشاہی کے مرشد قلیخان سے اعانت چاہی مگر مرشد قلیخان نے قبول نہین کیا لاچار پٹنہ گیا اور سید حسن علی خان کو اپنا مہربان حال کرکے اوسکے ساتھ الہ آباد پہونچا اور وہان سے حسن علی خان اور اپنے بھائی سید عبد اللہ خان کو بھی مع فوج اور نقد کثیر لیکر آگرہ پہونچا وہان عساکر جہاندار شاہ سے مقابلہ ہوا۔ آخر جہاندار شاہ ہزیمت پاکر مارا گیا۔ فرخ سیر نے بافتح و فیروزی داخل دہلی ہوکر تخت شاہی پر جلوس فرمایا اور مرشد قلیخان پر بجائے زجر و توبیخ کے الطاف و کرم مبذول

کر کے اُسکے عُہدے پر قایم رکھا اور مرشد قلیخان بھی بطور سابق خزانہ اس ملک کا دہلی مین بھیجا کیا۔

بہرۂ دہم ذکر صوبہ داری مرشد قلیخان تا عہد نظامت شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ

مرشد قلیخان نے امور مالی مین بہت سا انتظام کیا اور قوم مغل و عرب کی تجارت کو خوب رونق بخشی اور ہر طرح اُنکی اعانت کی مگر قوم انگلشیہ یعنے انگریزون سے کہ گونہ حسد رکھتا تھا مخالفت سے پیش آیا بلکہ جو جو اجارہ اور اختیارات کہ اُس قوم نے سلطان محمد شجاع اور اورنگ زیب سے حاصل کئے تھے اوسپر بھی خط نسخ کھینچا اور ہر طرح سے تنگ کیا ہر چند کہ انگریزون نے ایلچیون کو معہ تحائف شہنشاہ دہلی فرخ سیر کے پاس بھیجکر تا نیا فرمان اپنے مقاصد کے حاصل کئے مگر مرشد قلیخان کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہے اور اپنے کامون مین سرسبز نہین ہو سکے۔

القصہ سنہ ۱۷۱۷ء مطابق سنہ ۱۱۲۹ ہجری مین مرشد قلیخان پیشگاہ سے

شہنشاہ دہلی سے عطاے خدمت نظامت اور دیوانی ہر سہ صوبہ یعنے بنگالہ بہار اڑیسہ سے سربلندی حاصل کی اور اُسکے دوسرے سال ستارۂ طالع فرخ سیر برج فرخی سے دور گرا اور نہایت بیرحمی سے مارا گیا اور محمد شاہ اورنگ نشین شاہنشاہی کا ہوا ناظم بنگالہ مرشد قلیخان نے حسب معمول خزانہ ہر سہ صوبہ اور تحائف بھیجکر اظہار عقیدت کا کیا اور اپنے منصب کو برقرار رکھوایا۔

مرشد قلیخان ستّرہ برس تک بلا مزاحمت غیر فارغ البالی سے تمشیت مین امور نظامت اِس مُلک کے مصروف رہا اور اِس مابین مین انواع تغیر و تبدل طریق اور آئین مین خزانہ کے کیا اور بسبب سابق کے جاگیرداروں کو معزول کرکے اونکی جاگیرون کو خاص تحصیل مین لایا اور اِس کشور بنگالہ کو گیارہ حصے پر منقسم کیا اور ہر حصے کا نام چکلہ رکھا چنانچہ دریاے گنگ یعنے بدماندی کے پچھم سمت پانچ چکلے اور پورب طرف چھ چکلے مقرر کئے اور ہر چکلے کو چھوٹی چھوٹی زمیندارِیون مین منقسم کیا اور اُنکی تحصیل کے واسطے ایک ایک زمیندار مقرر کیا۔ دیناج پور اور راج شاہی کے ہندو راجگان اور دوسرے نامی زمینداران اُسکے مقرر کئے ہوئے ہین یہ لوگ اُسوقت سوائے تحصیل مالگذاری کے اور کوئی وقعت اور منزلت نہین رکھتے تھے بعد مرور زمانۂ دراز کے اولاد اُنکی مایہ دار اور زور آور ہوئی اور یہ

عہدہ اونکا موروثی ہوگیا۔

مرشد قلیخان نے ان تدبیرون سے اضافہ خراج بنگالہ مین ایک کرور چالیس لاکھ اٹھاسی ہزار روپیہ کا کیا جسمین سے اخراجات ریاست اور مصارف دیوانی وسیابت ملکی اور فوجی اخراجات کے بعد ایک کرور نو لاکھ روپیہ سالانہ محاصل خالصہ ریاست بنگالہ کا خزانہ عامرہ مین دہلی کے ارسال کرتا رہا۔ اور اس ارسال مین مین کبھی تکاہلی اور تاخیر نہین ہوتی تھی یہی وجہ تھی کہ سریر جہانبانی پر دہلی کے جو شہنشاہ کہ جلوس فرماتا تھا مرشد قلیخان کی صوبہ داری کو قایم رکھتا تھا۔

کہتے ہین کہ مرشد قلیخان تمام دفتر حساب اپنی نظر سے دیکھتا تھا اور اس امر مین کسی پر اعتبار نہین رکھتا تھا اور تحصیل خزائن کے باب مین نہایت سخت گیر تھا زمینداران بہرہ ہاے ریاست خورد و بزرگ کسیکو یہ مجال نہ تھی کہ ایکدرم بھی اداے محاصل مین باقی رکھ سکے اُسکے احکام قاہرہ کی صولت اسقدر ہیبت ناک تھی کہ حکم صادر ہوتے ہی ساری مالگذاری داخل خزانہ ہوجاتی تھی۔

مُرشد قلیخان ہر ہفتہ مین دو روز مسند دادگستری پر بیٹھتا تھا اور مرافعات وانصاف اُسکے ایسے بے لوث و حق بجانب

ہوتے تھے کہ شہرہ اُسکا تمام اکناف ہند مین پھیلا ہوا تھا اور وہ ہمیشہ
ایک خاتون پر قانع تھا کبھی کسی دوسری عورت کی طرف مائل نہین
ہوتا تھا۔ مُلک مین قحط نہ ہونے پاے اس باب مین نہایت احتیاط
رکھتا تھا اِس مُلک کا غلہ کبھی باہر جانے نہین پاتا تھا علوم دینیہ اور احکام شرعیہ
سے اہل اسلام کے خود بھی خوب ماہر تھا اور عُلما اور فضلا کی بہت قدر و منزلت
کرتا تھا عادات اور خصائل اُسکے نہایت سادہ اور بے ریا تھے
اُسکے مزاج مین حشمت و خود نمائی مطلق نہ تھی مرشد قلیخان چوبیس[۲۴]
برس تک حکم رانی مین بنگالہ کے قایم رہا جسمین پانچ برس دیوانی
اور سترہ برس صوبہ داری کی اور ۱۷۲۵ء مین اِس جہان فانی سے
رخت حیات باندھکر سفر جہان باقی کا اختیار کیا اور شجاع الدین ناظم
و دیوان بنگالہ کا مقرر ہوا۔

بہرۂ یازدہم ذکر نظامت شجاع الدین تا عہد صوبہ داری علی وردی خان مہابت جنگ

شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ

شجاع الدین المخاطب بہ شجاع الدولہ کہ خراسانی ترکمان خاندان
سے تھا عہد جوانی مین مرشد قلیخان سے ارتباط پیدا کرکے اوسکی لڑکی

زیب النسا بیگم کو عقد نکاح مین لایا جب مرشد قلیخان پہلے دیوانی مین بنگالے کے مقرر ہوا۔ شجاع الدین کو اڑلیسہ کی نیابت مین بھیجا بعد انتقال مرشد قلیخان کے شجاع الدین نے بفرمان شاہنشاہی ناظم بنگالہ مقرر ہوکر اپنے بیٹے سرفراز خان کو دیوانی مین بنگالہ کے منصوب کیا اور واسطے تدابیر خیر امور ریاست کے انجمن کنکاش یعنے کونسل مقرر کی کہ جس سے مہمات عظیمہ حکومت کے جاری ہونے لگے۔

جسوقت شجاع الدین نائب اڑلیسہ کا تھا اُسکے رشتہ دارون مین سے ایک شخص مرزا محمد نام اور اُسکے دو لڑکے حاجی احمد اور مرزا محمد علی عرف علی وردی خان کو ساتھ لیکر شجاع الدین کے پاس آیا شجاع الدین نے اُنہین اپنے ساتھ رکھا اور ہر طرح سعی اُنکی پرداخت مین کی چونکہ دونون لڑکے مرزا محمد کے تربیت یافتہ اور سنجیدہ تھے رفتہ رفتہ درجات عالی پر پہنچے۔ حاجی احمد۔ مرزا محمد علی عرف علی وردی خان رائے عالم چند۔ اور جگت سیٹھ صراف سلطانی بھی لوگ اہالی انجمن کنکاش یعنے ممبر مقرر ہوے۔

صوبہ دار سابق مرشد قلیخان کی معتدل مزاجی پر شجاع الدین کاربند نہین ہوا بلکہ تزک اور حشمت و رعونت کا خواہان ہوا اور مکانات دولت سرائے مرشد قلیخان کے اسکی نظر مین حقیر ٹھہرے

اسلیئے عمارات عالی شان بنوائین اور فوج ریاست کی تعداد جو سابق مین پانچہزار تھی پچتیس ۲۵ ہزار کی۔ اور اخراجات ریاست بڑہجائے۔

مرشد قلیخان ثانی

شجاع الدین نے اپنے داماد مرشد قلیخان ثانی کو کہ شاعر نغز خیال تھا اور سرشار تخلص کرتا تھا نیابت مین ناظم بنگالہ کے ڈھاکے مین بھیجا

میر حبیب

اور میر حبیب کو اُسکی دیوانی مین مقرر کیا اِسی زمانے مین راجہ تپرہ کا برادر زادہ اپنے عم بزرگوار سے ناخوش ہوکر کسی مُسلمان زمیندار کی پناہ مین آیا اُس زمیندار نے اوسکو میر حبیب سے لیجاکر ملایا اور استعانت کی سفارش کی میر حبیب اس موقع کو غنیمت جانکر اُسی بہانے سے مُلک تپرہ پر قبضہ کرنے کیلیئے فوج عظیم لیکر قبل اطلاع راجہ کے اوسکے ملک مین جا وارد ہوا۔

راجہ تپرہ یہ خبر سُنکر ہراسان ہوا اور تاب مقاومت کی نہ لاکر کوہستان کی طرف بھاگا۔ میر حبیب نے راجہ کے بھتیجے کو با شان و شوکت سریر ریاست پر تپرہ کے بٹھایا اور اُس سے حاکم بنگالہ کو خراج دینے کا وعدہ لیا۔ مُلک تپرہ جو کہ زمان پیشین سے خود سر ریاست تھی سلطنت اسلام کے شامل ہوا۔ شجاع الدین کی صوبہ داری کے دوسرے سال فخر الدولہ حاکم بہار کسی جرم مین معزول ہوا اور وہ صوبہ بھی صوبہ بنگالہ کے شامل اختیار مین شجاع الدین کے آیا اُس نے

علی وردی خان

مرزا محمد علی عرف علی وردی خان کو کہ نہایت دانشمند اور اکابرون سے بارگاہ کے تھا نیابت مین بہار کے مقرر کیا اور وہ اس عہدے پر سنہ ۱۷۴۰ء تک قایم رہا اور امورات ریاست کو بحسن انتظام انجام کیا۔

تیسرے سال مرشد قلیخان ثانی صوبہ اُڑیسہ کی نیابت مین مقرر ہوا اور میر حبیب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ شجاع الدین نے اپنے بیٹے سرفراز خان کو حاکم ڈھاکہ مقرر کرکے بھیجا اور غالب علی کو اُسکا نایب اور جسونت راے کو دیوان مقرر کیا۔ اس جسونت راے نے صوبہ دار پیشین مرشد قلیخان کی ملازمت مین رہکر صلاح جوئی اور امور مُلکی مین توجہ اور جزرسی خوب سیکھی تھی اُسنے اس مُلک کی ساری خرابیان اور بدانتظامیان دور کرکے حسن انتظام سے رونق مُلک اور رفاقت رعایا زیادہ کی غرض جسونت راے کی تدبیرات شایستہ سے اوس کا آقا اور وہ دونون بہت نیکنام ہوئے۔

سرفراز خان

جسونت راے

شایستہ خان کے عہد حکومت مین جسطرح ڈھاکے مین غلہ کی ارزانی تھی جسونت راے کی تدبیر سے بھی اُسی طرح ارزانی غلہ کی ہوئی۔ کہتے ہین کہ شایستہ خان کے وقت مین ایک روپیہ مین آٹھ من چانول فروخت ہوتے تھے۔ اور اسکی یادگار کے واسطے شایستہ خان نے شہر مین ایک دروازہ بنا کر اوسپر لکھدیا تھا کہ جبتک

آٹھ من چانول ایکروپیہ مین نہ بکوا سے کوئی صوبہ دار اس دروازے کو نہ کھولے جسونت رائے نے اُس کام کو پورا کر کے دروازہ کھولدیا۔

روپے مین آٹھ من چانول

صوبہ دار شجاع الدین چونکہ سن رسیدہ ہوگیا تھا اور صوبہ داری اور انتظامات مُلکی مین بخوبی توجہ نہین کرسکتا تھا اس لئے اپنے بیٹے سرفراز خان کو ڈھاکے سے اپنے پاس طلب کیا اور اُس نے اپنے نائب غالب علی کو بُلوا لیا۔ اور مُراد علی نام ایک نوجوان جو اُسکے عزیزون مین تھا۔ اوسکو ڈھاکے کا نائب مقرر کر کے بھیجا۔ مُراد علے راج بلبہ کو ساتھ لایا۔ اور قلمدان پیشکاری کا اُسکے حوالہ کیا یہ دونون انصاف دشمن اور ظلم دوست تھے ڈھاکے مین آکر ہر طرح کا ظلم و تعدی شروع کی۔ جسونت رائے دیوان کو اُنکے افعال سے نہایت نفرت ہوئی اور ترک خدمت کر کے مرشد آباد چلا گیا جب کوئی اُنکے افعال و اطوار کی نگرانی کرنے والا نہ رہا تو مراد علی اور راج بلبہ نے اسقدر تعدی اور سخت گیری شروع کی کہ مُلک کو پایمال اور نہایت زبون حال کر دیا عہد حکومت مین شجاع الدین کے بنگالے مین طائفہ انگلش فرنچ اور ڈچ نہایت صلح و آشتی و راستی سے بسر اوقات اور کاروبار تجارت کرتے رہے اور اچھی ترقی کی تھی۔

مُراد علی

راج بلبہ

اس عہد مین یعنے ۱۷۳۷ء مین ایک طوفان ہولناک اطراف

طوفان شدید

کلکتہ مین ہوا کہ جسکا صدمہ تقریبًا دو سو میل کے فاصلے تک پہنچا تھا اور سکنۂ کلکتہ اور اُسکے اطراف کے لوگون کو اس طوفان سے بڑا نقصان اور تباہی ہوئی تھی اور اسی زمانے مین زلزلہ بھی اس زور سے آیا کہ جس سے سیکڑون مکانات گر پڑے کہتے ہین کہ اس طوفان مین تخمینًا بیس ہزار کشتی غرق آب ہوئین اور دو عدد جہاز انگریزون کے کہ اوسوقت کلکتے کے دریا مین تھے پارہ پارہ ہوکر تہ آب ہو گئے تھے اور لاکھون جانین بنی نوع انسان کی اس حادثہ سے غرق آب فنا ہو گئی تھین۔

قحط ثانی

اُسکے دوسرے برس بڑا قحط پڑا تھا جس سے لاکھون آدمی تباہ اور ہزارون جانین ہلاک ہوئی تھین اور اس قحط کا صدمہ ڈھاکہ تک پہونچا تھا یہان بھی لوگون کی بُری حالت اور بڑی خرابیان ہوئی تھین حکام مُلک نے اس قحط مین بڑی بڑی کوششین اور تائید سکنۂ ملک کی جان بری کے واسطے کی تھین اور غربا و مساکین کو سرکار صوبہ داری سے غلہ عطا ہوتا تھا اور رعایا کو مالگذاری واجب الادا معاف کی گئی تھی۔

شجاع الدین چودہ برس بنگالے کا صوبہ دار رہا اور نہایت عدل و انصاف اور اتحاد سے رعایا کے ساتھ حکمرانی کی وہ سالانہ

ایک کروڑ روپیہ سے زاید خراج بنگالہ کا وقت معہود پر دہلی بھیجا کیا اور یہی وجہ اُسکے عہدے کی استقامت کی تھی جب اُسنے دیکھا کہ وقت ناگریز اور وداع جہان خانی قریب ہے اپنے بیٹے سرفراز خان کو بلواکر بہت نصیحتین کین اور عہد لیا کہ حاجی احمد جگت سیٹھ اور رائے رایان جسونت رائے کی مشورت سے کبھی سرتابی نہین کریگا اور ہمیشہ صلاح اور صوابدید پر اونکے کاربند ہوگا۔ اور پھر بلا اجازت شہنشاہ دہلی کے خود ہی سرفراز خان کو مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور یہ پہلا مرتبہ تھا کہ عہد سلطنت مغلیہ مین حاکم بنگالہ نے اپنا ولی عہد خود قائم کیا۔

سرفراز خان صوبہ دار بنگالہ

سبب یہ ہوا کہ اُس زمانے مین نادرشاہ والی ایران کی حملہ آوری سے دہلی مین کھلبلی پڑی ہوئی تھی اور محمد شاہ شہنشاہ دہلی اپنے حال زار مین پریشان تھا اسطرف توجہ کرنے کی اُسکو فرصت نہ تھی ۱۷۳۹ء مین شجاع الدین اس تیرہ خاکدان ظلمانی سے عالم جاودانی کیطرف راہی ہوا اور اُسکے بیٹے سرفراز خان نے بلامزاحمت کسی نوع کی مسند حکومت پر اپنے والد بزرگوار کے جلوس کیا اور بامید پروانگی قیام حکومت صوبہ داری کے دہلی کو سفیر بھیجا اور تحائف اور خراج رسانی کے ذریعہ سے فرمان شاہی حاصل کیا اور علاء الدولہ سرفراز محمد خان مخاطب ہوا۔

سرفراز خان نے چند روز اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب
حاجی احمد راے عالم چند اور جگت سیٹھ کی مشورت پر عمل کیا مگر طبیعت
اُسکی زاید لہو لعب کی طرف مائل تھی اور چند اشخاص کہ دشمن حاجی احمد کے
تھے مصاحب اور پیشہ کار اُسکے ہوکر حاجی احمد اور دوسرے مشیر کاران
ریاست کیطرف سے اُسے برگشتہ خاطر کردیا حاجی احمد نے یہ سب حال اُسکے
بھائی علی وردی خان مہابت جنگ کو جو صوبہ بہار کا حاکم تھا لکھا اور
جگت سیٹھ بھی سرفراز خان سے کنارہ کش ہوا علی وردی خان نے
شکایت لہو لہبی اور ناقابلیت سرفراز خان کی شہنشاہ دہلی کو لکھی اور
اپنے نام مین سند صوبہ داری بنگالہ کی درخواست اور وعدہ کیا کہ خزانہ
مقررہ پر سالانہ ایک کرور روپیہ اضافہ دیا کریگا اسی عہد پر علی وردی خان
نے بارگاہ شہنشاہ دہلی سے صوبہ داری بنگالہ کی سند اور حسام الدولہ
شجاع الملک مہابت جنگ کا خطاب حاصل کیا اور فوج ظفر موج
لیکر عظیم آباد سے مرشد آباد کی طرف آیا جب یہ خبر سرفراز خان کو پہنچی
اُسنے بھی ترتیب لشکر کی کی اور فوج گران لیکر شہر سے باہر نکلا جب
دونون لشکر مقابل ہوے تو علی وردی خان نے سرفراز خان کو
لکھ بھیجا کہ اگر ان چند اشخاص کو جنکی اغوا سے بدعملیون پر آمادہ ہوے
ہو اپنے دربار سے نکال دو اور سابق مشیران ریاست کی صلاح پر

عمل کرو تو ہرگز تمہاری حکومت اور ریاست پر دست اندازی نہین کرونگا۔ لیکن سرفراز خان نے قبول نہین کیا اور جنگ و جدل شروع ہوئی یعنی محاربہ عظیم پیش آیا ناگاہ ایک گولی سرفراز خان کو ایسی لگی کہ عرصہ گاہ نبرد مین جان بحق تسلیم ہوا۔ اور اُسکی فوج نے گریز اختیار کی۔ علی وردی خان نے بفتح و فیروزی مرشد آباد مین داخل ہو کر مسند حکومت پر جلوس کیا اور سرفراز خان کے عیال و اطفال کو ڈھاکے مین بھیجدیا اور تین۳ ہزار روپیہ اُنکا وظیفہ مقرر کیا۔

بہرۂ دوازدہم ذکر صوبہ داری علی وردی خان مہابت جنگ تا عہد حکومت سراج الدولہ

علی وردی خان صوبہ دار بنگالہ

۱۷۴۱ء مین علی وردی خان مخاطب بہ حسام الدولہ شجاع الملک مہابت جنگ نے پینسٹھ۶۵ برس کی عمر مین مسند صوبہ داری پر بنگالہ بہار اور اُڑلیسہ کے جلوس فرمایا۔ اُسنے عہد حکومت مین شجاع الدین کے بیس۲۰ برس خدمات مالی و مُلکی انجام کرکے نہایت تجربہ کاری حاصل کی تھی۔ اور انجمن کنکاش مین شجاع الدین کے بہت قدر و منزلت رکھتا تھا اور گیارہ۱۱ برس صوبہ داری مین بہار کی قایم رہکر نہایت حُسن سلوک اور زیرکی سے امورات ریاست کو انجام کیا تھا اور وہ حسب وعدہ

ایک کرور روپیہ اضافہ خراج اور پیشکش گران بہا شہنشاہ دہلی کو بھیجا گیا۔ اسی وجہ سے ہمیشہ نظر عنایت شاہنشاہی اُسپر مبذول رہی۔

علی وردی خان کے کوئی لڑکا نہین تھا صرف تین لڑکیان تھین جو اُسکے بھائی حاجی احمد کے تین لڑکون سے بیاہی گئی تھین۔

نوازش محمد خان

بڑی لڑکی کے شوہر نوازش محمد خان المخاطب بہ احتشام الدولہ شہامت جنگ کو ڈھاکے کا حاکم مقرر کر کے بھیجا اور سب سے چھوٹی لڑکی کے

زین الدین خان

شوہر زین الدین خان مخاطب بہ احترام الدولہ ہیبت جنگ کو بہار کی حکومت پر مامور کیا اور زین الدین کے بیٹے مرزا محمد کو وارث اپنی ریاست کا قرار دیکر بہ خطاب سراج الدولہ مخاطب کیا اور مجھلی

سعید احمد خان

لڑکی کے شوہر سعید احمد خان مخاطب بہ مُہام الدولہ صولت جنگ کو اُڑلیسہ کی ریاست پر مقرر کیا۔

قبل اسکے مذکور ہوا کہ صوبہ دار پیشین شجاع الدین نے اُڑلیسہ کی حکومت اپنے داماد مرشد قلیخان ثانی کو دی تھی اور اسکا مُشیر باتدبیر میر حبیب بھی اُسکے ساتھ گیا تھا وہ ہنوز اسی مسند حکومت پر قائم تھا بعد نصرت وفیروزی علی وردی خان کے ہرچند کہ مرشد قلیخان نے چاہا کہ علی وردی خان کی اطاعت کرے مگر اپنی بی بی اور داماد باقر علی خان کی مشورت اور اشتعال سے علی وردی خان کے ساتھ جنگ وجدل سے پیش آیا۔

اور ناکام ہو کر مچھلی بندر کیطرف گریز کیا اور حکومت اڑلیسہ کی سعید احمد خان صولت جنگ کو ملی۔ اسی واقعہ کے بعد واسطے سرانجام مہمات دیوانی ہر سہ صوبہ کے علی وردی خان نے اپنے بڑے داماد نوازش محمد خان شہامت جنگ کو ڈھاکہ سے مرشد آباد مین طلب کر کے عہدہ دیوانی پر تینون صوبون کے مقرر کیا اور حسین قلیخان کو نیابت مین حکومت ڈھاکہ کے مامور کر کے بھیجا۔

علی وردی خان بڑا شجاع اور زیرک صوبہ دار تھا اُسنے اپنی صوبہ داریکو بڑی بڑی جانفشانی سے قایم رکھا اسکے عہد حکومت مین کئی بار مرہٹون نے بنگالے پر تاخت کی اور مرشد قلیخان ثانی کا داماد باقر علی اور اُسکے مشیر میر حبیب اور مصطفے خان سے جو کہ پہلے سپہ سالار علی وردی خان کا تھا اور آخر کو جسنے سرکشی اور بغاوت کی تھی اکثر جنگ وجدل کی ٹہری مگر علی وردی خان سبکو زیر کر کے لوائے نصرت وفیروزی ہمیشہ بلند کرتا رہا۔ کہتے ہین کہ مدت دس برس تک ان لڑائیون مین مصروف تھا

زین الدین خان المخاطب بہ احترام الدولہ ہیبت جنگ نایب وحاکم بہار علی وردی خان کا چھوٹا داماد جب مراد شیر خان کے ہاتھ سے عظیم آباد مین مارا گیا۔ علی وردی خان نے زین الدین خان کے بیٹے مرزا محمد قاسم سراج الدولہ کو حاکم بہار اور راجہ جانکی رام کو اسکا نایب مقرر کر کے بھیجا اور یہی

وجہ عداوت فیما بین سعید احمد خان صولت جنگ حاکم اڑلیسہ اور سراج الدولہ کی ہوئی۔ کیونکہ علی وردی خان نے پہلے وعدہ کیا تھا کہ نیابت صوبہ داری بہار کی سعید احمد خان صولت جنگ کو دیگا مگر بپاس محبت سراج الدولہ اور اصرار سے اُسکی والدہ کی مجبور ہو کر خلاف وعدہ کے عمل مین لایا۔

سنہ ۱۷۵۲ء کے اوایل مین علی وردی خان کا دوسرا نواسہ سراج الدولہ کا بھائی اکرام الدولہ جسکی نوازش محمد خان شہامت جنگ نے پرورش کی تھی۔ انتقال کیا اُسکے مرنے سے نوازش محمد خان کو کہ از حد اوس سے محبت رکھتا تھا نہایت قلق ہوا۔ یہانتک کہ ہوش وحواس مین فرق آگیا اور نوبت زاویہ نشین ہو گیا۔

اکرام الدولہ

سراج الدولہ نے کہ اب میدان خالی پایا علی وردی خان کی غایت محبت اور تلطفات بیجا کے سبب سے از حد ظلم دوست اور بدچلن ہو گیا۔ چونکہ علی وردیخان کی عمر اُسوقت اسی برس کی ہو گئی تھی اور کبرسنی کیوجہ سے کسیقدر وہ مخبوط الحواس ہو گیا تھا سراج الدولہ کی بد کرداری اور جفا شعاری کی چندان خبر نہین رکھتا تھا۔ اب سراج الدولہ کو داعیہ یہ ہوا کہ حین حیات مین علی وردی خان کے چند عظماے دولت کو جنسے کہ وہ عداوت قلبی رکھتا تھا ہلاک کرے۔ خصوصاً حسن قلیخان نائب ڈھاکہ اور اُسکے بھتیجے حسین الدین خان کو کہ اپنے گمان مین جانتا تھا

کہ اُنھون نے بہت سی دولت علی وردی خان اور نوازش محمد خان کے گھر سے لیکر جمع کی ہے۔ آخرکار فریب کی راہ سے دھوکا دیکر علی وردی خان اور نوازش محمد خان سے اُنکے قتل کا حکم لیا اور تدبیر مین تھا کہ پہلے حسین الدین خان کا کہ ڈھاکے مین استقامت رکھتا تھا کام تمام کرے بعد ازان اُسکے چچا حسین قلیخان کو مارے اس مین اتفاق یہ ہوا کہ مرزا باقر اور اسکا لڑکا مرزا محمد صادق عرف صداقت محمد زمیندار بعضے از پرگنات بھاٹی یعنے پورب بنگالے کے مرشدآباد مین وارد ہوئے اور سراج الدولہ سے ملے یہ نہایت اخلاق والطاف سے پیش آیا اور اُنھین حسین الدین خان کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور صداقت محمد کو بہادری کا خطاب دیکر بطمع عنایات فراوان ڈھاکے مین بھیجا وہ یہان پہونچکر پہلے کوتوال شہر سے سازش کر کے شب کے وقت چار پانسو آدمی لیکر قلعہ مین در آیا اور حسین الدین کو قتل کیا۔

قتل حسین الدین خان

کہتے ہین کہ اُس روز حسین الدین خان کو جنون سا ہو گیا تھا یعنی جس شب کو قتل ہوا اسکے قبل دن کو لباس سُرخ پہنکر بار بار اپنی جگہ سے باہر آتا تھا اور آسمان کیطرف دیکھکر کہتا تھا کہ آؤ دیر کیون کرتے ہو اسکے قبل اور بھی بہت سی حرکتین دیوانہ پن کی کرتا تھا جسوقت محمد صادق اسکے سامنے پہونچا اور قتل کا ارادہ کیا چند کس اسکے رفیق جو کہ حاضر تھے

تاب مقابلہ کی نہ لاکر کافور ہو گئے وہ بیچارہ تن تنہا محمد صادق کے ہاتھ
سے قتل ہوا صبح کو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی بعض اراکین شہر مثل
مرزا علی نقی شہر مین کہ قرابت قریبہ اس مظلوم سے رکھتا تھا اور میر
ابو تراب وغیرہ چند اشخاص محمد صادق کے پاس گئے اور تواضع و
نرمی سے پوچھا کہ آپ یہان کی حکومت کی کیا سند رکھتے ہین اُسنے
تلوار کھولکر دیکھائی کہ یہی سند ہے اُن لوگون نے ازراہ مصلحت اُسوقت کچھ
نہین کہا اور آداب بجا لاکر قلعہ سے باہر ہوئے اور فوج شایستہ ترتیب
دیکر پہلے مرزا باقر کو کہ ہمراہ اپنے بیٹے کے آیا تھا قتل کیا۔ بعد ازان قلعہ
مین تاخت کر کے محمد صادق پر یورش کی چونکہ وہ اس سے آگاہ ہو گیا
تھا اُسنے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ یہ لوگ پورب کی طرف سے
دیوار قلعہ توڑ کر اندر گھُسے لیکن محمد صادق دوسری راہ سے نکل گیا
تھا ہاتھ نہین آیا۔

قصہ کوتاہ وہ بھاگ کر مرشد آباد چلا گیا اور آخر کو میر جعفر خان کیوقت
مین اُسکے لڑکے میرن کے ہاتھ سے کسی جرم مین مارا گیا۔ بعد قتل حسین الدین
خان کے مہمات مالی و ملکی مین ڈھاکہ کے نہایت ہی بد انتظامی اور
ابتری نے راہ پائی اسلئے بندوبست خراج اور انتظام امورات ملکی
کیواسطے علی وردی خان مہابت جنگ نے نوازش محمد خان شہامت جنگ

Santi Press, Dacca.

کے دیوان راجہ راج بلبہ کو تعین کیا اُسنے قریب دو مہینے کے ڈھاکے مین رہکر سارے امورات کا بندوبست کیا اور اموال خانہ اور زمینداری محمد باقر اور محمد صادق کُشندۂ حسین الدین خان کی ضبط کرکے مرشدآباد مین مراجعت کی۔

حسین الدین خان مقتول نیابت صوبہ داری مین ڈھاکہ کے بارہ برس تھا۔ بعد ازان علی وردی خان مہابت جنگ نے ۱۱۶۶ھ ہجری مین نواب جسارت خان کو عہدۂ نیابت صوبہ داری ڈھاکے مین مقرر کرکے بھیجا اور وہ تا ایام صوبہ داری میر محمد جعفر خان کے پایۂ نیابت صوبہ داری مین ڈھاکہ کے قایم رہا اور جب نظامت بنگالہ کی انگریزون کے ہاتھ مین آئی پنشن خوار نواب ہوا۔

نواب جسارت خان

سراج الدولہ نے بعد فراغت اتمام کار حسین الدین خان کے قتل حسین قلیخان کے درپے ہوا اور علی وردی خان سے اجازت چاہی اسنے جواب دیا کہ یہ امر بے مرضی نوازش محمد خان شہامت جنگ کی کہ وہ حاکم ڈھاکہ اور آقا حسین قلیخان کا ہے نہین ہوسکتا ہے مگر بعوض منع کرنے اس امر زشت کے علی وردی خان شکار کا بہانہ کرکے مرشدآباد سے راج محل کیطرف چلاگیا۔ زوجہ علی وردی خان کی اشتعال سے سراج الدولہ کے نوازش محمد خان شہامت جنگ

کے پاس گئی اور حسین قلیخان کے قتل کا کہ محض بیگناہ تھا استدعا کی اور گسیٹی بیگم زوجۂ نوازش محمد خان نے بھی بشمول آسکے اس بارے مین اپنی خواہش ظاہر کی نوازش محمد خان نے انکے کہنے سے مجبور ہوکر اجازت اس امر کی سراج الدولہ کو دی۔

قتل حسین قلیخان

سراج الدولہ ایما پاتے ہی بہت سی سپاہ لیکر حسین قلیخان کے مکان پر کہ اندنون وہ اجل گرفتہ مرشدآباد مین وارد تھا پہنچکر اُسے مکان کے اندر سے کھینچوا کر باہر نکالا اور روبرو اپنے اُس بیگناہ کو علف تیغ بیدریغ کا کروایا اور اُسکے بھائی حیدر قلیخان کو بھی جو نابینا تھا اُسی وقت ذبح کروا ڈالا۔ کہتے ہین کہ جب نوازش محمد خان ان دونون مقتولون کو ہندوستان سے اپنے ساتھ لایا تھا عہد کیا تھا کہ انکی حمایت اور حفاظت کریگا۔

علی وردی خان باوجود دانش ورائے بزرگ کے سراج الدولہ کی اُلفت مین ایسا مجبور ہوگیا تھا کہ اسکی حرکات ناشایستہ کیطرف مطلق توجہ نہین کرتا تھا۔ اسکے تھوڑے دنون کے بعد نوازش محمد خان شہامت جنگ نے انتقال کیا اور بعد دو مہینے کے اُسکا بھائی سید احمد خان صولت جنگ راہی مُلک بقا کا ہوا۔ نوازش محمد خان کی بیوہ گھسیٹی بیگم دختر علی وردی خان اُس وقت ڈھاکے مین تھی علی وردی خان نے نواب جسارت خان نائب

ڈھاکہ کو اسکی حفاظت اور خبر گیری کی تاکید کی - نواب جسارت خان ہمیشہ
اُس بیوہ کی حفاظت اور خبر گیری کرتا رہا - نوازش محمد خان اور سعید احمد
خان کے انتقال سے علی وردی خان نہایت شکستہ دل اور کار و
کردار سے سراج الدولہ کے افسردخاطر ہو کر سنہ ۱۷۵۶ء کی ۱۹- اپریل کو
استسقا کے عارضہ سے ترک قالب عنصری کا کیا -

انتقال علی وردیخان

علی وردی خان صلح وجنگ اور رزم و بزم مین نہایت استعداد رکھتا
تھا اور ہمت و جرأت و ہوشیاری و دور اندیشی مین بھی بہت طاق
تھا ابتداے جلوس مسند صوبہ داری سے مدت دس سال تک برابر جنگ
وجدل مین مرہٹون اور اپنے افسران بغاوت شعار کی سزادہی
مین مصروف رہا اور پانچ برس نظم ونسق امور مالی و ملکی اور صلح
و آشتی وغیرہ کے کامون مین گذارا حزم وتحمل بدرجہ اتم اسکی ذات
مین تھا - چنانچہ اسکا سپہ سالار مصطفےٰ خان ہمیشہ کلکتہ کے انگریزون
پر حملہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا - لیکن وہ اُسپر عمل نہین کرتا تھا بلکہ
جواب مین یہ کہتا تھا کہ اگر آتش فتنہ سمندر کیطرف بھڑک اُٹھے تو کون
اسے بجھاے گا نہین جانتے کہ طایفہ انگریزونکا کارزار بحری مین بڑی
قدرت رکھتا ہے اگر کسی طرح کی کاوش انسے کی جاے تو کاروبار
تجارت بحری اس مُلک کا ایکبارتہ آب ہو جائیگا - اسکے عہد ریاست

مین طایفہ فرنچ وڈچ اور انگریز صلح اور امن سے تھے۔ اسکا نواسہ سراج الدولہ جو کبھی انگریزون کی طرف نظر بد کرتا تو علی وردی خان اکثر بطور پیشین گوئی کے کہتا کہ دیکھنا یہ ملک اخر انگریزون کے قبضۂ اقتدار مین آئیگا۔ اور اسکے دل مین ہمیشہ یہ خطور ہوتا تھا کہ بعد مرگ میرے یہ ریاست انگریزون کے ہاتھ چڑھیگی۔

علی وردی خان ہر چند کہ ساری صفتون مین موصوف تھا مگر ایک عیب اسکی ذات مین یہ تھا کہ سراج الدولہ سے ازحد محبت رکھتا تھا اور یہی باعث ساری خرابیون کا ہوا آخر جب سراج الدولہ کی بداعمالی اور اوباشی منشی اُسپر ظاہر ہوئی تو اپنے کیے پر یعنے محبت بیجا سراج الدولہ کے ساتھ کرنے پر بہت نادم ہوا مگر اب کیا ہوتا ہے کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ بود یعنے ولی عہد کر چکا تھا اور سارے اختیارات اسکو حاصل ہو چکے تھے کہتے ہین کہ جب علی وردی خان بستر مرگ پر پڑا تھا بعض ملازمون نے سراج الدولہ کی مسند نشینی کی سفارش کی جوابدیا کہ بعد میرے مرنے کے اگر تم دیکھو کہ سراج الدولہ تین روز بھی اپنی دادی سے خوش کرداری اور نیک سلوکی سے پیش آئے تو تمہین بھی اسکی ذات سے کچھ امید ہو سکتی ہے۔

بہرۂ سیزدہم ذکر حکومت سراج الدولہ تا عہد مراجعت افواج انگلشیہ بکلکتہ

اب تذکرہ اُس انقلاب کا کیا جاتا ہے کہ مُلک بنگالے مین ایک جوان متکبر مزاج۔ انصاف دشمن ظلم دوست خیرہ باطن عیاش طبیعت کی مسند نشینی سے اسکے باشندون پر جو ذلتین وقوع مین آئین اور منظور الٰہی سے یہ ملک بلکہ سارا ہندوستان ایسی ایک قوم نیک نہاد انصاف منش رعیت پرور کے ہاتھ مین آیا کہ جسکے عہد حکومت مین مُلک سر نو سے آباد اور رعایا مرفہ حال شاد اور ہر طرح سے امن و آمان ہوئی۔

مسند نشینی سراج الدولہ

سراج الدولہ ۱۷۵۶ء کی دسوین اپریل کو مسند حکومت پر صوبہ بنگالہ اور بہار کے جلوہ گر ہوا اسوقت شہنشاہ دہلی کا ایسا حال زبون تھا کہ سراج الدولہ کو اس جلوس کے باب مین حصول فرمان شاہی کی پروا اور ضرورت نہین ہوئی۔ مسند حکومت پر بیٹھتے ہی اُسنے پہلے اپنی خالہ گھسیٹی بیگم کا مال اموال کہ اُسکے شوہر نوازش محمد خان نے سولہ برس ڈھاکے مین حکمرانی کرکے زر کثیر جمع کیا تھا اور اُسکے انتقال کے بعد وہ سب مال اسی بیگم ہی کے ہاتھ مین تھا۔ اُسکی لوٹنے کو فوج متعین کی اور سارا نقد و جنس مال و اسباب اُس بیوہ کا لوٹکر اسکو مکان سے نکلوا دیا اور دوسری خالہ رابعہ بیگم

زوجۂ سعید احمد خان کو کئی طرح سے دھمکا کر اسکی بیوہ لڑکی کو جو اسکے
بھائی اکرام الدولہ کی جورو تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور میر جعفر کو فوجکی
بخشی گیری سے معزول کر کے میر مدن کو جو رفیق حسین الدین خان برادر
زادہ حسین قلیخان کا تھا ڈھاکے سے طلب کر کے عہدۂ بخشی گیری پر سرفراز کیا۔
راجہ راج بلبہ نائب دیوان نوازش محمد خان نے اس ملک سے لوٹ تاراج
کر کے بہت سا مال جمع کیا تھا اور سراج الدولہ کی نظر بد ہمیشہ سے اوسپر
تھی نوازش محمد خان کے انتقال کے وقت راجہ راج بلبہ مرشد آباد
مین تھا ہر چند کہ علی وردی خان اوسوقت زندہ تھا مگر بہ سبب کبر سنی کے
ہوش و حواس قایم نہین تھے سراج الدولہ ہی کی حکومت جاری تھی اوسنے
راجہ راج بلبہ کو مرشد آباد مین قید کر لیا اور اوسوقت اسکے اموال کے ضبط
کرنے کے واسطے ڈھاکے مین حکم بھیجا مگر راج بلبہ کے بیٹے کشن داس نے
اپنے باپ کے قید ہونے کی خبر سنتے ہی سارا زر و جواہر مال و عیال لیکر
کلکتہ چلا گیا اور انگریزون کی پناہ مین رہا تھا۔ بعد جلوس مسند حکومت سراج الدولہ
کو کہ ہمیشہ سے انگریزون کیطرف نظر بد سے دیکھتا تھا یہ خیال ہوا کہ وہ
سب مال اپنے قبضے تصرف مین لاوینگے اسلئے انگریزون کو سفیر بھیجکر
پیغام دیا کہ کشن داس کو ہمارے پاس بھیجدین مگر انگریزون نے اوسوقت
کچھ جواب نہین دیا۔

کشن داس

سراج الدولہ نے صوبہ دار ہوکر علی وردیخان کے ملازمان قدیم کو معزول کرکے انکی جگہہ پر جوانان عیاش طبیعت اور اوباش منش کو مقرر کیا اور انکی اشتعال سے ہر طرح کے بُرے کامون کیطرف رغبت کرنے لگا اور نہایت جفا کار اور بدکردار نکلا یہان تک کہ کسیکی دولت اور عزت اسکے ہاتھ سے نہ بچی۔ کہتے ہین کہ مُلکنا سے شہر مرشد آباد سراج الدولہ اور اسکے رفقاے بدکردار شہوت پرست کے ظلم بیجا سے ایسے تنگ آئے تھے کہ جب کہین اُنھین راہ مین دیکھتے تھے تو ہاتھون کو اُٹھاکر اللہ سے فریاد کرتے کہ بارخدایا انھین غارت کر اور ہمین انکے شر سے بچا۔ آخر ارکین مُلک اُن تعدیون کی تاب نہ لاکر در پے اس امر کے ہوے کہ دوسرے کسیکو مسند ریاست پر بٹھائین اور شورہ کرکے شوکت جنگ کو جو حاکم پورنیہ اور چچا زاد بھائی سراج الدولہ کا تھا لایق اس امر کے ٹھہراکر ایک سفیر مع عرضداشت دہلی کو روانہ کی اور شہنشاہ سے فرمان نظامت صوبہ بنگالہ وبہار کا بنام شوکت جنگ کے چاہا شہنشاہ نے انکی درخواست کو منظور کیا اور فرمان عطاے نظامت ہر دو صوبہ کا بنام شوکت جنگ کے صادر فرمایا۔

شوکت جنگ

سراج الدولہ اکابر ملک کے شورہ سے آگاہ ہوتے ہی فوراً فوج لیکر بارادۂ ہلاکت شوکت جنگ کے روانہ ہوا۔ راج محل تک پہونچا تھا کہ اُسکے

خط کا جواب جو انگریزون کو کشن داس کے بارے مین لکھا تھا کلکتہ سے پہنچا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ہم لوگ تمھارے حکم کی تعمیل نہین کر سکتے اِس بات کے سنتے ہی اسنے نہایت غضبناک ہو کر کل افواج جو اسکے ہمراہ تھی سوائے اُسکے اور بھی بہت سی فوج اور توپین لیکر وارد کلکتہ ہوا۔ اور انگریزون کی کوٹھیان اور حصار جو واسطے محافظت کے اُنھون نے بنائی تھین زیروزبر کر کے سیکڑون انگریزون کو ہلاک کیا مگر وہ مال جسکی خاطر اسقدر خونریزی کی ہاتھ نہین لگا جب کشن داس کو اسکے سامنے حاظر کیا جسکو یقین تھا کہ قتل کا حکم دیگا خلاف اسکے سراج الدولہ نے اُسکے جرائم سے درگذر کی اور خلعت بخشا۔

سراج الدولہ کو کلکتہ مین انگریزون کے مالخانہ سے صرف پچاس ہزار روپیہ دست رس ہوا۔ وہان سے ہوگلی پہنچکر ڈچ اور فرنچ کو ہیبت دکھا کر ڈچ سے چار لاکھ اور فرنچ سے ساڑھے تین لاکھ روپیہ لیکر مرشدآباد چلا گیا بعد لوٹنے اور تاراج کرنے کارخانجات انگریزون کے سراج الدولہ کو پھر جوش ہوا کہ پورنیہ جا کر شوکت جنگ کو تباہ کرے اسلیئے اپنے ایک نوکر کو فوجدار مقرر کر کے شوکت جنگ کے نام فرمان بھیجا کہ دفتر فوجداری اس شخص کے حوالہ کر کے خود دست بردار ہوجاے۔ شوکت جنگ یہ نوشتہ پاکر نہایت خشمناک ہوا اور مارے غصے کے بیخود ہو گیا۔ اور

اُسکے جواب مین یہ لکھا کہ استحقاق صوبہ داری صوبجات بنگالہ اور بہار کا مجھکو ہے اور سند شاہی رکھتا ہون سراج الدولہ کو فرمان ہے کہ مرشدآباد چھوڑکر جہان چاہے چلا جاے۔

سراج الدولہ اس جواب سے برافروختہ ہوا اور فوج لیکر پورنیہ کیطرف روانہ ہوا شوکت جنگ بھی آمادۂ جنگ ہوکر پورنیہ سے آگے بڑھا دونون لشکر مقابل ہوے اور جنگ شروع ہوئی چونکہ شوکت جنگ کا سامانِ جنگ اور انتظام فوج اچھا نہین تھا شکست پاکر مارا گیا سراج الدولہ مظفر و منصور ہوکر پورنیہ پہنچا اور شوکت جنگ کا اموال اور خزائن لوٹ کر نوّے لاکھ سے زائد روپیہ اور اسکے عیال کو مرشدآباد لے آیا

بہرۂ چہاردہم ذکر مراجعت افواج انگلشیہ کلکتہ و تسخیر بنگالہ تا عہد حکومت میر جعفر خان

اب انگریزون کا عزم بالجزم ہوا کہ سراج الدولہ سے مکافات اُن تعدیون کی جو کہ کلکتہ مین انکے حال پر کی تھی لین۔ اسلیے سرگذشت بیان کی مدراس کے انگریزون کو جو وہان اقتدار حکومت کا رکھتے تھے لکھا اور استدعا امداد کی کی حاکم مدراس اور اہالیان انجمن شورۂ کارخانہ جات مدراس نے ایک جہاز جنگی اور تھوڑی سی فوج دیسی جمع

کرکے اڈمرل واٹسن کو حاکم مراکب جنگی اور کرنیل کلایو کو سالار فوج مقرر کرکے بھیجا۔

سنہ ۱۷۵۶ء کی ۲۷ ستمبر کو کلایو مع افواج انگلشیہ مقام مایہ پور مین جو قریب کلکتہ کے ہے پہنچا اور وہان سراج الدولہ کے قلعہ دار سے مقابلہ ہوا اور اُسے ہزمیت دیکر کلکتہ مین وارد ہوا اور سنہ ۱۷۵۷ء کی دوسری جنوری تک سارا انتظام کلکتے کا درست کرلیا۔ کلایو کو یقین تھا کہ سراج الدولہ کو جبتک کچھ تہدید نہوگی صلح پر راضی نہوگا اسلیئے اوسنے جہازون کو ہوگلی مین لیجا کر تاخت و تاراج شروع کردی۔ سراج الدولہ یہ خبر سُنکر نہایت برافروختہ خاطر ہوا اور چالیس ہزار فوج جرار لیکر انگریزون کے مقابلے کو آیا۔ کلایو کے ساتھ اُسوقت سات سو گورے اور بارہ سو ہندوستانی سپاہی تھے ہرچند کہ کلایو نے صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن سراج الدولہ نے نہین مانا آخر جنگ و جدل کی ٹھہری اور سراج الدولہ کو شکست ہوئی اب انگریزون کی ہیبت سراج الدولہ کے دل پر چھاگئی اور صلح پر راضی ہوا کلایو نے بھی صلح کو مصلحت وقت سمجھا اور عہدنامہ لکھا گیا۔ کلایو نے انگریزون کا سارا استحقاق جو سابق مین تھا اور معافی محصول اموال تجارت اور ایفاے نقصان انگریزان جو کلکتہ مین ہوا تھا اختیار استحکام کلکتہ وغیرہ شروط سراج الدولہ سے لکھوالیا۔

سراج الدولہ نے حالت مغلوبی مین یہ عہد نامہ لکھدیا لیکن دل مین ہمیشہ
غصہ وغضب بہ نسبت انگریزون کے رکھتا تھا اور فرصت وقت ڈھونڈتا
تھا کہ کسی طرح انکو زیر کرے اسلیئے بار بار فرنچ کو لکھا کہ بنگالے مین آکر
انگریزون سے مواخذہ کرے۔ چنانچہ یہ خطوط انگریزون کے ہاتھ آگئے
تھے کلایو کو تردد ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اِسمین بعضے اراکین ریاست
سراج الدولہ نے کہ اوسکے ہاتھ سے آزردہ ہوئے تھے انگریزون کو لکھا کہ
وہ سب متفق الرائے اس امر کے ہین کہ انگریز لوگ فوج کشی کرین اور
سراج الدولہ کو مسند ریاست سے اُتار کر میر جعفر خان کو اُسکی جگہ صوبہ دار
بنائین اور اسمین سارے اراکین ریاست انگریزون کی مدد کرینگے
اس خط کے پانے سے انگریزون کو تردد ہوا کہ اس امر خطیر و معاملہ
سنگین مین کیونکر در آمد ہون مگر کلایو کہ ہمت عالی رکھتا تھا مستعد ہوا اور
کمر ہمت مضبوط باندھی اور رشتہ نامہ و پیام کا جاری کیا جب ساری
باتین ٹھیک ہوگئین کلایو نے سراج الدولہ کو لکھا کہ اسنے انگریزون
کے نقصانون کا ایفا نہین کیا بلکہ انکی تباہی کے واسطے طائفۂ فرنچ
کو ہمیشہ اشتعال دے رہا ہے اسلیئے وہ خود (کلایو) اس امر کے تصفیہ
کے واسطے مرشد آباد آتا ہے۔

سراج الدولہ کو اس خط سے نہایت تشویش ہوئی اور فوج لیکر مرشد آباد

جنگ پلاسی

سے پلاسی مین آیا۔ ادھر سے کلائیو بھی مع فوج وہان پہونچا اور لڑائی شروع
ہوئی جب سراج الدولہ نے دیکھا کہ میرے افسران فوج لڑنے مین کوتاہی
کر رہے ہین اور واجبی لڑائی نہین لڑتے ہراسان ہو کر مرشدآباد چلا گیا
وہان جاکر اپنے ارکین دولت کو شورہ کیواسطے طلب کیا لیکن کوئی
نہین آیا تب تو وہ ڈرا اور یقین ہوا کہ مُلک ہاتھ سے جاتا رہا اپنی جان
بچانے کے لیئے اور طائفہ فرنج سے مدد لینے کی خاطر بھگوان گولے
کیطرف روانہ ہوا۔

بہرۂ پانزدہم ذکر جلوس میر محمد جعفر خان بر مسند صوبہ داری بنگالہ و بہار تا عہد حکومت میر محمد قاسم خان

میر محمد جعفر خان

ادھر کلائیو اور افسران سراج الدولہ نے مرشدآباد پہونچکر میر محمد جعفر خان کو
مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور سارا انتظام درست ہو گیا۔ میر جعفر خان
نے مُسند ایالت پر جلوس کر کے سراج الدولہ کی گرفتاری کا حکم دیا
اور لوگ اسکی تالاش کو روانہ ہوئے۔ سراج الدولہ بھگوان گولہ سے
راج محل تک پہنچا تھا کہ وہان کسی فقیر کی جاسوسی سے کہ جسکو اُسنے
ستایا تھا گرفتار ہو کر مرشدآباد مین آیا اور میر محمد صادق خان عرف
میرن خلف میر محمد جعفر خان کے حکم سے قتل کیا گیا۔

کہتے ہین کہ جسوقت نعش سراج الدولہ کی واسطے تشہیر کے ہاتی پر رکھکر
شہر مین پھرانے لگے چوک کے ترپولیہ کے قریب آکر ہاتھی ٹھہر گیا اور جس
جگہ کہ نعش سے حسین قلیخان کی کہ وہ بھی اسی طرح تشہیر کیا گیا۔ خون ٹپکا
تھا سراج الدولہ کے بھی سر سے چند قطرات خون کے ٹپکے۔ فاعتبروا یا
اولوالابصار بیشک دنیا دار المکافات ہے۔ خزینہ صوبہ داری سے جو
روپیہ دسترس ہوئے افسران میر جعفر اور کلایو نے تقسیم کر لیے اور
انگریزون نے سابق استحقاق کیساتھ کلکتے کی زمینداری بھی میر جعفر سے لکھوالی

میر جعفر

میر جعفر کی حکومت صوبہ بنگالہ بہار اور اڑیسہ تینون صوبون مین ہوئی لیکن اسکو
انتظام امور ریاست کی لیاقت اور عقل و شعور جیسا کہ چاہیے نہین تھا
بلکہ نہایت حریص و بزدل اور راجگان ہندو نژاد مثل راجہ رائے دُرلبہ
جو اسکا مدار المہام اور اُسکی مسند نشینی صوابہ داری کا معاون و مددگار تھا
اور راجہ رام نراین نائب بہار راجہ عدل سنگہ نائب پورنیہ اور راجہ رام
سنگہ حاکم میدنی پور ان سبکا مال اموال چھیننے کی نیت رکھتا تھا اور اُنکی
خرابی کے درپے تھا راجگان مذکور اس بات سے آگاہ ہوکر اس سے نہایت
بددل ہوئے اور سب نے انگریزون کی پناہ لی اور کلایو کو اپنا حامی ٹھہرایا
کلایو نے ان راجگان اور سارے رؤسا اور رعایا کو میر جعفر کی تعدی
اور دست اندازی سے بچایا اسلیے وہ سب کا معتمد الیہ ہوا اور سب بددل

اسکے مطیع و معتقد ہو گئے۔ کلایو نے اس دانشمندی اور تحمل شعاری سے کام لیا کہ دونون طرف یعنی اُدھر میر جعفر خان اور اِدھر اراکین مُلک اور عامہ رعایا سب اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے۔

اسی زمانے مین شاہزادہ عالی گوہر معروف بہ شاہ عالم اپنے والد بزرگوار شہنشاہ دہلی سے منحرف ہو کر مع صوبہ داران اودھ اور الہ آباد کے تسخیر بہار کے واسطے آیا اور قریب عظیم آباد یعنی پٹنہ کے خیمہ زن ہوا۔ میر جعفر نے اس خبر سے گھبرا کر کلایو کو لکھا وہ اپنی فوج لیکر آیا اور بسہولت ہزار اشرفی مین معاملہ طے کر کے شاہزادہ کو رخصت کیا۔ میر جعفر نے اس کام کے عوض مین جسکو وہ ایک امر عظیم سمجھکر ہیبت مین پڑا تھا کلایو کو بخطاب امیر الامرا مخاطب کیا اور کلکتے کی زمیداری انعام مین دی اور خراج اُسکا کہ سالانہ نو لاکھ روپیہ مقرر تھا معاف کیا۔ میر جعفر ہر چند کہ ظاہراً انگریزون سے الفت رکھتا تھا اور کلایو کو ایالت کے سارے کامون کا کفیل کیا تھا لیکن بباطن تدبیر مین تھا کہ کیونکر انکو زیر کرے چنانچہ طایفہ ڈچ یعنے اولندیز جو اُسوقت چچڑے مین تھے خفیہ آمیزش رکھتا تھا اور سازش مین تھا کہ انکے ذریعے سے انگریزونکے اقتدار کو گھٹاے چنانچہ میر جعفر کے اشارے سے قوم ڈچ نے انگریزون پر حملہ کیا مگر کامیاب نہو سکی۔

سنہ ۱۷۶۰ء مین کلایو انگلینڈ روانہ ہوا اور مسٹر ونسٹارٹ کو اپنی

جگہ پر چھوڑ گیا۔ کشور بنگالہ مین ہنوز امن و آمان نہین ہوئی تھی کہ میر جعفر نے جو بسبب دیرینہ سالی کے مجہول الطبع ہوگیا اور سررشتۂ نظام صوبہ داری اپنے لڑکے میر محمد صادق عرف میرن کے حوالہ کیا۔ میرن نے اپنی کبر و تعلی اور جور و تعدّی سے سارے اراکین و اعیان دولت و رعایاے مملکت کو نہایت تنگ اور ناراض کیا اور ظلم و بدافعالی مین سراج الدولہ سے بڑھگیا۔ میرن نے افسران فوج سے دو شخص کو قتل کیا اور حرم سرا مین بھی دو عورتون کو اپنے ہاتھ سے مارا گھسیٹی بیگم و آمنہ بیگم بیوہ گان نوازش محمد خان و سعید احمد خان کو جو کہ لڑکیان علی وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار سابق کی تھین اور جو ڈھاکے مین رہتی تھین جنکا سارا مال و اسباب سراج الدولہ نے چھنوا کر مرشد آباد مین منگوا لیا تھا میرن نے ڈھاکے کے نائب نواب جسارت خان کو اُن بیگمون کے قتل کا حکم بھیجا نواب جسارت خان نے اُن بے گناہون کی خونریزی سے انکار کیا تب میرن نے اپنے کسی رفیق سنگدل اور تیرہ باطن کو بھیجا اور حکم دیا کہ اُن بیگمون کو مرشد آباد لانے کے بہانہ سے کشتی پر سوار کر کے دریا مین غرق کر دے اُسنے اس حکم کو بعینہ تعمیل کیا کہتے ہین کہ جس وقت ان بیچاری بیگمون کو کشتی پر سوار کر کے دریا مین لیگیا اور کشتی کی نیچے کا تختہ توڑنے لگا۔ چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے ہاتھ اُٹھا کر اللہ سے فریاد کی کہ خداوندا تو دانا و بینا ہے اگر ہم دونون گنہگار اور تقصیر وار ہین

صوبہ داری میرن

تو تیری ہین میرن کی کوئی خطا نہین کی بلکہ ہم اُسکے محسن ہین وہ میرے
گھر کا پرورده ہے آج بے جرم ہمین ہلاک کرتا ہے یا اللہ ہم بیکسون کی فریاد
رسی کر اور اسکے انتقام مین کڑکتی بجلی اسکے سر پر گرا۔ بڑی بہن گھسیٹی بیگم
نے جب دیکھا اجل سر پر کھڑی ہی اور کوئی دم مین کشتی تہ آب ہوتی ہے مضطر
ہوئی مگر چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے استقلال کے ساتھ اپنی بڑی بہن کو تسلی
دیکر کہنے لگی کہ بہن کیون گھبراتی ہو ایک دن تو مرنا ہے پس شکر کا مقام
ہے کہ ہم آج مظلوم مرتے ہین۔ اگر گناہ گار ہین تو وسیلہ نجات کا ہے
اور یہ خون میرن کی گردن پر رہا یہ کہکر دونون نے غسل کیا اور پاک و
صاف کپڑے بجائے کفن کے پہنکر اپنی گناہون سے توبہ کی اور کلمہ
طیبہ پڑھتے پڑھتے غرق بحر رحمت ہوگئین۔

سوا اسکے میرن نے اور بھی بہت سے جفا و ستم ارکین ریاست اور رعایا
ملک پر کئے۔ آخر یہ خبر مشتہر ہوئی اور شاہزادۂ عالی گوہر یعنی شاہ عالم کو میرن
کے کار کردار سے عموماً رعایا کی ناراضی معلوم ہوئی اُسنے پھر عزم اس طرف
کا کیا اور قریب بہار کے پہنچا تھا کہ یہ خبر سُنی کہ اسکے والد بزرگوار عالمگیر ثانی
کو عماد الملک وزیر بد طینت نے ہلاک کیا اور مالک سلطنت کا ہوا شاہ
عالم اگرچہ وارث تاج و سریر اور شہنشاہ ہندوستان کا ہوا اور صوبہ دار
اودھ شجاع الدولہ کو وزارت مین مامور کیا مگر بادشاہ بے اقتدار اور

ملک و دولت سے آوارہ تھا اسنے عظیم آباد یعنی پٹنے پر تاخت کی رام نراین کہ اسوقت حاکم پٹنہ کا تھا دافعہ مین اسکے مقابلہ کیا۔ اور مرشد آباد مین کمک فوج کے واسطے لکھا۔ ادھر سے میرن اور کرنیل کالیڈ جو اسوقت سپہ سالار افواج انگلشیہ کا تھا۔ اپنی اپنی فوج لیکر پہونچے اور بعد جنگ کے شاہ عالم کو ہزیمت ہوئی اور افواج میرن اور انگریز اپنے اپنے خیمے مین آرام کو گئے۔ اسی مین بارش شروع ہوئی میرن اپنی خیمے مین بیٹھا ہوا قصہ سُن رہا تھا کہ ناگاہ غضب الٰہی سے اسکے سر پر بجلی گری اور مع اپنے دو رفیقون کے ہلاک ہوا یہ واقعہ ان بیگمون کے جنھون نے میرن کے حق مین دعاے بد کی تھی مرنے کے ایک مہینہ بعد یعنے سنہ ۱۷۶۰ع کی بیسوین جولائی کو وقوع مین آیا۔

میرن اگرچہ نہایت جفاکار اور زشت کردار تھا لیکن اپنے والد بزرگوار کی ریاست کا رکن اعظم تھا سارے امورات صوبہ داری کے اسی سے اجرا ہوتے تھے۔ کہتے ہین کہ بعد مرنے میرن کے میر جعفر خان کی کسی قدر عقل و دانش جو باقی تھی وہ بھی جاتی رہی ایکبار معقود الحواس اور مجہول طبیعت ہوگیا اور امور ریاست مین نہایت بدانتظامی اور خرابیان ہونے لگین آخر انگریزون کی تجویز اور تہدید سے میر جعفر خان

صوبہ داری سے دست بردار ہوا اور اسکا داماد میر محمد قاسم خان صوبہ دار
ہر سہ صوبہ کا مقرر ہوا اور میر جعفر خان مُنّی بیگم کو لیکر کہ جسکا وہ نہایت مطیع
تھا کلکتے مین آکر رہا - انگریز بھی مُنّی بیگم کی بڑی قدر کرتے تھے چنانچہ
مادر کمپنی ملقب تھی -

بہرۂ شانزدہم[۱۶] ذکر صوبہ داری میر محمد قاسم خان تا عہد حکومت کمپنی

میر محمد قاسم خان

سنہ ۱۷۶۱ع کی چوتھی مارچ کو میر محمد قاسم خان مسند آرائے صوبہ داری
بنگالہ بہار اور اُڑیسہ کا ہوا اسنے اپنی زیرکی اور جزرسی سے انتظام
سارے امورات ریاست کا درست کیا اور تخفیف خرچ اور اضافہ
خراج کا کرکے سپاہ اور ملازمان ریاست کی تنخواہ بہ ترتیب شایستہ
دینے لگا اسلیئے اہل لشکر اور ارکین دولت سب اسکے مطیع و فرمانبردار
ہوگئے ہر چند کہ میر محمد قاسم خان انگریزون کے ذریعہ سے اس درجہ
اور اقتدار کو پہونچا تھا لیکن فکر باطن اسکی یہی تھی کہ کس طرح انکے
حلقۂ اطاعت سے اپنی گردن نکالے اسلیئے افزایش فوج کے تہیہ
مین مصروف ہوا اور گُرگین خان کو جو ارمنی زاد تھا سپہ سالار مقرر
کیا اور مرشد آباد سے مونگیر مین جاکر رہا اور وہان فوج کی تعلیم مین

بڑی توجہ کرنے لگا بعد چند روز کے آخر انگریزونکی تجارت پر تنازع ہوکر طرفین
سے فوج کشی ہوئی اور محاربۂ عظیم واقع ہوا۔ ہرچند کہ سپہ سالار گرگین
خان کے تعلیمی سپاہیون نے بڑی بڑی جرأت دکھائی اور ولایتی لڑائی
لڑے آخر فوج انگلشیہ سے زیر ہوکر روگردان ہوئے۔ میر محمد قاسم خان
ہزیمت پاکر اور بہت سے انگریزون کو جو اسکے قید مین تھے
لیکر صوبہ اودھ کی طرف بھاگا اور پھر بنگالے کی جانب رُخ نہین کیا
انگریزون نے میر محمد جعفر خان کو کہ اسوقت نہایت ضعیف اور جذام
کے عارضہ مین مبتلا تھا دوبارہ مسند صوبہ داری پر بٹھایا اور نظام امور
ریاست کے لیئے نجم الدولہ کو کہ مشہور نام میر پھلوری مہین پور میر جعفر خان
جو منی بیگم کی بطن سے تھا نیابت مین مقرر کیا ۱۷۶۵ء مین جب
طایر روح میر جعفر خان کا قفس عنصری سے پرواز کیا صاحبان انگریز
کی تجویز سے نجم الدولہ صوبہ دار مقرر ہوا مگر اختیار محافظت ملکی و انتظام
فوجی انگریزون کے ہاتھ مین رہا اور انصرام امور ریاست و عدالت
کے واسطے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان شیرازی کو جو خویشاوندون
سے علی وردی خان کے تھا اُسکا نائب مقرر کیا۔

نجم الدولہ

محمد رضا خان

بہرۂ ہفتدہم ذکر مراجعت لارڈ کلایو بعہدۂ
گورنر جنرل اور حصول سند نظامت بنگالہ بنام کمپنی

کہتے ہین کہ کلایو کے انگلینڈ جانے کے بعد عرصہ ہشت سال مین چند صوبہ دار بنگالہ یکے بعد دیگرے مسند ریاست پر جلوس کرتے گئے اور عہدہ داران کمپنی نے انعامونکے ذریعہ سے بہت سے روپئے پائے۔ اور اُنھون نے اس روپیہ سے اپنے اپنے نج کی تجارت شروع کی تھی اسلیے کمپنی کی تجارت کے کاروبار مین بہت سا خلل پڑ گیا تھا۔ کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنے محکمۂ شرکاے اہالیان کمپنی کو جب ایالت بنگالہ کی بدانتظامی و خلل تجارت اور میر قاسم کے ہاتھ سے انگریزون کے قتل ہونے کی خبر پہنچی ہراسان ہوئے اور پھر کلایو کو گورنر جنرل مقرر کرکے بھیجا۔

کلایو کا دوبارہ آنا بنگالہ مین

۱۷۶۵ء کی تیسری مئی کو لارڈ کلایو کلکتہ پہونچا اور چند روز مین ساری خرابیون کو دور کرکے انتظام ریاست درست کیا اور سارے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار مین لاکر نجم الدولہ کے واسطے جو بعد میر جعفر کے نواب ناظم مقرر ہوا تھا۔ سالانہ پچاس لاکھ روپیہ مشاہرہ مقرر کیا بعد ازان الہ آباد جاکر شاہ عالم سے سند دیوانی ہر سہ صوبہ یعنے بنگالہ بہار اور اُڑیسہ بنام کمپنی حاصل کیا اور شاہ عالم کو سالانہ ۲۶ چھبیس لاکھ روپیہ خزانہ بنگالہ سے دینے کا وعدہ کیا اب صوبہ دار مرشد آباد بالکل معطل ہوا اور صرف بخطاب نواب ناظم ملقب رہا اور نائبان صوبہ دار جو ڈھاکہ۔ پٹنہ۔ پورنیہ۔ اور

میدنی پور وغیرہ مین تھے وہ بھی بیکار ہوئے اُنکی بھی تنخواہ مقرر ہوئی۔ ڈھاکے
مین اُسوقت نواب جسارت خان نائب صوبہ دار تھا جب نیا انتظام ہوا پانچہزار
روپیہ ماہواری اُسکی تنخواہ مقرر ہوئی اور مسٹر سوئٹین معروف سوئٹین صاحب یہان کا
حاکم مقرر ہوکر آیا نواب جسارتخان نے دفتر نیابت مسٹر سوئٹین کو سمجھا دیا اور چوک کے
قلعہ کو جو اسوقت نائبان نظامت کا مسکن تھا چھوڑ کر چندے بڑے کٹڑے مین رہکر محلہ
نیم تلی مین مکان بنواکر وہین رہنا اختیار کیا۔

۱۷۶۵ء مین جب انگریزونکو شاہ عالم سے دیوانی ملی اضلاع شمول ڈھاکہ اور
مرشدآباد کیواسطے دو کچہریان مقرر ہوئین ایک حضوری دوسری نظامت کی حضوری
کچہری دیوان بنگالہ کے متعلق تھی جو مرشدآباد مین رہتا تھا اور ڈھاکے مین بذریعہ نائب
کے اسکا کام انجام ہوتا تھا اسمین مقدمات امور سلطنت اور معاملات بندوبست خزانہ وغیرہ کے
ہوتے تھے اور نظامت کی کچہریمین مقدمات عدالت و فوجداری اور انجام امور اخراجات ریاست
کے ہوتے تھے چونکہ عہدہ داران انگریز امورات مالی و ملکی مین محض نوآموز تھے اسلیئے کل انتظام
کا بار محمد رضا خان راجہ درلبہ رام اور راجہ کنت سنگھ کو دیا گیا تھا۔ انہین تین شخصون
سے کل امورات ریاست کے اجرا پاتے تھے۔

کلایو ابکی بار مدت ایک سال اور اٹھ مہینے بنگالے مین رہکر
بحصول سند دیوانی نظم و نسق امور ریاست و تجارت کمپنی اور کمی
مصارف و افزونی خراج وغیرہ کی کرکے ۱۷۶۷ء بماہ فروری راہی

انگلینڈ ہوا اور اسکی جگہ مسٹر ورلسٹ گورنر مقرر ہوا اس عہد مین پھر امورات
ملکی اور تجارت مین کمپنی کے بدانتظامیان اور خرابیان ہونے لگین

سیف الدولہ

اور نواب نجم الدولہ نے انتقال کیا اور اسکے بہائی سیف الدولہ نے مسند
نظامت پر جلوس کیا وہ بھی بعد دو سال کے راہی ملک عدم ہوا اور

مبارک الدولہ

مبارک الدولہ مسند نشین نظامت کا ہوا اسکے وقت مین مشاہرۂ نواب
ناظم کا سالانہ بچاس لاکھ سے سولہ لاکھ ہوا ۱۷۶۹ء مین مسٹر ورلسٹ
نے عہدۂ گورنری سے استعفا دیا اور مسٹر کارٹیر گورنر ہوا مگر امورات مالی
و ملکی اور تجارت کمپنی مین ہنوز وہی ابتری تھی اسی سال تحصیل خزانہ
اور بند وبست ملک کے واسطے سو پر وایزر یعنے سربراہ کار مقرر ہوا جسکو
دونون کچہری یعنے عدالت و فوجداری کے انتظام کا اختیار دیا گیا۔

قحط عظیم

۱۷۷۰ء مین قحط عظیم واقع ہوا جس مین تیسرا حصہ رعایا ملک
بنگالے کا ہلاک ہوا تھا اسی سال اطراف ڈھاکے مین پہلے لال
پانی آیا اور سارا ملک تہ آب ہو گیا تھا کہتے ہین کہ شہر مین اسقدر پانی
چڑھ گیا تھا کہ ہر گلی کوچہ اور سڑکون پر کشتیان دوڑتی تھین بعد کم ہونے
پانی کے قحط شروع ہوا اور اسقدر تنگی غلے کی ہوئی کہ لاکھون آدمی مر گئے
اور دیہات کے لوگ اس کثرت سے شہر مین آئے کہ اہالیان شہر کو
جان بچانی دشوار ہوئی ہزارون آدمی شہری اور دیہاتی مارے بھوکون

کے ہلاک ہوئے کہتے ہین کہ دیہاتی لوگ اپنے لڑکے بالے سیر بھر چانول
کے عوض اہل شہر کو دیتے تھے اور اسطرح سیکڑون لڑکے اور لڑکیان
شہر کے لوگون نے مول لئے اُن دیہاتیون مین جو لوگ کہ بعد قحط
کے زندہ رہگئے تھے شہر مین جابجا بس گئے یہ اُنہین دیہاتی لوگون
کی اولاد ہین جو اسوقت کُٹّی قوم کے نام سے ڈھاکے مین مشہور
ہین۔ وجہ تسمیہ انکی یہ ہے کہ قحط سے بچے ہوئے دیہاتی لوگ جو اس شہر مین
بس گئے تھے دھان کوٹکر چانول تیار کرنے کا پیشہ اختیار کر لیا تھا
اسلیئے شہر والون نے اُنھین کُٹّی یعنے دھان کوٹنے والا خطاب دیا
جب سے یہ قوم اسی نام سے مشہور ہین اور سب مسلمان ہین بفضل
الٰہی اسوقت ہر طرح کی تجارت کر کے اکثر اُن مین مرفہ حال اور
صاحب مال ہو گئے ہین۔

کُٹّی قوم۔

بہرۂ ہنیر دہم ذکر عہد حکومت لارڈ ہیسٹنگس
تا عہد فرمان روائی لارڈ کارنوالیس

وارن ہسٹنگس

سنہ ۱۷۷۲ء مین مسٹر کارٹیر اپنی عہدے سے مستعفی ہوا اور وارن ہسٹنگس
اسکی جگہ پر گورنر مقرر ہوا۔ مسٹر وارن ہسٹنگس سنہ ۱۷۴۹ء مین لارڈ
کلایو کے ہمراہ انگلینڈ سے آیا تھا اور اس مدت مین اس ملک کے

انواع طرح کے عہدون مین رہکر نہایت کار آزمودہ ہوگیا تھا۔ وارن
ہسٹینگس نے سنہ ۱۷۷۲ء کی تیرہوین اپریل کو کرسی گورنری پر جلوس
کیا اور ایما سے اہالیان کورٹ آف ڈایرکٹرس کے زمام نظام امور مالی
و ملکی ہرسہ صوبہ کی اپنے ہاتھ مین لی اور عہدہ داران کو اس ملک کے
معزول کرکے کاروبار ریاست کمپنی عہدہ داران انگریز کے حوالہ کیا۔ اور سررشتہ
حکومت محمد رضا خان مسٹر مڈلٹن کو کہ سفیر مرشد آباد کا تھا سپرد کیا۔ اور بندوبست
امور خانگی نواب مرشد آباد منی بیگم کو تفویض ہوا۔ اور تحصیل خراج اور بندوبست ملک
کیواسطے کلکٹر مقرر ہوا اور ڈھاکے مین اوسوقت جو سوپروایزر تھا کلکٹر ہوا۔ اور دو کچہریان
ایک فوجداری وابستہ امور سیاست ملکی دوسری دیوانی یعنی داورگاہ
کا مرافعہ معاملات دیوانی قایم ہوئین۔ اور کلکٹر دونون کا حاکم ہوا چنانچہ
بزمانہ مرافعہ معاملات فوجداری کلکٹر قاضی اور مفتی کے ساتھ اجلاس
کرتا اور دیوانی معاملات مین دیوان اور دوسرے اہل کارون
کو لیکر دربار کرتا اور چھوٹے چھوٹے معاملات جو دس عـ۱۰ روپیہ
سے کم دعوے کے ہوتے دیہات کے منڈلون کے سپرد کیا اور دوسرا
کورٹ۔ اپیل یعنے محکمہ مرافعۂ ثانیہ ایک صدر دیوانی واسطے مرافعۂ
معاملات دیوانی اور دوسرے صدر نظامت واسطے تصفیہ مخاصمات
فوجداری کلکتے مین قائم ہوئین اور سابق مین جو چوتھا حصہ اشیا یا متع

تقرری عہدہ کلکٹر

مدعا بہا حاکمان عدالت کو اہل معاملہ سے دلوایا جاتا تھا۔ اور جرمانہ ہائے سنگین کرنا موقوف ہوا

۱۷۷۳ء مین بہ تجویز پارلیمنٹ انگلینڈ کے گورنر جنرل بنگالہ کی نگرانی اور اعانت رائے کیواسطے چار شخص کونسل مقرر ہوئے اور حکم ہوا کہ گورنر جنرل باتفاق شورہ ان مشیرون کے امور ریاست جاری کرے یہ مشیران کلکتہ پہونچکر مخالف رائے گورنر جنرل کے ہوئے اور تنازع شروع ہوا اسلئے امورات نظم و نسق ملکی مین اکثر فتورات واقع ہوئے اور بحکم شاہ انگلینڈ دادرگاہ عظیم یعنی سوپریم کورٹ کلکتے مین قائم ہوئی جسمین مرافعات سارے معاملات سے کے ہونے لگے۔ ہرچند کہ احداث سے اس دادرگاہ سوپریم کورٹ کے فیمابین گورنر جنرل اور اہالیان کونسل کے رفع خصومت ہوئی مگر حکام سوپریم کورٹ نے اسقدر اپنا اقتدار بڑھایا کہ محکمات مالی و ملکی پر اضلاع کے بھی دست اندازی کرنے لگے اور نہایت سخت گیریان ہونے لگین۔ آخر بہ ارقام گورنر جنرل اور دوسرے عہدہ داران کمپنی کے شاہ انگلینڈ نے سوپریم کورٹ کا اقتدار گھٹا دیا اور صرف ٹاون کلکتہ کے معاملات کی تجویز کا اختیار دیا اور محکمات اضلاع کے مرافعۂ ثانیہ یعنی اپیل سننے کا اختیار صدر دیوانی کو جو قبل اسکے قائم ہوئی تھی بحال رہا۔ اور ڈھاکے مین ایک کورٹ اپیل کی کچہری جسمین اضلاع پورب بنگالہ کے اپیل کی تجویز ہوتی تھی قائم ہوئی جسکا پہلا جج مسٹر ڈکن سن ہوا۔

سوپریم کورٹ

صدر دیوانی

ابتداے ۱۷۷۲ء مین اراضی کشور بنگالہ کی پانچ برس کی میعاد کا اجارہ بندوبست کیا گیا جو پنجسالہ بندوبست زمیندارون مین اتک مشہور ہے اور جسکے

پنجسالہ بندوبست

کاغذات ہنوز کلکٹری مین موجود ہین یہ بندولبست زمیندارون اور تعلقدارون
سے ہوا تھا اور بقرار داد اُنکے مالگذاری مقرر کیگئی تھی۔ اس خیال سے کہ آیندہ
ترقی خراج کی ہوگی مگر پہلے ہی سالمین دیکھا گیا کہ زمیندارون نے جسقدر خراج دینے
کا اقرار سرکار مین کیا تھا۔ اُسقدر رعایا سے وصول نہین کرسکے اسلئے مالگذاری
مین بہت باقی گرا۔ اور احتمال بھی تھا کہ یہ باقی مالگذاری ادا نہوسکیگی جب اُس
پنجسالہ بندولبست کی مدت گذر گئی حسب الحکم کورٹ آف ڈایرکٹرس کے سال
بسال اجارہ بندولبست ہونے لگا اور یہی ضابطہ ۱۷۸۲ء تک جاری رہا۔ اس
سالانہ بندولبست کا منشا یہ تھا کہ باقی مالگذاری ادا ہو۔ کیونکہ حال کے بندولبست
مین تعہد داران نے ادائے سابق باقی کو بھی اپنے ذمہ کرلیا تھا۔ اور اسی طرح
ساری باقی مالگذاری وصول ہوتی گئی۔

۱۷۸۰ء مین نواب مبارک الدولہ نے جو نابالغ تھا سن بلوغ کو پہونچکر
انجمن شوریٰ انگلشیہ جو کلکتے مین منعقد تھی خط لکھا کہ محمد رضا خان ہمیشہ نواب
کے ساتھ سختی اور درشتی سے پیش آتا ہے اسلئے اسکو معزول کیا جاے۔ چنانچہ
حسب ارقام نواب کے محمد رضا خان معزول ہوا اور بندولبست خانگی نواب
کا منی بیگم کے حوالہ کیا گیا لیکن یہ امر موجب ناخوشنودی اہالیان کورٹ آف
ڈایرکٹرس کے ہوا اور اُنھون نے فی الفور حکم دیا کہ عہدۂ نیابت صوبہ داری بحال اور
محمد رضا خان اپنے عہدے پر قائم رہے اور منی بیگم کو محافظت سے ذات نواب کی خارج

کیا جائے چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور محمد رضا خان کو اسکے عہدے پر قایم کیا گیا اور منی بیگم امورات محافظت ذات نواب سے دست بردار ہوئی۔

بہرۂ نوازدہم[19] ذکر عہد حکومت لارڈ کارنوالیس تا عہد حکومت لارڈ منٹو

لارڈ کارنوالیس

۱۷۸۵ء عیسوی مین لارڈ ہسٹینگس راہی انگلینڈ ہوا اور مسٹر مکفرسن اسکا جانشین ہو کر چندے کار فرما رہا بعد ازان ۱۷۸۶ء مین لارڈ کارنوالیس گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا اسی عہد مین جمیع قوانین عدالت و فوجداری اور کلکٹری وغیرہ کے جاری ہوئے اور عمدہ عمدہ دستور العمل تیار ہوئے جسکے ذریعہ سے امور مالی و ملکی بخوبی انجام ہونے لگے اور خراج کا بندوبست قائم ہوا۔ بڑی یادگاری لارڈ کانوالیس کے عہد کی دہ سالہ بندوبست خراج بنگالے کا ہے جو آخر کو بایمائے

دہ سالہ بندوبست

کورٹ آف ڈایرکٹرس کے دائمی بندوبست ٹہرا اس بندوبست مین خراج بنگالہ مبلغ تین[3] کرور دس[10] لاکھ نواسی[89] ہزار ایکسو پچاس[150] روپیہ قرار پایا اور یہ بندوبست بتاریخ ۲۲۔ مارچ ۱۷۹۳ء سے جاری ہوا۔ اس دہ سالہ بندوبست کیوقت مین ضلع باقر گنج اور ضلع

فرید پور ڈھاکے کی کلکٹری کے شامل تھے بعد اسکے علیحدہ علیحدہ ضلع مقرر ہوئے اور کلکٹری بھی الگ الگ ہوئی۔

لارڈ کارنوالیس کے عہد حکومت مین محکمات دیوانی پانچ طبقون مین منقسم ہوئے پہلا محکمہ منصفی صدر امین۔ دوسرا رجسٹری تیسرا ججی۔ چوتھا پرونشل کورٹ پانچوان صدر دیوانی اور قانون کی کتابین شائع ہوئین اور رسومات یعنے مشاہرہ انگریزان اہل قلم ملازم کمپنی سابق سے زیادہ کیا گیا اور تنخواہ اہل کاران ہندوستانی کی بہت گھٹائی گئی۔ چنانچہ انگریزان اہل کار کمپنی کا مشاہرہ سابق مین کئی سو روپیہ سے زیادہ نہین تھا اب چندین ہزار ہوئے اور اس ملک کے اہل کارون کی تنخواہ اُسوقت کثیر المقدار تھی چنانچہ فوجدار کا سالانہ ساٹھ اور ستر ہزار تک وظیفہ مقرر تھا اور نائب اور دیوان ریاست نو لاکھ سے کم نہین پاتے تھے لیکن ۱۷۹۳ء مین وہ سب موقوف ہو کر بڑے عہدہ دارون کا مشاہرہ سو روپیہ سے زیادہ نہین رہا مگر سارا بندوبست اور انتظام لارڈ کارنوالیس کا اس خوبی سے کیا گیا کہ اس ملک کے لوگون کو نہایت پسند خاطر اور موجب خوشنودی کا ہوا۔ اور سب اسکے منت پذیر ہوئے اور اہالیان کورٹ آف ڈایرکٹرس نے بھی انکی کارروائیون سے نہایت خوش ہو کر اظہار ممنونی کا کیا۔

لارڈ کارنوالیس سنہ ۱۷۹۳ء کے اگست مہینے مین راہی انگلینڈ ہوا۔ وہ سات برس تک ہندوستان مین رہا اور نظم و نسق امورات سلطنت مین بہت سی اصلاحین ہوئین اور قوانین جاری ہوے۔ وہ خود بھی نہایت زیرک اور دور اندیش تھا اور اُسکے مشیر کار بھی نہایت عاقل اور خیر اندیش تھے یعنے سر ولیم جانس سپریم کورٹ کا جج شور صاحب اور بارلو صاحب وغیرہ۔ بعد لارڈ کارنوالیس کے سر جان شور ملقب بہ لارڈ منٹو پانچ برس تک اس عہدے پر قایم رہا اور امورات سلطنت کو بصلح و آشتی انجام کیا۔

انتقال مبارک الدولہ

سنہ ۱۷۹۵ء مین نواب مبارک الدولہ نے اِس دار فانی سے سرای باقی مین انتقال کیا اور اسکے بیٹے ناصر الملک بہر جنگ کو جانشین کیا گیا اور خطاب و مناصب جو نواب مبارک الدولہ کا تھا اُسکے نام پر قایم ہوا۔ ڈھاکے مین اس وقت نواب نصرت جنگ المخاطب بہ انتظام الدولہ نصیر الملک کو اپنے نانا نواب جسارت خان کی جگہ مسند نائب ناظمی پر جلوہ افروزی اور سرکار کمپنی مین بھی بڑی عزت و توقیر حاصل ہوئی۔

لارڈ مارنیگٹن

سنہ ۱۷۹۸ء مین لارڈ مارنیگٹن المخاطب بہ مارکوس آف ولیسلی گورنر جنرل مقرر ہو کر ۱۸ مئی کو وارد کلکتہ ہوا اسی عہد مین ٹیپو سلطان کی اخیر لڑائی ہوئی اور ٹیپو سلطان مارا گیا۔ اور اسکا ملک قبضہ اقتدار مین انگریزون کے آیا اور اسکے عیال و اطفال کلکتہ آئے اور وظیفہ خوار سرکار کمپنی کے

ہوئے اسی زمانے مین جماعت واعظین عیسائی بنام مشنری پہلے اس ملک مین آئی اور جابجا واعظ شروع کیا اور مذہبی کتابین اس ملک کی زبانون مین ترجمہ کروا کے شایع کین لارڈ کارنوالیس کے عہد حکومت مین اس ملک کی زبانون کی ترقی ہوئی تھی چنانچہ بہت سی کتابین زبان اردو اور بنگلے مین شایع ہوئین اور عہدہ داران انگریز کو اس ملک کی زبان کی تعلیم کے واسطے فورٹ ولیم کالج کلکتے مین قائم ہوا۔ اور اس ملک کے لوگونکی تعلیم و تربیت کے لیے ہر ہر شہر اور قصبون مین اسکول اور مکتب جاری ہوئے تھے جسمین اہالیان شہر اور اراکین ملک سب چندہ دیتے تھے اور چند سال تک وہ مکتب جاری رہے چنانچہ اس شہر ڈھاکے مین ایک مکتب ویسا ہی جاری ہوا تھا۔

پریسیڈنسی کالج

۱۸۰۷ء مین کلکتہ مدراس اور بمبئی مین پریسیڈنسی کالج قائم ہوئے اور ۱۸۰۱ء مین بعہد حکومت لارڈ ہیسٹنگس بہادر کے عربی و فارسی کی تعلیم کے واسطے کلکتے مین مدرسہ عالیہ جاری ہوا۔ جو ہنوز قایم ہے۔

مدرسہ عالیہ کلکتہ

۱۸۰۳ء مین ابنائے دولت برطانیہ پہلی بار دارالسلطنت ہند شہر دہلی کو تحت تصرف مین اپنے لائے اور شہنشاہ دہلی جو دست تغلب سے مرہٹون کے تنگ آیا تھا۔ انگریزون سے رجوع لایا اور انکی حمایت سے ان ظالمون کے ہاتھ سے اونکو رہائی ملی۔

انگریزون نے شہنشاہ کا پایہ عظمت اور منزلت کو قایم رکھکر سالانہ پندرہ
لاکھ روپیہ وظیفہ مقرر کیا اور سارا کاروبار سلطنت کا اپنے قبضہ اقتدار مین لاے
اور اسی سال صوبہ اُڑیسہ بھی جو علی وردی خان مہابت جنگ کے وقت
سے کہ مدت چھیالیس برس کی ہوئی تھی مرہٹون کے دخل مین تھا ریاست
بنگالہ کے شامل ہوا اور اسی عہد مین رسوم زبون ہنودان کہ بچون کو
گنگا ساگر مین ڈالتے تھے اور عورتین ستی ہوتی تھین یعنی اپنے شوہرون
کے ساتھ آگ مین جلتی تھین موقوف ہوئے اور ۱۸۰۲ء مین جو قانون کہ
واسطے دفعیہ ان رسمون کے تیار ہوا تھا جاری ہوا۔

لارڈ کارنوالیس دوبار ہندوستان مین آیا۔ بار ثانی جو آیا بس یہین رہا۔
یعنے ۱۸۰۵ء کی پانچوین اکتوبر کو خطہ غازیپور مین اس دار فانی سے
رحلت گزین ہوا۔ بعد لارڈ کارنوالیس کے سر جارج بارلو کہ مشیر اعظم
انجمن شوری کا تھا چندے سربراہ کار اس عہدے کا ہوا اور بحکم شاہ
انگلینڈ اور پارلیمنٹ کے لارڈ منٹو گورنر جنرل مقرر ہوکر ۱۸۰۷ء
کی ۳۱۔ جولائی کو وارد کلکتہ ہوا اس عہد کے اخیر ۱۸۱۳ء مین مدت
معینہ اجارہ کمپنی کہ بیس برس کی تھی تمام ہوئی اور اجارہ ثانیہ جدید
پیشگاہ سے شاہ انگلینڈ کے کمپنی کو ملا اور تجارت کمپنی کہ دو سو برس
سے جاری تھی موقوف ہوئی وجہ یہ ہوئی کہ پیشتر کمپنی محض تاجر پیشہ

انتقال لارڈ کارنوالیس

لارڈ منٹو

اجارہ ثانی کمپنی

تھی اب ریاست اور حکومت کی مالک ہوئی پس حاکم کو تجارت کرنی جائز نہین اسلیے کمپنی کی تجارت موقوف ہو کر صرف اُن لوگون کو اجازت تجارت کی ملی کہ جو شریک اور نوکر کمپنی کے تھے اس عہد مین اور کوئی کار نمایان یا تغیر و تبدّل امور سلطنت مین نہین ہوا۔

بہرۂ بستم ذکر حکومت لارڈ موئیرا وغیرہ

لارڈ موئیرا

۱۸۱۳ع کی چوتھی اکتوبر کو لارڈ منٹو عہدۂ گورنری سے مستعفی ہوا اور لارڈ موئیرا اس عہدے پر مقرر ہو کر آیا۔ اس عہد مین راجہ نیپال سے لڑائی ہوئی اور اسکے علاقہ کا بڑا حصہ جو پہاڑون کی ترائی مین تھا ۱۸۱۵ع مین انگریزون کے قبضے مین آیا اور قوم پنڈاری یعنے جماعت کثیر سواران غارت پیشہ جو ہند مین مسکن رکھتے تھے اور دور دور تک غارت اور تاراج کیا کرتے تھے بیخ و بن سے استیصال کیے گئے اور راجگان ناگپور اور ہولکر جو مخالفت سے پیش آئے تھے ہزیمت پا کر مسند ریاست سے برخاست ہوے اور بڑا حصہ انکے ملکونکا ضمیمہ سلطنت انگلشیہ کا ہوا۔

اسکول بک سوسائٹی

۱۸۱۸ع مین اس ملک کے رعایا کی علم آموزی اور تعلیم و تربیت کیواسطے ایک انجمن اسکول بک سوسائٹی کلکتہ مین منعقد ہوئی اور اسکے ذریعہ سے

جابجا اسکول جاری ہوے اور نیا بندوبست کالج کا ہوا۔ ۱۸۱۹ء مین ایک مکتب واسطے تعلیم اطفال کے ڈھاکے مین بھی قائم ہوا اور راہالیان شہر سے بڑے بڑے لوگ اس مکتب کے حامی ہوے اور صاحبان انگریز نے بڑی بڑی کوشش اور ہر طرح کی تائید کی اور بہت سے لڑکے اس مکتب مین داخل ہوئے۔

لارڈ امہرسٹ

۱۸۲۳ء مین لارڈ ہیسٹنگز راہی انگلینڈ ہوا اور لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل ہوکر آیا اس عہد مین برہما کی لڑائی ہوئی جو راموکی لڑائی کے نام سے مشہور ہے اس لڑائی کے واسطے فوج کثیر اور سواران جنگی۔ ہاتھی اونٹ بیل خچر اور گدھے بیشمار ڈھاکے مین آئے تھے جنکو رمنہ کے میدان مین جہان اب گھوڑ دوڑ ہوتی ہے رہنے کی جگہ دی گئی تھی اور سارا سامان جنگ ڈھاکے سے مہیا ہوکر برہما کیطرف روانہ ہوا تھا آخر اس سامان کا نتیجہ صلح ہوا اور اس صلح مین منی پور اور ارخنگ یعنی اراکان اور سواحل مرتیان سارا انگریزون کے قبضے مین آیا۔

لارڈ بنٹنگ

۱۸۲۸ء مین لارڈ امہرسٹ نے عزم انگلینڈ کا کیا اور لارڈ ولیم بنٹنک عہدۂ گورنری پر مامور ہوکر آیا اس عہد مین بہت سی تخفیفات اخراجات سلطنت مین ہوئین اور اضافہ خراج کا تردد کیا گیا اور ۱۸۳۱ء مین منصف اور صدر امین کا مشاہرہ و اختیارات کی افزونی ہوئی اور عہدہ جدید اعلے صدر امین کا ایجاد ہوا۔ اور اس عہدے کا مشاہرہ اور

اختیار منصف اور صدر امین سے زیادہ کیا گیا اور عہدہ محکمات پروانشل
کورٹ موقوف ہوا۔ غرض اس انتظام سے یہ تھی کہ قضایاے متخاصمین
بمرافعہ اولی حکام ہندوستانی کے محکمون مین فیصل ہون اور مرافعہ ثانیہ
یعنے اپیل اسکی محکمات مین حکام فرنگستانی کے انفصال ہون لارڈ بنٹنک
نے فوجداری محکمون کی بھی رونق زیادہ اور نیا انتظام جاری کیا۔ الغرض
ہر کمشنر اپنے ماتحت کے اضلاع کو ہر ششماہی کے دورہ مین دیکھتے
تھے اب ہر سہ ماہی مین دیکھنے اور مرافعہ ثانیہ کے انفصال کا انکو
حکم ہوا ویساہی سشن ججون کو یہی حکم ہوا کہ ہر مہینے مین ایکبارہ معاملات
فوجداری فیصل کرین تاکہ اسامیان اور گواہون کو محبوسی اور حاضرباشی
کی تکلیف زیادہ نہو مقصد اس انتظام سے یہ تھا کہ رتبہ و منزلت اس ملک
کے لوگون کی بڑہے اور امور ریاست کی کارروائیان سہل
طور پر ہون۔

سنہ ۱۸۳۲ء مین بیس سال اجارہ کمپنی کا پھر تمام ہوا اور نئے بندوبست
کا وقت آیا اس مرتبہ کے اجارے مین بہت تغیر و تبدل ہوا یعنے
دوسرے ملکونمین جیسا چین وغیرہ مین بھی سوداگری کمپنی کی قطعی موقوف ہوئی بعد
قرار پایا کہ مالکان اس مال کمپنی کو مبلغ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ بوجہہ منافع خراج ہندوستان سے ملا کریگا.
باقی مصارف سلطنت کے بعد خزانہ ملکی مین جمع رہیگا اسی سال

لیجس لیٹو کونسل

۱۳ ۱۸۳۴ء مین انجمن قانون سازی (لیجس لیٹو کونسل) منعقد ہوئی اور قوانین سیاست اس انجمن سے تیار ہونے لگے اور دوسری ایک انجمن ۱۱ کمیشن قائم ہوئی جس سے اجراے قوانین اور دستور العمل کا ہونے لگا۔

لارڈ ولیم بنٹنک کے عہد حکومت مین اس ملک کے لوگون کی تعلیم زبان انگریزی اور علم آموزی کا بڑا اہتمام ہوا چنانچہ ۱۳ ۱۸۱۳ء مین پارلیمنٹ ۱۲ سے حکم ہوا تھا کہ خراج ہند سے سالانہ مبلغ ایک ۱۱ لاکھ روپیہ تعلیم و تربیت مین رعایا کے صرف ہو اور ۱۴ بنٹنک وہ روپیہ صرف سنسکرت اور عربی پڑھانے مین صرف ہوتا تھا۔ لارڈ بنٹنک نے اس مبلغ سے زیادہ حصہ انگریزی پڑھانے مین رعایا کی نہایت ضرورت ہی صرف کرنے کا حکم دیا اُس مطابق ہر ہر ضلع اور شہرون مین انگریزی اسکول اور کالج کی بنا ہوئی اور طبابت کی تعلیم کیلیئے مدرسہ طبابت یعنے مڈیکل کالج کلکتہ مین قائم ہوا اس عہد مین محصول بضاعت یعنی اجناس تجارت ایک جگہ سے دوسرے جگہ لیجانے مین جو محصول لیتے تھے اور جو بنام ریٹ مشہور تھا موقوف ہوا ہر چند کہ یہ بڑی آمدنی ریاست کی تھی اور اسکے وصول کیواسطے اکثر رہگذرون پر اور دریا کے سواحل اور گھاٹون پر تحصیل خانہ مقرر تھا جسمین تحصیلدار اور پیادے رہتے تھے اور تحقیقات سارے اجناس تجارت کی ہوتی تھی اور حسب ضابطہ محصول لیا جاتا تھا۔ مگر عاملان تحصیل اگر سرکاری محصول ایکروپیہ لیتے دو روپیہ اپنے واسطے وصول کرتے اور نہایت جور و تعدی لوگون پر ہوتی تھی۔ انگریزون نے

جب مسلمانون کے ہاتھ سے یہ ملک اپنے قبضے مین لیا اس رسم کو جاری دیکھا اور اُنھون نے بھی اسکو جاری رکھا مگر عاملون کی تعدی اور زرکشی کی خبر ہمیشہ گوش گذار ہوتی تھی اسیلیے لارڈ بنٹنک نے اسکو ایک قلم موقوف کر دیا۔ لارڈ بنٹنک کا عہد حکومت بہت چین کا تھا اس عہد مین کسی طرح کی جنگ وجدل اور کوئی واردات وقوع مین نہین آئی۔

۱۸۳۵ء مین لارڈ بنٹنک انگلینڈ روانہ ہوا اور جلد کوئی گورنر جنرل نہ آنے کے سبب سے سر چارلس مٹکاف صاحب نے اس عہدے کا کام انجام کیا۔ اس عہد مین اخبار نویسون کو آزادی ملی تھی اور مکلی صاحب نے بھی اس امر مین کوشش کی تھی۔

لارڈ آکلینڈ

۱۸۳۶ء مین لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل مقرر ہو کر آیا اور ۱۸۴۲ء تک اپنے عہدے پر قایم رہا اس عہد مین کابل کی لڑائی ہوئی جو واسطے تخت نشینی شجاع الملک والی کابل کے وقوع مین آئی تھی۔ ۱۸۳۶ء مین ہوگلی کالج اور ۱۸۴۱ء مین ڈھاکہ کالج کی بنا ہوئی۔

ڈھاکہ کالج

لارڈ النبرا

۱۸۴۲ء مین لارڈ النبرا گورنر جنرل مامور ہو کر آیا اور ۱۸۴۴ عیسوی تک اسکی حکومت رہی اس عہد مین کابل فتح ہوا اور صلح وآشتی کے ساتھ افواج انگلشیہ نے وہان سے مراجعت کی اور ریاست سندھ کمپنی کے قبضہ اقتدار مین آئی۔ لارڈ النبرا نے ڈپوٹی مجسٹریٹ کا عہدہ

جاری کیا اور بہت سے لوگ اس ملک کے اِس عہدے پر مقرر ہوے۔

لارڈ سر ہنری ہارڈنج

۱۸۴۴ء مین سر ہنری ہارڈنج صاحب گورنر جنرل ہوا اور ۱۸۴۸ء تک اس عہدے پر رہا اس عہد مین سکھون سے لڑائی ہوئی اور وہ زیر ہوے اسی ۱۸۴۵ء مین کشن نگر کالج کی بنا ہوئی۔ اور اسی عہد مین ایکسٹوا ایک اسکول اضلاع اور پرگنہ جات بنگالہ مین بنام ہارڈنج اسکول کے جاری ہوے۔

لارڈ ڈلہوسی

۱۸۴۸ء مین لارڈ ڈلہوسی گورنر جنرل مقرر ہوکر آیا۔ اس عہد مین ملک پنجاب۔ ستارہ ناگپور جھانسی اودھ برار اور پیگو قبضہ تصرف مین کمپنی کے آئے

پریسیڈنسی کالج

۱۸۵۳ء مین بہرم پور کالج قائم ہوا اور ۱۸۵۵ء مین پریسیڈنسی کالج کلکتہ مین قائم ہوا۔ اور بہت سے بنگلہ اسکول جاری ہوے اور لڑکیون کی تعلیم کے واسطے اسکولون کی بنیاد پڑی اور صیغہ تعلیم کے ڈایرکٹر انسپکٹر وغیرہ عہدہ دار مقرر ہوے اور ہند مین ریلوے کی بنا ڈالی گئی۔

لفٹنٹ گورنر بنگالہ

ہلیڈی صاحب

۱۸۵۴ء مین بحکم پارلیمنٹ صوبہ بنگالہ کے واسطے لفٹنٹ گورنر کا عہدہ مقرر ہوا جسمین پہلے ۱۸۵۴ء مین ہلیڈی صاحب لفٹنٹ گورنر مامور ہوے اور اس ملک کے لوگونکو ولایت جاکر سویل سروس کا امتحان پاس کرنے کا حکم ہوا۔ لفٹنٹ گورنر ہلیڈی صاحب نے ۱۸۵۴ء مین ڈھاکہ جاکر پورب بنگالے کا انتظام اور علاقہ وغیرہ کا بندوبست کیا اور ڈھاکے کمشنری قائم کی اور

کشن جنم کی سواری

مین کشن جنم کی سواری جو صدہا سال سے ایک مشہور تماشا جاری ہے

جو یہان کے تانیتون کے دو فریق کے اہتمام سے دو سواریان بڑی دھوم دھام اور ہزارون روپیہ کے خرچ سے نکلتی ہین اور قدیم زمانہ سے ایک ہی روز دونون سواریان نکلتی تھین اور اس معرکہ مین دونون فریق اکثر دنگا ہنگامہ کیا کرتے تھے اور طرفین سے لوگ زخمی ہوتے تھے ہلیڈی صاحب نے اس معاملہ کو بذات خود تصفیہ کر کے حکم دیا کہ سواری دو روز نکلا کرے چنانچہ اس حکم کے مطابق اب ہر دو فریق ایک ایک روز الگ الگ اپنی اپنی سواری نکالتے ہین اور تماشائی لوگ بھی امن کے ساتھ دو روز تماشا دیکھتے ہین۔

بہرہ بست و یکم ذکر بغاوت سپاہیان ڈھاکہ

اسباب بغاوت

ہندوستان کے سپاہیون مین ایک عجیب قسم کی بددلی پیدا ہو گئی تھی۔

صوبہ بنگال کی سپاہ بیشتر زیادہ تر شریف قوم کے ہندو تھے فوراً بگڑ اوٹھے۔ ان ہندؤن کو اپنے مذہب کا بڑا خیال تھا۔ اگر ایک بات بھی ان کے مذہبی عقائد کے خلاف ہوتی تو فوراً اوس سے ناراضگی ظاہر کرتے۔ چنانچہ جب دوسری مرتبہ برہما کی لڑائی مین انکو برہما۔ جانیکے

لئے حکم دیا۔ تو اِن ہندؤن نے صاف انکار کیا گورنمنٹ نے فوراً یہہ قانون پاس کیا کہ اب سے کوئی ایسا شخص فوج مین بھرتی نہین کیا جائے گا۔ جو کہ کسی جگہہ جانے پر راضی نہ ہو۔ اسپر ہند و سپاہ کو یہ خیال گذرا کہ گورنمنٹ کو اونکے مذہبی عقائد کا ذرا بھی پاس ولحاظ نہین ہے۔

انگریزی مدرسے۔ اسکول اور کالج جو ہندوستان مین قائم ہوئے تو لوگ سمجھے کہ اسی طرح انگریزی پڑھا کر گورنمنٹ لوگون کو کرسٹان کرنا چاہتی ہے۔

ریل۔ تار گھر۔ اور نئی نئی کلین ایجاد ہونے سے لوگون کے دلون مین طرح طرح کے گمان گذرے۔

نجومیون نے کہنا شروع کیا کہ کمپنی کی حکومت صرف سو برس رہ کر نابود ہو جائیگی۔ اور چونکہ کمپنی کو حکومت کرتے ہوئے پورے سو برس گذر چکے تھے۔ اسلئے لوگون کے دلومین یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر اہل ہند ذرا بھی کوشش کرینگے تو فوراً ہندوستان کی سلطنت اونکے ہاتھ مین آجائیگی۔

لارڈ ڈلہوسی نے جن جن لوگون کی ریاستین یا پنشنین ضبط کر لی تھین اونلوگون کو فتنہ برپا کرنے کا ایک اچھا خاصہ موقع ملگیا۔

صوبہ اودھ کے تعلقدار اور دیگر لوگ مثل نانا راؤ صاحب وغیرہ کے فوراً بگڑ اوٹھے۔ اُسی زمانہ مین ایک نئی قسم کی بندوق ایجاد ہوئی تھی۔ جسکے بھرنے کیلئے کارتوس کو دانت سے کاٹنا ہوتا تھا۔ اسلیے عام طور سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کارتوس مسلمانون اور ہندوٗن کے ناپاک کرنے کیلئے گائے اور سور کی چربی سے چکنا کیا گیا ہے۔ اس سبب سے اور بھی لوگ افروختہ ہو گئے یہی وجوہات تھے۔ جنسے اہل ہند نہایت ہی بیزار ہو رہے تھے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر بگڑ بیٹھتے تھے۔

چنانچہ بغاوت ایکبارگی سارے ہندوستان مین شروع ہوگئی۔ تمام سپاہ ساتھ ہی بگڑ گئے۔ بنگالہ۔ بہار۔ پنجاب اودھ کوئی ایسی جگہ نہ تھی۔ جہان فتنہ نہ برپا ہوا ہو۔ چنانچہ مشرقی بنگالہ مین وہ جگہ جہان بغاوت سب سے زیادہ پھیلی تھی ڈھاکہ تھا۔

بغاوت سپاہیان ڈھاکہ

۱۸۵۷ء کے ماہ مارچ مین ۳۴۔ رجمنٹ نے بارک پور مین پہلے بغاوت شروع کی۔ جسمین تین افسر زخمی ہوئے۔ اور ۱۹۔ رجمنٹ نے بہرم پور مین سرکشی پر کمر باندھی۔ اس رجمنٹ کو بارک پور جانے کا حکم ہوا۔ اور وہان جاتے ہی دونون رجمنٹ کو برطرف کیا گیا۔ اور اُسی سن کے مئی مہینے مین میرٹھ کے سپاہیون کے بگڑنے اور کشت وخون کرنے کی خبر پہونچی۔ اُسوقت ڈھاکے مین ۷۳، رجمنٹ کے دو کمپنی سپاہی تھے۔ اور ابتداے

ماہ جون مین دو کمپنی اس رجمنٹ کی جو جلپائی گوڑی کو گئی تھین ۱۲ جون کو
ایک افواہی خبر ہوئی کہ اُن دونون نے راہ مین بارک پور کے موقوف شدہ سپاہیون
سے ملکر بغاوت پر کمر باندھی ہے اور لوٹ کے ڈھاکے مین آکر یہان کے
سپاہیونکو جو لعل باغ مین ہین ساتھ لیکر لوٹ تاراج مچائی ہے اور جیلخانہ
کے قیدیونکو بھی نکالنے پر مستعد ہین اس خبر سے انگریزون کو بڑا ہول ہوا
اور بہت سے انگریز جبکسن صاحب مجسٹریٹ ڈھاکہ کی کوٹھی مین جمع ہوئے
اور بہت سی بندوقین وغیرہ ہتھیار اکٹھا کئے۔ اور بہت سے انگریز جو بسن اکرائی میم
اور لڑکونکے شامل کشتیون پر سوار ہوکر دریا کے پار ہو گئے۔ انگریزون کی گھبراہٹ
اور بدحواسی سے شہر مین ایک تہلکہ پڑگیا اور شہر کے لوگون نے رستون
مین اور دریا کے کنارے پر ہجوم کیا اور انگریزون کی یہ حالت دیکھکر سب
متعجب اور مخوف ہوکر پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے اور اس گھبراہٹ کے ساتھ
کیون بھاگتے ہین کپتان کمھن اور رائیٹ صاحب
جو سپاہیون کے افسر تھے یہ خبر سُنکر لعل باغ مین جہان سپاہی رہتے
تھے گئے وہان جاکر دیکھا کہ سب سپاہی موجود ہین اور سارا کام بدستور
درست ہے یہ خبر وہان مطلق نہین ہے اُن صاحبان نے لال باغ سے
آکر سب انگریزون کو تسکین دی اور وہ خبر جھوٹی ٹہری۔ تیرھوین جون کو
شہر مین سب طرح امن و امان ہوئی اور صاحبان انگریز اپنے اپنے کامون

مین مصروف ہوئے تیئسوین جون کو شہر کی محافظت کے واسطے گورنمنٹ
نے کلکتہ سے ایکسو سیلر گورے اور کپتان لوئیس صاحب کو انکا افسر مقرر
کرکے ڈھاکے مین بھیجا سیلر گورون کی فرودگاہ انگریزی گرجا کی اُتر جانب
برٹ ویسٹ صاحب کی کوٹھی مین ہوئی پانچوین جولائی کو مٹکاف صاحب
نے کمرلہ سے آکر بیان کیا کہ سُنے مین آیا ہے کہ چاٹگام کے سپاہی بلوہ کرکے لوٹ
و تاراج کرتے ہوئے ڈھاکے کیطرف آتے ہین اس بات سے بھی
پہلے سبکو ایک طرحکا ہراس ہوا آخر کو معلوم ہوا کہ وہ خبر بھی غلط ہے ۲۹- جولائی
تک ڈھاکے مین سب طرح امن و چین اور ساری بات درست
رہی - کپتان لوئیس صاحب سیلر گورونکو لیکر صبح و شام شہر مین جا بجا پریڈ
کیا کرتے اور اکثر لال باغ کے سپاہیون کے قریب جا کر قواعد اور بندوقین
شلک کرواتے تھے سپاہی لوگ ہر چند کہ انکی اس حرکت سے ناخوش
ہوتے - مگر کچھ نہین کہتے تھے تیئسوین جولائی کو ولایتی صاحبان اور
دیسی فرنگیون کی ڈھاکہ کالج مین ایک کمیٹی ہوئی اسمین قریب ساٹھ
آدمی کے جمع ہوئے تھے اور انمین دو جماعت والنٹیر ایک پیادگان کی
اور دوسرے سوارون کی مقرر ہوئی - پیادگان والنٹیر کا افسر
میجر اسمیتھ صاحب اور سوارون کا کپتان ہچنسن صاحب معین ہوئے -
اُتر پچھم ہندوستان کی بغاوت کی خبرون نے ڈھاکے کے ولایتی صاحبان

اور دیسی ارمنی وغیرہ فرنگیون کو بہت ہراسان کیا ماسوا سپاہیون کے
شہر کے لوگون سے بھی خوف کرنے لگے چنانچہ اگست کے مہینے کی پہلی دوسری
اور تیسری تاریخ کو کہ مسلمانون کے عید الضحیٰ کا ایام تھا والنیٹر لوگ تمام شب
شہر مین گشت کرتے رہے اور جابجا پہرا مقرر ہوا۔ اور عید الضحیٰ کے
دن مسلمانون کی نماز گاہ کے قریب پہرا کھڑا ہوا اور توپین رکھی گئین
کہ مبادا مسلمان کوئی ہنگامہ کرین دوسری تاریخ اگست کی کہ اتوار کا
دن تھا۔ صاحبان انگریز گرجے کو گئے۔ انکی محافظت کیواسطے ایک جماعت والنیٹر
کی کانج مین قریب گرجے کے تعینات رہی۔ اور گیارہوین تاریخ اگست کو بہت سے
ارمنی ڈھاکی سے کلکتہ بھاگے اور صاحبان ولایتی ذی کل گھر مین جو ایک مستحکم اور محفوظ
جگہ دریا اور کمال کے کنارے ہے جائے پناہ مقرر کی اور وہان گڈھی بنانے کی تدبیرین
ہوئین والنیٹر لوگ وہان تمام شب پہرے مین رہتے تھے اہالیان شہر اور اطراف کے لوگ
متحیر تھے کہ صاحبان انگریز کیون اسقدر مخوف اور بدحواس
ہو رہے ہین۔ اور کس لئے والنیٹر کی پلٹن مقرر ہوئی۔ چودھوین اور
پندرھوین اگست کو کشن جنم کی سواری نکلی اور بطور سابق تماشا ہوا۔
اسمین بھی سواران والنیٹر مسلح ہو کر ہاتھیون پر سوار تھے اور پیادگان
والنیٹر کالج مین متعین تھے کہ مبادا کوئی فتنہ انگیزی ہو۔
جلپائی گوڑی جو کہ ۷۳ رجمنٹ کا ہڈکوارٹر تھا۔ وہانکے افسرون نے

لکھا کہ یہان کے سپاہی بغاوت پر مستعد ہین اور اُنکا روکنا دشوار ہے کیونکہ یہ سرزمین سیلابی ہی اگر وہ لوگ پھر سرکشی کرین اور کشت وخون مچاوین تو ہم سبکو جان بچانی مشکل ہوگی۔ یہان کوئی پختہ مکان ایسا نہین ہے کہ جسمین اُنکی تاخت سے بچ سکین۔ اس خبر سے ڈھاکہ کے صاحبان انگریز کو پھر ہول ہوا اور سب نے یہی تجویز کی کہ اگر جلپائی گوڑے کے سپاہیون نے کچھہ فتنہ برپا کیا تو فی الفور یہان کے سپاہیون کے ہتھیار چھین لینا ضرور ہے اور کلکٹری کی حفاظت کو جو پچاس آدمی سپاہی متعین ہین پہلے اُنپر حملہ کیا جاے اور بعد اُسکے لال باغ کے سپاہیونپر تاخت ہونی چاہئے ۲۲ اگست کو کل گھرین گڑہی تیار کرنے کے لئے اور اُسکے چارونطرف نالہ کھودنے کو ڈیڑھسو مزدور مقرر ہوے اور کام جلد جلد ہونے لگا ستائیسوین اگست کو گڈہی تیار ہونے پر آئی اور صاحبان انگریز تصور کرنے لگے کہ اس گڈہی مین رہکر پانچ چھہ ہزار آدمی سے مقابلہ کر سکین گے۔

تینسوین اگست عاشورہ کی شبکو والنٹیر مسلح ہوکر چوک وغیرہ میلے کی جگہ مین گشت کرنے لگے اور اکھاڑا وغیرہ تماشا نکالنے کی ممانعت ہوئی شہر کے لوگونمین سی مارے خوف کے کوئی گھر سی باہر نہین نکلا اور بدستور سابق تماشا نہین ہوا اور میلا جمنے نہین پایا۔

چودھوین ستمبر کو ایک ہولناک خبر آئی - کہ آسام کی سپاہی بگڑنے پر ہین اور اپنے افسر کا حکم نہین مانتے گورنمنٹ نے کلکتہ سے بہت سے سیلر گورے آسام جانے کے واسطے بھیجے اور وہ ڈھاکے ہو کر آسام جائینگے چنانچہ ویسا ہی وقوع مین آیا اور وہ گورے ڈھاکہ ہو کر آسام روانہ ہوے دوسری اکتوبر کو آسام کا راجہ گرفتار ہو کر ڈھاکے مین آیا - چوتھی اکتوبر کو انگریزون نے درگاہ باری تعالے مین مناجات کرنیکا دن مقرر کیا اور سب نے اُس روز گرجے مین جمع ہو کر باالحاح وزاری درگاہ باری مین مناجات کی اکیسوین نومبر شنبہ کے دن بذریعہ ڈاک خبر پہونچی کہ ۳۴ رجمنٹ جو ابتداے بغاوت مین بارکپور کی چھاونی سے برطرف ہوئی تھی اُسکے باقی سپاہیون نے جو چاٹگام مین تھے - بغاوت کرکے وہانکی کلکٹری کو لوٹ کر قریب دولاکھ روپیہ کے لے گئے ہین اور ڈھاکے کی طرف آتے ہین -

اس خبر کے سنتے ہی صاحبان انگریز نے متفق الراے ہو کر یہی صلاح ٹھرائی کہ ڈھاکے مین ۷۳ رجمنٹ کی جو دو کمپنی سپاہی اور ساٹھ آدمی گولہ انداز ہین انکی ہتھیار چھین لینا چاہیے کہ مبادا چاٹگام کے سپاہی ادھر آئین اور یہ بھی انکے ہمراہ ہو جاین تو سخت قیامت ہوگی اور روکنا محال ہوگا بعد کمیٹی کی پہلے والنٹیرونکو حکم ہوا کہ بائیسوین نومبر اتوار کے دن پانچ

بجے صبحکو تیار رہین اور کمشنر صاحب جج صاحب اور سارے سیویلین نے ایکجا ہوکر صلاح کی کہ پہلے کلکٹری کے سپاہیون کے ہتھیار لیکر وہان کا پہرا والنٹیرون کے حوالہ کرکے سیلر گورون کو لال باغ کی طرف بھیجین چنانچہ ویسا ہی عمل مین آیا۔ یعنے بائیسوین نومبر اتوار کے دن قبل چار بجے صبح کے کچھ اندھیری رہتے ہوی جب سیلر گورون نے کلکٹری کے سپاہیون پر حملہ کیا وہان اکاون سپاہی تھے۔ اونہون نے بہت رنجیدہ خاطر ہوکر ہتھیار دیدیے اور اپنے افسر کو ملامت کرنے لگے کہ کسواسطے اس رسوائی کے درپے ہوئے اگر پہلے آپ فرماتے کہ ہتھیار دیدو تو بلاعذر ہم لوگ دیدیتے۔ سیلر گورے کلکٹری کے سپاہیون کی بندوقین لیکر اور پہرا والنٹیرون کے حوالہ کرکے پانچ بجے کے قریب لال باغ کی طرف چلے گئے۔

وہان پہونچکر سپاہیونکو دیکھا کہ سب ہشیار ہوگئے ہین اور مقابلہ کو تیار ہین معلوم ہوا کہ اسکے پہلے ہی اُنکو خبر ہوگئی تھی کہ گورے اُنکے ہتھیار لینے کو آتے ہین۔ سیلر گورونکے قلعہ کے دروازے پر جاتے ہی پہرے والے سپاہی نے پہلے بندوق چلائی اور ایک گورے کو مار ڈالا بعد اسکے اور سپاہی بھی بندوقین شلک کرنے لگے۔ جب گورے دکھن دروازے سے اندر گھسے۔ سپاہیون نے اُنپر ایک باڑہ بندوقون کی ماری۔ اور توپین جو بی بی پری کے مقبرے کے مقابل نصب تھین اُن سے

ایک باڑہ گراب کی چلائی گورون نے بھی اندر گھسکر ایک باڑہ ماری تب لفٹنٹ لوئیس صاحب نے قلعہ کی دیوار کو بائین سمت رکھکر گورون کو آگے بڑھایا اور سنگینون سے سپاہیون پر حملہ کروایا سپاہی سب اپنی جگہ پر کھڑے تھے گورے انکو دوڑانے لگے اس عرصے مین مسٹر مینر صاحب نے جو سیلرون کا دوم افسر تھا آٹھ آدمی سیلر لیکر قلعہ کی دیوار کے اوپر سے اُن سپاہیون پر جو توپین چلاتے تھے تاخت کی اور توپین چھین کر رنجک دان مین میخین ٹھوک دین اسوقت سپاہی ہر طرف دوڑنے اور بھاگنے لگے سیلرون کی فتح ہوئی اور سپاہی جنگلون کی طرف بھاگ گئے اور قریب چالیس آدمی کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے سیلرون مین چار سخت زخمی ہوے تھے ایک اُسیوقت مر گیا اور باقی بعد اُسکے مرے اور نو آدمی جو زخمی ہوے تھے۔ اچھے ہو گئے۔ ڈاکٹر گرین صاحب سول سرجن ڈھاکہ کے بھی زخمی ہوے تھے وہ ایک زخمی گورے کو جھک کر پٹی باندھتے تھے کہ اسمین اُنکے زانو مین گولی لگی۔ وہ اچھے ہوئے مگر پیر سے معذور رہے بھاگے ہوے سپاہیون مین کتنے گرفتار ہوکر آئے اُنمین سے چار آدمیونکو اُسیوقت پھانسی دی گئی اور باقی کو بھی بعد اسکے پھانسی دی گئی ۲۳۔ نومبر دوشنبہ کے دن شہر مین سبطرح امن ہو گئی اور صاحبان انگریز اپنے کامون مین مصروف ہوے

مگر شہر کے لوگ بہت سے بھاگ کر دیہاتون مین چلے گئے ۲۹- نومبر صاحبان انگریز کو یہ تردد ہوا کہ ڈھاکے کے بھاگے ہوے سپاہی ضلع میمن سنگھ اور سلہٹ کی طرف جاکر وہان کے باشندون پر ظلم و تعدی مچاتے ہونگے مگر شکر ہے کہ وہ سب ایک ساتھ اسطرف نہین گئے۔ پہلا قافلہ جو ٹوک کے رستے سے ضلع میمن سنگھ کی طرف گیا تھا اُس مین بیس۲۰ آدمی کے ہاتھ مین بندوقین تھین اور باقی بے ہتھیار تھے اور کتنے زخمی تھے اُنمین ایک عورت بھی اپنے لڑکون کو لئے ہوے تھی دوسرا گروہ جسمین تینس۳۰ آدمی کے ساتھ بندوقین تھین اور باقی بے ہتھیار تھے جب وہ میمن سنگھ کے قریب پہونچے وہانکا مجسٹریٹ پولیس کے برقندازون کو لیکر برسر راہ کھڑا ہو گیا سپاہی لوگ اُس طرف نہین گئے اور جمال پور کی راہ لی۔

چاٹگام کے باغی سپاہی جو ڈھاکے مین ۳۴ رجمنٹ کے سپاہیون سے ملنے کو آتے تھے خبر ملی کہ وہ اسطرف نہ آوینگے اور ضلع پترہ وغیرہ کے کوہستان کی راہ سے سلہٹ کی طرف جاتے ہین اور کمرلہ کے قریب ہو کر راجہ پترہ کو خبر بھیجی کہ اگر وہ اُنکے ساتھ نہ ملے اور تائید نہ کرے گا تو اُسکا تخت چھین لینگے اس خبر سے کمرلہ کے صاحبان انگریز اور عمایدِ شہر سب شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تینوین نومبر کو ڈھاکے کے بھاگے

ہوے سپاہیون مین سے اور تین آدمی گرفتار ہو کر آئے اور اُن کو بھی پھانسی دی گئی بعد اسکے اور بھی آٹھ آدمی پکڑ آئے اور اُنکو پھانسی دی گئی تیسری دسمبر کو ڈھاکے مین دو اسٹیمر پہونچے جن مین ۵۲ کو ینس رجمنٹ کے تین سو سو لجر گورے اور ایک سو سیلر تھے سو لجر دن کو اسیوقت تپرہ روانہ کیا گیا تاکہ چاٹگام کے باغی سپاہیون کو سلہٹ جانے کے قبل روکین اور سیلرون کو رنگپور ہو کر بلوا جانے کا حکم ہوا اس عرصے مین سلہٹ کی ڈاک بند ہو گئی تصور کیا گیا کہ شائد چاٹگام کے باغی سپاہی سلہٹ کے رستے مین ہین۔ نوین دسمبر کو خبر پہونچی کہ چاٹگام کے سپاہی گورون کے خوف سے سلہٹ کو نہین آئے معلوم ہوتا ہے کہ تپرہ کی سرحد مین ہین اور بالکل عورت مرد لڑکے بالے اور قیدیون کو لیکر پانسو آدمی ایک ساتھ ہین مگر رسد کی نہایت تنگی ہے اور بھوک سے نہایت عاجز ہین اٹھارہوین دسمبر کو سلہٹ سے خبر آئی کہ وہان کے لوگ چاٹگام کے باغی سپاہیون سے مقابلہ کرنے پر کمر باندھے ہتھیار لئے لڑنے کو تیار ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈھاکے کے بھاگے ہوے سپاہی بھوٹان کی طرف گئے ہین۔

چودھوین جنوری ۱۸۵۹ء کو ڈھاکے مین سبطرح خیریت اور امن تھی دخانی جہاز جو فوج لیکر تپرہ کی طرف گئے تھے مع فوج واپس آئے

اور خبر ملی کہ چاٹگام کے سپاہی سلہٹ کے قریب ایک جنگل مین ہین۔ سلہٹ کی لایٹ انفنٹری رجمنٹ نے دوبار اُن سپاہیون سے مقابلہ کیا اور دونون بار اُنکو ہزیمت دی۔

اکیسوین جنوری تک دونون جہاز جو فوج لیکر تپرہ سے واپس آئے تھے ڈھاکے کے دریا مین ٹہرے رہے سولجر اور سیلر گورے جوق جوق شہر مین پھرتے اور گلی کوچہ۔ سڑکون پر بدمستیان کرتے تھے۔ بائیسوین جنوری کو سولجر گورے کلکتہ روانہ ہوے اور سیلر گورے چند مہینے یہان رہے نوین جون کو گورنمنٹ سے حکم آیا کہ ۱۹۔ رجمنٹ سولجر گورون کے رہنے کے واسطے ڈھاکہ کالج کا مکان خالی کیا جاے چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور اٹھارہوین جون کو ڈھاکہ کالج کے واسطے دو مکان کرایہ پر لئے گئے اور کالج کا اسباب اُن مکانون مین بھیجا گیا بارہوین جولائی کو ۱۹۔ رجمنٹ کے تین کمپنی سولجر گورے ڈھاکے مین آئے اور زیادہ حصہ اُنکا کالج مین اور باقی فوجداری کی کچہری کے مکان مین جسمین اسوقت کالیجیٹ اسکول ہے اُتارے گئے۔ پہلی اگست کو ڈھاکے کے سیلر گورے جنہون نے سپاہیون کو مارا تھا سلہٹ روانہ ہوے اور اُسی سال کی اٹھارہوین اکتوبر کو کلکتہ سے ڈھاکہ تک ٹیلیگراف کے تار نصب کئے گئے اور تار پر خبر آنے لگی۔

بہرہ بست و دوم ذکر نقل سلطنت از دست کمپنی بدست ملازمان ملکہ معظمہ

پانچوین نومبر ۱۸۵۸ء دوشنبہ کے دن سلطنت ہند ملکہ معظمہ انگلینڈ کے قبضے مین آنے کا شہرہ ہوا اور کمپنی کی عملداری اُٹھ گئی۔ اِس روز ایک جلسۂ عظیم ہوا اور ڈھاکہ کالج کے پورب انٹاگھر کے میدان مین جہان اسوقت وکٹوریہ پارک کا باغیچہ ہے جلسہ گاہ مقرر ہوا۔ اور بڑے تکلف سے جلسہ گاہ سجایا گیا تھا۔ پہلے سولجر گورون کی قواعد ہوئی توپین اور بندوقین شلک ہوئین بعد ازان تبدیل سلطنت کا فرمان انگریزی اور بنگلہ زبانون مین پڑھا گیا۔ شہر کے لوگ قریب چار ہزار آدمی کے جمع ہوئے تھے۔ حکام انگریز اور روساے شہر سب حاضر تھے بعد جلسہ کے شب کو شہر کے مکانون مین روشنی ہوئی اور سب نے خوشیان کین جب سلطنت ہند کمپنی کے ہاتھ سے قبضۂ اقتدار مین کوئن وکٹوریہ ملکہ انگلینڈ کے آئی اور سارے کاروبار سلطنت بنام نامی ملکہ معظمہ کے ہونے لگے لارڈ کیننگ عہدۂ گورنر جنرل پر قائم رہے اور اُسی سال یعنے ۱۸۵۸ء مین عدالت اور فوجداری کا

لارڈ کیننگ

نیا قانون اور ادائے خراج کے آئین درست اور کرنسی نوٹ جاری ہوا۔

لارڈ الگین

بعد لارڈ کیننگ کے لارڈ الگین گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے۔ اس عہد مین پورب بنگالہ اور ستلا کی ریلوے جاری ہوئی اور ۱۸۶۲ء مین صدر دیوانی اور سوپریم کورٹ ایک شامل ہو کر کلکتے مین ہائی کورٹ قائم

ہائی کورٹ

ہوا دو سال پورے نہوئے تھے کہ لارڈ الگین نے اس دار فانی سے انتقال کیا اور کچھ دن کے واسطے سر ولیم ڈینس صاحب گورنر جنرل رہے اور ۱۸۶۳ء مین سر جان لارنس گورنر جنرل مقرر ہوے ۱۸۶۹ء تک حکمرانی مین قایم رہے۔

لارڈ میو گورنر جنرل

۱۸۶۹ء مین لارڈ میو گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے ۱۸۷۲ء تک اپنے عہدے پر قائم رہے۔ اس عہد مین انگریزی تعلیم کی تخفیف خرچ کی رائے ہوئی اور مسلمانون کی تعلیم و تربیت کے واسطے مدرسون کی بنا ہوئی ۱۸۷۲ء کی آٹھوین فروری کو لارڈ میو جزیرۂ انڈامن مین ایک دائم الحبس قیدی کے ہاتھ سے مقتول ہوئے[1] اور سر جان اسٹریچی چندروز گورنر جنرل رہے بعد ازان لارڈ نیپیار نے گورنر جنرل کے کامون کو اجرا کیا۔

لارڈ نارتھ بروک

۱۸۷۲ء کی تیسری مئی کو لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل ہو کر آئے۔ اس عہد مین رعایا کو خراج کے بار سنگین سے کسیقدر سبکدوشی ہوئی اور پھر اعلیٰ درجہ کی انگریزی تعلیم کی تائید ہوئی ۱۸۷۶ء کے آخر مین لارڈ نارتھ بروک

[1] اس ماجرے حسرت انگیز کے کئی ایک ہفتے پیشتر ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نارمل صاحب بھی ایک افغانی کے ہاتھ سے مارے گئے۔

ڈھاکے مین آئے اور انکے استقبال کی بڑی بڑی تیاریان ہوین اور
شہر مین روشنی وغیرہ کا اہتمام ہوا اور اہالیان شہر نے چندہ کرکے انکی
یادگاری کے واسطے ایک مکان بنام نارتھ بروک حال تعمیر کیا جسمین
اسوقت دیسی لوگون کی لائیبریری یعنے کتب خانہ ہے اور اکثر
کمیٹیان اور جلسے اسمین ہوتے ہین۔

۱۸۷۵ء مین شاہزادہ اعظم پرنس آف ویلس جو بعد ملکہ معظمہ تخت نشین ہوئے
ہندوستان مین آئے اور بعد ملاقات راجگان والیان ملک و زمینداران ذوی وقار
اور سیر و شکار اس دیار کے مراجعت کی۔ ڈھاکے کے نواب صاحب نواب
سر عبدالغنی بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی پرنس کی ملاقات کو مدعو ہوئے تھے۔
اور ماورائے اجناس نامی ڈھاکہ سونے چاندی کے دو ہاتھی کے بچے پرنس
کی نذر کئے تھے۔ جس سے پرنس نے نہایت خوش ہوکر انکی بڑی توقیر کی تھی
اور تحائف عطا کئے تھے۔

لارڈ لیٹن

۱۸۷۶ء مین لارڈ لیٹن گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے۔ اور لارڈ نارتھ
بروک انگلینڈ چلے گئے اسی سن مین ملکہ معظمہ کوین وکٹوریہ نے امپرس
یعنے قیصر ہند کا خطاب لیا اور ۱۸۷۷ء کی جنوری مین اس خطاب
کی شہرت کے واسطے دہلی مین دربار عظیم منعقد ہوا جسمین سارے
راجگان ملک اور امرائے ریاست حاضر ہوئے تھے اور بڑے

تجمل اور تزک کے ساتھ نائب سلطنت گورنر جنرل کرسی نیابت پر
ملکہ معظمہ قیصر ہند کے جلوس کر کے اشتہار خطاب قیصر ہند جناب
ملکہ معظمہ کا اہالیان مملکت کو سنایا اور پلٹنون کی پریڈ اور توبین
شلک ہوئین اور خوشیان اس جلسہ کی ہر ہر شہر مین ہند اور
بنگالہ کے منائی گئین اور چراغ روشن ہوئے ڈھاکے مین بھی
اُس روز شب کو ہر گلی کوچہ مین اور سڑکون پر اور بازارون مین روشنیان ہو
تھین اور اہالیان شہر اور صاحبان انگریز نے خوشیان کی تھین۔

اسی سال یعنے ۱۸۷۷ء مین ملک دکھن مین قحط پڑا جسمین بہت سے
لوگ یعنے قریب پچاس لاکھ آدمی کے ہلاک ہوئے اور امیر کابل سے
لڑائی شروع ہوئی۔ افغانون نے دغا کر کے انگریزون کے سفیر
کیاگنری صاحب کو مع انکے مصاحبین اور ہمراہی سپاہیونکے قتل کیا جسکی پاداش
مین افغانون نے بڑی بڑی خرابیان اٹھائین اور ملک عبد الرحمن
خان کے حوالہ کیا گیا اسی عہد مین دفع قحط کے واسطے اہل تجارت
اور کاروباری لوگون پر لائیسنس ٹکس جاری ہوا۔

لارڈ رپن

۱۸۸۰ء کے اپریل مہینے مین لارڈ لٹن عہدہ گورنر جنرل سے مستعفی ہوکے اور مارکوئیس
آف رپن گورنر جنرل ہوکر آئے اس عہد مین انگریزون نے
کابل مین اخیر فتح پائی اور انگریزی خوانی کو ترقی دی گئی آئندہ

اس مُلک مین قحط نہو اسکی تدبیرین ہوئین اور اس مُلک کے لوگون کو سول سروس ملنے کا طریقہ جاری ہوا اور بھی بہت سی کوششین اہالیان ہند کی ترقی اور فلاحیت کے واسطے کی گئین - کپڑا وغیرہ تجارتی اجناس کی آمدنی کا محصول اُٹھا دیا گیا اور نمک کا محصول بھی کم ہوا ۱۸۸۰ء مین ڈاکخانون مین منی آرڈر کا طریقہ اور پوسٹ کارڈ جاری ہوا ۱۸۸۱ء مین

مردم شماری

بنگالی کی مردُم شماری ہوئی اور میونسپل آئین جاری ہوا

۱۸۸۲ء مین سر ریورس ٹامسن صاحب لفٹنٹ گورنر بنگالہ کے مقرر ہوے - انکی عہد حکومت مین مینونسپلٹی کو ترقیان ہوئین اور رعایا کو تشخیص ممبر کا اختیار دیا گیا - لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈ جاری ہوے ۱۸۸۴ء کلکتے مین اگزبشین

اگزبشین کلکتہ

ڈھاکہ میمن سنگ ریلوے

یعنے نمایش کا میلا ہوا - اور ڈھاکہ میمن سنگھ کی ریل جاری ہوئی اس ریلوے کے کھُلنے سے میمن سنگھ سے ڈھاکہ اور ڈھاکے سے نراین گنج تک لوگون کو آمد شد کرنے مین بڑی آسانی ہوئی -

۱۸۸۴ء کی آخر مین لارڈ رپین سلطنت ہند کا چارج لارڈ ڈفرن کو دیکر روانہ انگلینڈ

لارڈ ڈفرن

ہوے اور لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہوے ۱۸۸۵ء مین چند انگریز اور کتنے

کانگرس

لوگ ہندوستانی اور بنگالی نے متفق ہوکر ایک انجمن بنام نشنل کانگرس منعقد کی اور غرض یہ ٹھرائی کہ اس مُلک کے لوگون کو جن جن چیزون کی ضرورت ہے اُسکی درخواست بذریعہ اس انجمن کے گورنمنٹ مین

پیش کرین اور نشست اس انجمن کی بمبئی کلکتہ مدراس اور الہ آباد وغیرہ شہرون مین ایک یکسان بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ اور بہت سے اشخاص ہر شہر اور ضلع کے مدعو ہوئے اور اُنکی آمد و رفت کا خرچ وغیرہ انجمن سے دیا گیا اور بڑی قدر دانیان ہوئین اور لاکھون روپے خرچ ہوئے اہالیان ہندو بنگالہ کے دو فریق ہو گئے ایک تو اس انجمن کی تائید مین دوسرے اسکی تردید مین کوشان ہوئے فریق ثانی مین زیادہ تر لوگ مسلمان تھے جو ہر شہر مین انجمن منعقد کر کے لوگون کو انجمن کانگرس کی تائید سے باز رکھتے تھے چنانچہ ڈھاکے مین بھی ایک انجمن تردید مین انجمن کانگرس کے حسینی دالان کے میدان مین منعقد ہوئی تھی بانی اسکے سارے مسلمان خاص و عام اس شہر کے تھے جو خلاف مین کانگرس کے ہمیشہ سعی کرتے تھے

لارڈ ڈفرن کا ڈھاکے مین آنا

۱۸۸۸ء کے اوسط جنوری مین گورنر جنرل لارڈ ڈفرن ڈھاکے مین آئے اور اُنکی استقبال اور تعظیم کی بڑی بڑی تیاریان ہوئین اور بڑی دھوم دھام سے اجلاس صدر گھاٹ مین بنایا گیا اور دربار منعقد ہوا۔ اور سارے شہر مین روشنی وغیرہ کا سامان بڑے تکلف سے کیا گیا اور استقبال کیواسطے اشخاص شہر اور حکام وغیرہ ریلوے اسٹیشن مین منتظر تھے جب ریل پہونچی لاٹ صاحب ریل سے اُتر کر فخر بنگالہ نواب سر عبد الغنی بہادر کے سی ایس آئی کو اپنی گاڑی مین ساتھ بٹھا کر دربار کی جگہ پر آئے اور انکو پہلو مین بٹھا کر سرفراز کیا اہل-

شہر کی طرف سے مسلمانون نے فارسی اور ہندؤن نے انگریزی زبان مین
سپاسنامے گذرانے اور لاٹ صاحب نے بھی بغایت خوشدلی اُن
سپاسنامونکی جواب مین اپنی زبان مبارک سے بہت کچھ ارشاد فرمایا خصوصًا مسلمانون کی
زبونی کے بارے مین جو وہ سعی بلیغ رکھتے تھے اُسکا اظہار کیا اور بکشادہ پیشانی
سب اہل دربار سے ملے اور سبکو محظوظ و مشکور کیا۔
اس عہد مین پھر انکم ٹکس جاری ہوا۔ اور نمک وغیرہ کا بھی محصول بڑھ گیا اور برہما سلطنت ملک ہندکے شامل ہوئی جس سے لارڈ ڈفرن کو مارکویس آف آوا کا خطاب ملا

جبلی قیصر ہند

۱۸۸۷ء مین ۱۶ فروری کو ملکہ معظمہ قیصر ہند کی عہد سلطنت کے پچاس برس
پورے ہوے اور سارے ہندوستان مین جشن جوبلی کا منعقد ہوا اُس روز
ڈھاکے مین بھی جشن جوبلی کی خوشیان منائی گئین اور روشنی وغیرہ کا سامان

لارڈ لینس ڈاون

خوب ہوا ۱۸۸۸ء کی دسوین دسمبر کو لارڈ ڈفرن نے زمام مملکت لارڈ لینس
ڈاؤن کے ہاتھ مین دیکر راہی انگلینڈ کے ہوے۔ اور لارڈ لینس ڈاون
گورنر جنرل اور فرمانروا سلطنت ہند کے ہوے۔
اُنھون نے آتے ہی افغانی سرحد کی محافظت کے لئے
کافی انتظام کر دیا۔ اور امپریئل سروس ٹروپ تعنات کر دی۔
۱۸۹۱ء مین منی پور مین ایک بغاوت پھیلی۔ چیف کمشنر
آف آسام اور دیگر انگریزی عہدہ دار مارے گئے۔ آخر ش لارڈ لینس ڈاون

نے ایک زبردست فوج منی پور بھیجی ۔ جسنے کہ بغاوت کی آگ کو فوراً ٹھنڈا کر دیا۔ منی پور کا راجہ تخت سے اوتارا گیا۔ اور اُسیکے خاندان کا دوسرا راجہ تخت پر بٹھایا گیا۔

اوسی سال برٹش پارلیمنٹ نے انڈین کونسل ایکٹ پاس کیا۔ جس سے کہ یونیورسٹی ڈسٹرکٹ اور منیوسپل بورڈ کو لیجسلیٹو کونسل مین اپنا اپنا ریپریزنٹیٹو یعنی نائب بھیجنے کا حق دیدیا۔

لارڈ الجن

سنہ ۱۸۹۴ء مین لارڈ الجن صاحب گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے اس عہد مین مرض پلیگ پہلے پہل ہندوستان مین شروع ہوا۔ سنہ ۱۸۹۶-۹۷ء مین صوبۂ متحدہ۔ بہار اور وسط ہندوستان مین بہت بھاری قحط پڑا۔ اوسی سال ہندوستان کے اوتر۔ پورب۔ جانب مین ایک زلزلۂ عظیم آیا جس سے کہ مالی اور جانی دونون نقصان بہت زیادہ ہوے۔ گورنمنٹ نے پلیگ کے روکنے اور زلزلہ کی مصیبتون کو دور کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئی ۔

لیکن یہ سب آفات ایک بہت بھاری خوشی سے مبدل ہو گئے۔ کیونکہ سنہ ۹۷ء مین کوئین وکٹوریہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے پورے ساٹھ برس گذر گئے تھے۔ اس خوشی مین ڈائمنڈ جوبلی منعقد ہوئی اور تمام ملک مین جشن منایا گیا۔

لارڈ کرزن

سنہ ۱۹۰۵ء مین لارڈ کرزن گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے۔ اُنکے عہد حکومت مین سنٹرل پراونسز مین ایک قحط عظیم واقع ہوا۔ گورنمنٹ نے بھوکون اور ننگون کی مصیبت دور کرنے کیلئے بہت روپیہ خرچ کیا۔

انتقال کوئین وکٹوریہ

سنہ ۱۹۰۱ء مین کوین وکٹوریہ کے انتقال کا جانکاہ واقعہ پیش آیا جنوری سنہ ۱۹۰۳ء مین ایڈورڈ ہفتم تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور دہلی مین ایک بہت بھاری دربار منعقد ہوا۔ سارے ملک مین خوشی منائی گئی۔

تقسیم صوبہ بنگال

اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء مین لارڈ کرزن نے صوبہ بنگالہ کو دو حصون پر تقسیم کیا ایک حصہ کا نام صوبہ بنگالہ قرار پایا۔ اور دوسرے حصہ کا مشرقی بنگالہ اور آسام۔

لارڈ کرزن کی زمانہ وزارت مین بہت سی ریفارم پاس ہوئے۔ جنمین سے نہایت ضروری اور زیادہ مشہور دو ریفارم تھی۔ ایک یونیورسٹی اور دوسرا پولیس ریفارم

شاہ تبت کو اس بات پر راضی کیا کہ برٹش ہندوستانی رعایا کو بھی اس بات کی اجازت دیجائے کہ وہ تبت کے ساتھ تجارت کیا کرین۔

ہندوستان کی اوتر پچھم سرحد مین ہمیشہ بدامنی رہتی تھی۔ اسلیے لارڈ کرزن صاحب نے اُس سرحد کو ایک نئے صوبہ سے نامزد کیا جسکا نام نارتھ وسٹرن فرانٹیر پراونس رکھا۔ اور وہان حکومت کرنے کے لیے ایک چیف کمشنر تعنات کر دیا۔

سنہ ۱۹۰۵ء مین سکریٹری آف اسٹیٹ سے کسی بات مین تکرار ہوئی

اسلئے لارڈ صاحب نے خودہی استعفا پیش کیا۔

لارڈ منٹو

لارڈ منٹو سنہ ۱۹۰۵ع کے آخر مین والسرائے ہند ہوکر آئے۔ انکے عہد حکومت مین بہت سے عظیم الشان واقعات ملک مین پیش آئے۔ سب سے پہلے اونھون نے تقسیم بنگالہ جسکی ابتدا لارڈ کرزن کے زمانہ مین ہوئی تھی تکمیل کی۔ اس پر ملک مین ایک غوغا مچا۔ اور طرح طرح کے سازشین شروع ہوئین۔ بم کے گولون سے سیکڑون جانین تلف ہوئین اور اخبارون و رسالون مین طرح طرح کی باغیانہ تحریرات چھپنی شروع ہوئین۔ لہذا گورنمنٹ نے مصلحتا پریس ایکٹ پاس کیا جس نے تمامی مطابع کو منع کردیا کہ وہ کوئی ایسی تحریر نہ چھاپین جس سے سلطنت سے بدظنی ٹپکے۔

سنہ ۱۹۰۹ع مین ایک کونسل اسکیم ریفارم بھی پاس ہوا جس سے طرز حکومت مین ایک نئی روح پھونکدی گئی۔

سنہ ۱۹۰۷ع مین ہزمیجسٹی امیر آف کابل ہندوستان مین سیر کیلیے آئے اور ۱۹۰۸ سنہ مین ہز میجسٹی جارج پنجم نے جو اسوقت مین پرنس آف ویلز تھے ہند کو اپنے قدم بابرکت سے مشرف کیا۔ لیکن والسرائے ہند کے زمانۂ حکومت مین جو سب سے جانکاہ اور پر درد واقعہ ہوا وہ ہز لیٹ میجسٹی ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند کی اچانک موت ہے جو ۶۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ع کو ہوئی۔ اُنکے بعد ہز میجسٹی جارج پنجم نے تخت و تاج کو زینت بخشی۔

ذکر لفٹننٹ گورنر صاحبان بنگالہ

اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ ہیلیڈی صاحب پہلے لفٹنٹ گورنر بنگالے کے مقرر ہوئے
بعد انکے ۱۸۵۹ء مین سر جان پیٹر گرانٹ صاحب اس عہدے پر مامور ہوئے اور
۱۸۶۲ء تک حکمرانی کی۔ انکے عہد حکومت مین نیل ساز انگریزون کی تعدیان جو
اس ملک کے کاشتکارون پر ازحد تھین موقوف ہوئین پورب بنگالے مین
اہالیان فرنگ نے بہت دنون سے نیل کی تجارت شروع کی تھی اور بذریعہ اوسی
تجارت کے زمینداریان خرید کر کے رعایا سے بجور و تعدی نیل کی کھیتیان کرواتے
تھے۔ اس ضلع ڈھاکے مین بھی نیل کی کوٹھیان بہت تھین۔ اور کاروبار نیل کا
کثرت سے ہوتا تھا۔ چنانچہ ان نیل سازون مین پہلے مسٹر گلاس اور ڈاکٹر ولیم کی
کوٹھیان جاری تھین۔ اور مدت تک انکا کاروبار خوب چلا۔ بعد ازان مسٹر جے
پی وائز نے بڑی اقبالمندی اور ثروت کے ساتھ کوٹھیان جاری کین۔
اور زمینداریان خرید کر کے رعایا سے نیل تیار کروا کے خوب نفع اٹھایا۔ اس نیل سازی
مین انگریزون کو بڑا نفع تھا۔ مگر رعایا کو انکی تعدی کے سبب سے بڑی اذیت تھی
ان رعایا زیادہ حصہ زمین مین نیل کی کھیتیان کرتی اور دھان وغیرہ تھوڑی سی زمین
مین بوتی تھی جس سے انکا سال بھر کا آذوقہ نہین ہوتا تھا۔

سیسل بیڈن صاحب

۱۸۶۲ء مین سر سیسل بیڈن صاحب لفٹنٹ گورنر ہو کر ۱۸۶۶ء تک ایالت
پر قائم رہے۔ انکے عہد حکومت یعنی ۱۸۶۴ء مین ڈھاکے مین میونسپلٹی جاری
ہوئی اور ۱۸۶۴ء مین وثائق کی رجسٹری کا آئین جاری ہوا۔ ۱۸۶۷ء

مین سر ولیم گرے صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے - اور ۱۸۷۱ع تک حکمران رہے
اُن کے وقت مین لارڈ میو نے تعلیم انگریزی کا درجہ گھٹانا چاہا تھا
مگر گرے صاحب کی سعی سے گھٹنے نہین پایا ۱۸۷۱ع مین سر جارج

کمبل صاحب

کمبل صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے - اور ۱۸۷۴ع تک فرمان روا رہے
اونکے عہد حکومت مین مسلمانون کی تعلیم کے واسطے ڈھاکہ راجشاہی اور

مردم شماری

چاٹگام مین مدرسے جاری ہوے اور ۱۸۷۱ع مین پہلے مردم شماری ہوئی
اور اسی سال مین راہ باٹ اور پل وغیرہ کی مرمت اور کہال نالے کھودوانے
کے لیئے روڈ سس جاری ہوئی اور اسی عہد مین سب ڈیپوٹی اور
قانون گو کا عہدہ مقرر ہوا۔ اور کالج و اسکولون مین جمناسٹک کی ورزش جاری ہوئی

ٹمپل صاحب

۱۸۷۴ع مین سر ریچرڈ ٹمپل صاحب لفٹنٹ گورنر ہوے
اور ۱۸۷۷ع تک حکمران رہے اسی عہد کے ۱۸۷۶ع مین زمینداری

نام جاری

اور تعلقات کی کلکٹری مین نام جاری کرنے کا ائین جاری ہوا ۱۸۷۷ع

ایڈن صاحب

مین سر ایسلی ایڈن صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے ۱۸۸۲ع تک فرمانروا
رہے انکی عہد حکومت مین بنگالہ کے لوگ ولایت جاکر تھوڑے مشاہرہ
مین سویل سروِس کا عہدہ پانے کا طریقہ نکلا اور صیغہ تعلیم مین اسسٹنٹ
انسپکٹر کا عہدہ قائم ہوا اور معلمان صیغہ تعلیم کے واسطے مشاہرے کا
گریڈ یعنے سالانہ ترقی کا قاعدہ ہوا اور بہت سے دیہات وغیرہ مین انکی

ٹامسن صاحب
چارلس ایلیٹ صاحب
میکڈونل صاحب
میکنزی صاحب
وڈبرن صاحب

جاری ہوے سنہ ۱۸۸۰ء مین ڈاک خانون مین منی آڈر جاری ہوا جس سے لوگونکو روپے بھیجنے مین بڑی آسانی ہوئی۔

سنہ ۱۸۸۲ء مین سر ریورس ٹامس صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئی۔ اور سنہ ۱۸۸۷ء تک فرمانروا رہی اس عہدی مین ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کو بہت سے اختیارات دیے گئے اور حقیت رعایا کا آئین جاری ہوا۔ سنہ ۱۸۸۷ء مین سر اسٹوارڈ کالون بیلی صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے اور سنہ ۱۸۹۰ء تک حکمرانی کی۔

سنہ ۱۸۹۰ء مین سر چارلس ایلیٹ صاحب لفٹنٹ گورنر ہوے انکے عہد حکومت مین تمام سررشتون کی درستگی پورے طور پر ہوگئی۔ اور وہ پانچ برس تک حکمران رہے۔ اور سنہ ۱۸۹۵ء مین فرصت لی۔ اور اُن کے زمانہ فرصت مین سر ای۔ پی میکڈونل صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے۔ اور تھوڑے روز تک اس عہدہ پر فرمانروا رہے۔

سنہ ۱۸۹۵ء مین سر الیگزنیڈر میکنزی صاحب لفٹنٹ گورنر ہوے۔ اور تین برس حکمرانی کر کے سنہ ۱۸۹۸ء مین انگلینڈ واپس گئے۔

اُنکے بعد سر جان وڈبرن صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوے لیکن سنہ ۱۹۰۲ء مین جناب موصوف نے بعارضہ ہیضہ کلکتہ مین انتقال کیا۔

بورڈی لن

اُنکے انتقال کے بعد مسٹر جی اے بورڈی لن صاحب نے تھوڑے روز تک لفٹنٹ گورنری کا کام انجام کیا۔ اور اُنکے بعد سنہ ۱۹۰۳ع مین سر اینڈ رو فریزر صاحب نے اس عہدے کو زینت دی۔

اینڈ رو فریزر صاحب

انھین کے زمانہ حکومت مین تقسیم بنگالہ وقوع مین آئی اور مشرقی بنگال اور آسام کیلیے دوسرے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے۔

فُلر صاحب

سر بمفلو ٹک فُلر صاحب پہلے لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال اور آسام کے مقرر ہوئے جنکے بعد سر لینسی لاٹ ہیر صاحب لفٹنٹ گورنر مقرر ہوکر ہنوز فرمانروائی مین موجود ہین۔

ہیر صاحب

بہرہ بست و سوم ذکر نائب ناظمان ڈھاکہ

بہرہ یازدہم مین مذکور ہو چکا ہے کہ نواب جسارت خان بعد حکومت علی وردی خان مہابت جنگ بعد قتل حسین الدین خان کے نیابت مین ڈھاکہ کے مقرر ہوکر آئے تھے اور بتیس برس تک یہان نوابی کی۔ میر محمد جعفر خان کے وقت مین بھی انکی نوابی قایم رہی جسوقت میر محمد قاسم نے مسند ایالت بنگالہ پر جلوس کیا نواب جسارت خان کو ڈھاکہ سے بلوا کر اپنی رفاقت مین رکھا جب میر قاسم نے انگریزون سے سرکشی کرکے آوارہ دشت ادبار ہوکر صوبہ اودھ کیجانب گریز کی نواب جسارت خان اُسکی ہمراہی چھوڑ کر پٹنہ چلے گئے تھے صاحبان انگریز نے انکی سابق حسن

خدمتون کے باعث اُنھین پھر ڈھاکے کی نیابت مین مقرر کر کے بھیجا اور
وہ سات سال تک اُس عہدے پر قایم رہے جب سر رشتہ نظامت
بنگالہ انگریزون کے ہاتھ آیا اور صاحبان انگریز نیابت مین مقرر
ہوے نواب جسارت خان کا پانچ ہزار روپیہ ماہانہ پنشن مقرر ہوا۔
اسوقت نواب جسارت خان بہت کبیرسن اور ضعیف ہو گئے تھے قریب
انتقال کے تھے کہ اُنہون نے اپنے بڑے نواسے سید محمد خان المخاطب
نواب حشمت جنگ کو اپنی پنشن مقرر کروانے کے واسطے نواب گورنر
جنرل بہادر کی خدمت مین کہ اُسوقت لارڈ ہیسٹنگس المخاطب عماد الدولہ
جلاوت جنگ بہادر تھے لکھا گورنر جنرل بہادر نے بلحاظ حسن خدمت
و حقوق نواب جسارت خان کے بمشورت صاحبان کونسل اونکی پنشن
نواب حشمت جنگ کے نام مین بحال کی اور عزت وصولت نوابی کی جیسی کہ نواب
جسارت خان کی تھی قایم رکھی نواب حشمت جنگ حین حیات مین نواب
جسارت خان کی مسند نشین ہوئے اور نواب جسارت خان نے
سنہ ۱۷۸۹ع مین انتقال کیا اور نواب حشمت جنگ نے مدت ہفت سال
مسند نشین رہکر سنہ ۱۷۹۶ع مین اس دار فانی سے نہضت عالم باقی کی کی۔
سنہ ۱۷۹۶ع کی دوم فروری مطابق سنہ ۱۱۹۲ بنگلہ بست وسوم ماگھ کو منظوری
نواب گورنر جنرل بہادر کے نواب نصرت جنگ المخاطب بہ انتظام الدولہ نصیر الملک

نواب حشمت جنگ

نواب نصرت جنگ

سید علیخان بہادر نصرت جنگ اپنے بھائی نواب حشمت جنگ کی جانشین ہوے اور بعہدۂ نیابت نظامت مقرر ہوئے۔ نواب نصرت جنگ نہایت زیرک اور اقبال مند تھے اپنے وقت مین بڑی رعونت اور تجمل کے ساتھ نوابی کی اُس وقت کے لوگ اُنسے بہت فیضیاب تھے امیر و فقیر ہر کس انکی ثناخوان اور شکر گذار تھے صاحبان انگریز سے بھی نہایت اُلفت رکھتے اور اکثر انکی خاطر داریان کرتے تھے سرکار کمپنی مین بھی بڑے نیکنام تھے۔ عمایدِ شہر سب اُن کے مطیع و منقاد اور سب طرح راضی و شاکر تھے۔ نواب ناظم مرشد آباد کے یہان بھی اُنکی بڑی قدر و منزلت تھی چنانچہ اپنے چھوٹے بھائی نواب شمس الدولہ کی شادی نواب مبارک الدولہ کی لڑکی بدر النسار بیگم کے ساتھ کروائی تھی اور اس شادی مین اُنکا بڑا نام ہوا مرشد آباد جاکر زر کثیر خرچ کیا تھا اور نواب ناظم کی سرکار سے بھی بڑے بڑے عطیات اور اعلےٰ درجے کی قدر دانیان ہوئی تھین نواب نصرت جنگ نے ۷ سال نوابی کی وہ نہایت مہذب اور خلیق تھے۔ امیر و غریب سب سے خندہ پیشانی اور خوشدلی سے پیش آتے تھے اور فقیرون سے بہت اُلفت رکھتے تھے خطوط عربی فارسی کے عمدہ خوشخط لکھتے تھے۔ اور اکثر طلبہ کو تعلیم دست خاص سے لکھکر دیتے تھے اور ہمیشہ تسبیح و تلاوت و وظائف مین مشغول رہتے ہر چند کہ مذہب انکا امامیہ تھا مگر حضرت شاہ

محمدی قدس سرہ سجادہ نشین خانقاہ دائرہ مگ بازار سی نہایت عقیدت واخلاص رکھتے تھے جب عمر انکی ترسٹھ[۶۳] برس کی ہوئی تاریخ دہم ذیقعدہ ۱۲۳۷ھ مطابق ۲۳ ۱۸۲۲ء مین بعارضہ اسہال خونی اس دار فانی سے رحلت بعالم باقی کی۔[۱]

نواب شمس الدولہ

بعد انتقال نواب نصرت جنگ کے اِن کا چھوٹا بھائی نواب شمس الدولہ المخاطب بہ امیر الملک شمس الدولہ سید احمد علی خان بہادر ذوالفقار جنگ نے اپنے بھائی کے جانشین ہونے کے واسطے حضور مین نواب گورنر جنرل بہادر اور اہالیان کونسل کے درخواست کی۔ مگر چونکہ وہ بعلت مقدمہ گرفتاری نواب وزیر علی والی اودھ اور دیگر راجہ گان۔ دربارہ قتل انگریزان اور تائید مین بُلوانا قوم فرنچ کے سرکار کمپنی مین بدنام ہوئے تھے۔ اور اسی مقدمہ مین بکین حیات اپنے بڑے بھائی نواب نصرت جنگ کے ڈھاکے سے قید ہو کر کلکتہ گئے تھے۔ اور سات مہینے

---

[۱] مرات الاخبار مین کلکتہ کے اُسوقت جو تاریخ بیان سے تحریر ہوئی تھی وہ عشرہ ذیقعدہ ۱۲۳۷ ہجری وبسبت ویکم ماہ جولائی ۱۸۲۳ء تھی۔ جسکی نقل ہنوز کلکٹری ڈھاکہ مین موجود ہے جو بذریعہ صاحب کلکٹر کے بھیجی گئی تھی۔

وہان نظر بند رہے۔ ہرچند کہ اس مقدمہ سے اُن کو رہائی ملی۔
مگر صاحبان انگریز انسے بدظن تھے۔ اور تفتیش حالات اور تجسس
مین اُنکی کارروائیون کے رہتے تھے۔ اس لیے اُنکی درخواست
نامنظور ہوئی۔ مگر اتنا ہوا۔ کہ نواب نصرت جنگ کی تنخواہ سے
ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہواری اُنکی ذات کے واسطے سرکار کمپنی
سے مقرر ہوا۔ اور نظامت و جاگیر و خالصہ وغیرہ سب بازیافت
ہوکر حزم و دور اندیشی کی راہ سے ایک پلٹن تلنگون کی اور دو
توپین ڈھاکے مین ہمیشہ رہنے کا حکم ہوا۔ + نواب شمس الدولہ
اپنی ناکامی اور قلت مشاہرہ کے باعث ہمیشہ مغموم اور شکستہ خاطر
رہتے۔ اور لوگون سے ملاقات کم کرتے تھے۔ مبلغ معینہ سرکار

+ ۲۰ اگست ۱۸۲۲ء تاریخ کی گورنر جنرل بہادر کی انگریزی چٹھی جو یہان کے کورٹ
اپیل کے دوم جج مسٹر جی سی ماسٹر صاحب کے نام اُسوقت آئی تھی۔ اس سے
ظاہر ہے کہ مبلغ چار ہزار پانسو روپیہ نواب شمس الدولہ کا مشاہرہ مقرر ہوا۔ جو انکی
خود ذات اور لواحقین نواب نصرت جنگ مغفور کے خرچ کے واسطے تھا۔ اور نظامت
مرشدآباد سے ایکہزار روپیہ انکی بی بی کے سبب حق دامادی بد خرچ پاتے تھے۔
اور انکی بی بی کو پانسو روپیہ خرچ پاندان کا ملتا تھا۔ مگر ہان یہ بات اسی چٹھی مین

نواب شمس الدولہ

نکومیان

پنشن اور جسقدر مشاہرہ کہ نواب ناظم مرشد آباد کی سرکار
سے حق دامادی ملتا تھا کل مرزا محمد علی عرف نکو میان کے
حوالہ ہوتا تھا۔ یہ شخص سابق سے انکی سرکار کا داروغہ تھا۔
اور وہ جس وقت گرفتار ہوکر کلکتہ گئے تھے یہ شخص ہمیشہ
انکے ساتھ رہا اور انواع حسن خدمات اور جان نثاری
کے سبب سے اُسکو نہایت معتمد الیہ اور خیرخواہ جانتے تھے
مدار المہام سارے کامون کا کئے تھے۔ چونکہ اُس وقت سب چیزونکی
ارزانی تھی اور گھر کا سامان پورا تھا مرزا محمد علی اِس مبلغ قلیل سے

مندرج تھی۔ کہ مرشد آباد کے نائب ناظمی کا عہدہ ابالش کیا گیا۔ یہ تنخواہ پنشن کیصورت
مین پاوینگے اور عزت و تعظیم اور خطاب وغیرہ بطور سابق بحال رہینگے۔ دیگر فارسی چٹھی۔
مرقومہ سیزدہم ماہ ستمبر ۱۸۲۲ع۔ خط نواب مستطاب معلی القاب اشرف الاشراف مارکوئس آف
ہیسٹنگس گورنر جنرل دام اقبالہ بنام نواب شمس الدولہ جسکی اخیر عبارت یہ ہے۔ بعد دریافت
جمیع حالات ماسبق دودمان و کیفیت متقدمہ مرجوعہ سوال بدین گونہ قرار یافتہ کہ برائے آمد و معاش اُن
قدردان باقی ماندگان نواب نصرت جنگ مرحوم و کسانیکہ متوسل و بحق نواب مرحوم بودہ باشند مبلغ چہار ہزار
پانصد روپیہ بطریق ماہواری بموجب فیض مہری ان مشفق کہ الحال رئیس و بزرگ آن خاندان ہستند از کلکٹری
آنجا متوہی خواہد شد و مبلغ ایکہزار روپیہ کہ برائے ذات آن مہربان و پانصد روپیہ بابت بدر النسا بیگم صاحبہ اہلیہ
آن مہربان کہ از نظامت مرشد آباد مقرر و معین است۔ بدستور بحال و برقرار خواہد بود و چٹھیان بنام کلکٹری ڈھاکہ ہنوز جو

بحسن تدبیر کل اخراجات سرکار کے انجام کرتا تھا۔ اور سارے لواحقین کی تنخواہ دیتا تھا۔ تاریخ نصرت جنگی مین لکھا ہو کہ کارنمائیون سے نواب شمس الدولہ کے یہی ایک کام ہوا کہ مرزا محمد علی کی نمک حلالی اور حسن تدبیر اُنکی تعریفین نواب گورنر جنرل اور اہالیان کونسل کے یہان لکھکر اُسکی عزت افزائی چاہی اور حسب استدعا اُن کے سرکار کمپنی سے خطاب خان بہادر مع خلعت مرزا محمد علی کو ملا نواب شمس الدولہ نے سنہ ۱۲۴۶ ہجری شہر ذی الحجہ مطابق سنہ ۱۸۳۲ع ایکسٹھ (۶۱) برس کی عمر مین بمرض اسہال اس سرائے فانی سے انتقال کیا۔

نواب قمر الدولہ

بعد انتقال نواب شمس الدولہ کے انکا بیٹا نواب قمر الدولہ الملقب بہ قمر الدولہ شمس الملک سید جلال الدین خان بہادر منصور جنگ اپنے والد کی جگہ مسند نشین ہوا۔ اُنکی شادی قدسیہ بیگم دختر نواب نصرت جنگ کے ساتھ ہوئی تھی اُنکے وقت مین میر جیون کہ پہلے اصطبل کا داروغہ تھا مدار المہام سارے امورات کا ہوا اور نواب قمر الدولہ اُسکی لڑکی حسینی بیگم کو کہ نہایت حسینہ تھی اپنے نکاح مین لائے تھے اسلیئے اُسکی قدر و منزلت بہ نسبت اور متعلقین سرکار کے زیادہ ہوئی اور کل کار و بار سرکار کا مالک ہوا یہ شخص محض مجہول العقل اور خود غرض تھا انتظام امورات سرکار کی حیثیت جیسی کہ مرزا محمد علی کی تھی

نواب قمر الدولہ

اسکا عشر عشیر بھی نہین رکھتا تھا۔ ایسے بندوبست مین کارخانہ جات سرکار کے تنزلات واقع ہوے اور نواب صاحب بہت سے مہاجنون کے قرضدار ہو گئے متعلقین سرکار اسکی خودغرضی اور بدعملی سے نہایت تنگ ہوے خصوصاً قدسیہ بیگم زوجہ نواب صاحب کو بڑی تکلیفین ہوئین اور ہمیشہ رنج والم ہی رہا نواب قمر الدولہ دختر میر جیون حسینی بیگم کو لیکر عیش و عشرت مین مصروف رہے اور اشغال مُسکرات مین اسقدر مائل ہوے کہ آخر کو دماغی عارضون مین مبتلا ہو کر خبط الحواس ہو گئے۔

بتاریخ گیارھوین شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۵۲ھ مطابق سنہ ۱۸۳۶ع مین پہلے قدسیہ بیگم نے انتقال کیا۔ بعد چوبیس دن کے نواب قمر الدولہ نے بھی باون برس کی عمر مین لبعارضہ صداع اس خرابات فانی سے رحلت کی۔ بعد وفات نواب قمر الدولہ کے اونکے بیٹے نواب غازی الدین المخاطب بہ نجم الدولہ قمر الملک نواب سید غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کہ محض کم سن تھے اپنے باپ کی جگہہ مسند نشین ہوے اور چندے میر جیون کی راے اور رہنمائی پر عمل کیا۔ پہلے ہی میر مذکور نے اونکو نوشت و خواند کا شغل موقوف کرینکی ہدایت کی۔

نواب غازی الدین

نواب صاحب کے اُستاد میر غلام علی کو جو لڑکپن سے اُنکو تعلیم و تربیت

کرتے تھے اور نواب صاحب اُنکو بچشم ادب دیکھتے اور ڈرتے تھے حضور
مین آنے سے منع کروادیا کہتے ہین کہ میر جیون نے نواب صاحب سے کہا
کہ اب حضور مسند نشین ہوے حالت صاحبزادگی مین البتہ پڑھنے لکھنے کی ضرورت
تھی اب کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ ایک شخص کی اطاعت کرین آپ
خود مختار رہین چاہین پڑھین یا نہ پڑھین میر غلام علی کے تشدد اور تنبیہ
کرنے کا وقت نہین ہے نواب صاحب نے اِن باتون سے دلیر ترہوکر
نوشت وخواند ایک قلم موقوف کردی اور میر غلام علی کو آنے سے منع کردیا۔
میر جیون نے چند جوانان اوباش منش کو نواب صاحب کی مصاحبت
مین تعین کیا۔ کہ جنکی رہنمونی سے نواب صاحب میخواری و تماش بینی وغیرہ وغیرہ اشغال نفسانیت
مصروف ہوئے۔ خیر خواہان قدیم سرکار نواب صاحب جو اُنکے آبا و اجداد کے وقت سے
اس گھر کی خیر خواہی کرتے آتے تھے نواب صاحب کو سمجھایا کہ ابھی
آپ کا مشاہرہ سرکار کمپنی سے تعین نہین ہوا ہے اور مسند نشینی کا حکم
بھی نہین آیا ہے اسوقت اسقدر لاپروائی اور عیش طلبی آپ کے
حق مین زہر قاتل ہے مناسب ہے کہ پہلے اپنی مسند نشینی اور بحالی
مشاہرہ کی تدبیر کرین چنانچہ بصلاح و صوابدید اُنکے نواب صاحب نے
آقا عبد العلی کو کہ معتمدون سے سرکار کے تھے ساتھ لیکر اسوقت
یہان کے سشن جج کریکرافٹ صاحب کے پاس گئے صاحب موصوف

Santi Press, Dacca.

کو نواب شمس الدولہ اور قمر الدولہ سی بہت الفت اور اتحاد تھا اور وہ نہایت خیر خواہ
اس خاندان کے تھے۔ اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوئی۔ اور اخلاق مُربیانہ سی پیش
آئے۔ نواب صاحب نے بہدایت آقا عبد العلی اپنی حالات بیان کئے۔ اور مستدعی
توجہات کی ہوئی۔ کریکرافٹ صاحب نہایت رحم دل اور دوست پرست تھے۔
انکی حالت بیکسی اور یتیمی پر رحم فرماکر اور انکے آبا و اجداد کی محبّتین یاد کر کے
وعدہ کیا۔ کہ جہانتک کوشش اور تدبیر ہمسے ہوسکیگی دریغ نہین کرینگے۔ چنانچہ
صاحب موصوف نے مسٹر مٹلین صاحب کمشنر کو موافق کر کے۔ دونون بالاتفاق
نواب صاحب کے بحالی مشاہرہ سابق یعنے جسقدر کہ نواب نصرت جنگ کو ملتا تھا۔ اور
حکم مسند نشینی اور خلعت و خطاب کیواسطے گورنمنٹ مین لکھا۔ اور حسب استدعا
انکے گورنمنٹ نے حکم بحالی مشاہرہ سابق سوائے مبلغ پانسو روپیہ خرچ لنگر خانہ
کہ جسکو گورنمنٹ نے موقوف کر دیا تھا۔ اور خلعت و خطاب مرحمت فرمایا۔ کہتے ہین کہ اس
حکم کے آنے سے کریکرافٹ صاحب نہایت خوش ہوے اور جلسہ
مسند نشینی کے دن خود صاحبان ذیشان مثل کمشنر صاحب و ڈاکٹر
این صاحب وغیرہ کو لیکر آئے اور خوشیان منائین غرض نواب غازی الدولہ
کو کریکرافٹ صاحب کی سعی سے مشاہرہ ماہانہ ساڑھے چار ہزار روپیہ
سرکار کمپنی سے ملنے لگا۔ اور اُن کے بزرگون کی تعظیم و توقیر بھی اُن
کے واسطے بحال ہوئی نواب صاحب نے حسب ایما کریکرافٹ صاحب

کے بیر جیون کو حکم خانہ نشینی کا دیکر آقا عبد العلی کو امورات سرکاری کے
انجام و اہتمام کے واسطے مدار المہام اور میر محمد علی کو انکا معاون مقرر
کیا ہر چند کہ آقا عبد العلی اور میر محمد علی نے نواب صاحب کی نیک
اطواری اور امورات سرکار کے حسن انصرام مین بڑی بڑی کوششین
کین مگر کار آمد نہین ہوئین سچ ہے سے خوے بد در طبیعتیکہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست + نواب صاحب اُن اوباش بلشون
کے ساتھ جوان سے مصاحب تھے ہمیشہ صحبت میخواری اور تماش بینی
کی گرم رکھنے لگے اور طائفہ دارون اور ارباب نشاطون کو انعامات زاید از
حوصلہ دینے اور اخراجات بیجا کرنے لگے اس فضول خرچی مین زر
مشاہرہ کافی نہین ہوتا تھا قرض لیا جانے لگا آقا عبد العلی اور میر محمد علی
نے یہ رنگ دیکھکر اپنے اپنے عہدے سے مستعفی ہو کر کنارہ کشی کی پھر
تو اُن بدمعاشونکی خوب بازار گرم ہوئی اور ہر طرح کے اوباش
لوگ آکر نواب صاحب کے رفیق اور مشیر بنے اور سارا مال و اسباب
خانہ اور مشاہرہ کا روپیہ لوٹنے لگے متعلقین سرکار کو تنخواہ نہین ملتی
تھی اور لواحقین محل کو خورد و پوش کی تکلیفین ہونے لگین نواب
صاحب ہر وقت مخمور اور عیش گاہ مین مسرور رہتے اور مصاحبون کے
دست برد سے ملازمین اور متعلقین سرکار سب عاجز اور مجبور رہتے تھے عمایدِ شہر کے

جن سے نوابی مجلس کی رونق تھی یہ حال دیکھکر اُنہون نے آمد و شد ایک قلم
موقوف کردی صاحبان ذیشان یعنے کریکرافٹ صاحب اور کمشنر ٹیلین
صاحب کو جب یہ خبر پہنچین نہایت متاسف ہوے اور نواب صاحب
سے ملاقات کر کے پند و نصایح اور تنبیہ و تہدید کی نواب صاحب
بوجہ عیاشی مین اسقدر پابند ہو گئے تھے کہ اُن صاحبون کا کہنا مطلق سود مند
نہین ہوا تلون طبعی اور بدکرداریان اُنکی اور بڑھنے لگین۔ ارزالون کو
داروغگی اور میر سامانی سرکار کی دینے لگے پھر تو یہ حال ہوا کہ جو کوئی ایک
عورت کو کہ جسپر آپ کی نظر پڑتی تھی حضور مین لایا وہی پیشوا ہوا اور
مدار المہام سرکار کا بن گیا نواب صاحب کم سنی کے باعث قائم مزاج
نہین تھے جس عورت کو محل مین داخل کرتے تھے اوسکی حد سے
زیادہ قدر و منزلت بڑھا دیتے اور اُسکے لانے والے کو بہت
سا اختیار دیتے تھے پھر جب دوسری کوئی عورت مد نظر ہوتی تو پہلی
عورت کو مع اُسکے لانے والے کے ذلت و خواری سے نکلوا دیتے
اور نئی عورت اور اُسکے لانے والیکو عزت و توقیر اور اختیارات
عطا کرتے تھے اسی طرح کتنی عورتین آئین اور نکالی گئین اور اُنکے
لانے والے بھی اُس چند روزہ اختیارات سے معزول کئے گئے
اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کوئی کسی عورت کو لاتا تھا وہ اور وہ عورت

دونون پہلے ہی دلمین ٹھان لیتے تھے کہ جب تک بنے خوب زرکشی کرلین آخر کو تو نکالے ہی جائینگے۔ اسیلیے جہانتک ہوسکتا مال واسباب زرو زیور خوب لوٹتے تھے۔ غرض ان افعالون سے نواب صاحب کا اسباب خانہ اور زروجواہر جو کچھ تھا سب لٹ گیا اور ارزال مرفع حال ہوے اور ملازمین ومتعلقین سرکار ذلیل وتنگ حال ہوے۔

یہ حال پُرملال دیکھکر متعلقان او منتسبان قدیم نے مرشد آباد مین بدرالنسا بیگم زوجہ نواب شمس الدولہ کے پاس کہ دادی نواب غازی الدین کی تھین عرایض بھیجکر استدعا اُنکے آنے کی کی بیگم صاحبہ نے یہان کا حال سُنکر جذبۂ محبت سے اُس خاندان کے مجبور ہوکر ڈھاکے مین آئین اور ہر چند کہ پند ونصائح اور فکر و تدبیرین اصلاح اطوار نواب غازی الدین مین بہت کچھ کین مگر سود مند نہوئین آخر اپنے آنے سے خجل ہوکر مرشد آباد کو مراجعت کی اور اپنی سرکار کے داروغہ مولوی عبدالعلیم کو یہان کی میر سامانی مین چھوڑ گئین مولوی عبدالعلیم نے چندے سرانجام امورات سرکار اور بندوبست اخراجات مین بہت سعی اور جانفشانی کرکے کسی قدر انتظام اور تخفیف خرچ کی کی مگر اوباشون نے نواب صاحب کو ایسا اُبھارا کہ مولوی عبدالعلیم سے ناراض ہوکر انکو کام سے معزول کردیا اور پھر ارزال اوباش منشون کی گرم بازاری ہوئی اور وہ جو چاہتے کرتے

اور لیتے اور یکے بعد دیگرے بیسر سامانی کرنے لگے جب کارخانہ جات
سرکار کی از حد ابتری ہوئی اور متعلقین کا مشاہرہ یک قلم موقوف ہو گیا
تو سارے ملازم اور متعلقون نے پھر نواب بدر النسا بیگم کے یہان عرضداشت
بھیجی اونھون نے مرشدآباد سے اور نواب صاحب کی والدہ حیات النسا بیگم نے
دہاکے سے متواتر خطوط نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین بھیجے
اس سے اتنا ہوا کہ لاٹ صاحب نے سرکار کمپنی کی طرف سے انتظام
امورات سرکار نواب صاحب اور تقسیم مشاہرہ ملازمین اور متعلقین کیواسطے
میر افضل علی کو داروغہ مقرر کرکے بھیجا۔ میر افضل علی نے یہان آکر
انتظام امورات سرکار نواب صاحب کا اس طور پر کیا کہ مشاہرہ نواب
صاحب کا کلکٹری سے لیکر سارے ملازمین اور متعلقین کی تنخواہ اور اخراجات
سرکار دیگر کسی قدر نواب صاحب کی جیب خرچ کے لیے دیتا اور جسقدر
کہ باقی رہتا قرضدارون کو دیتا نواب صاحب چونکہ فضول خرچی کی خوگر
تھے اس بندوبست سے نہایت ناخوش رہتے۔

اتفاقاً میر افضل علی کو کسی کام کیلیے مرشدآباد جانا ہوا وہ آقا عبدالعلی کو اپنی جگہ چھوڑ گیا
اور تاکید کر دی کہ بدون ایماے کمشنر صاحب کے ایک فلوس
بھی نواب صاحب کو زیادہ نہ دے آقا عبدالعلی ہمیشہ کمشنر صاحب کے
یہان جاتے اور حسب ایما انکے سارے کامون کو انجام کرتے اس

عرصے مین سابق کمشنر شور صاحب کی تبدیلی ہوئی اور گارڈن صاحب
یہان کے کمشنر ہوکر آئے اُنھون نے نگاہداشت کاربار سرکار نواب
صاحب کو فضول سمجھکر گورنمنٹ مین رپورٹ کی کہ مجھے انجام امورات
سرکار سے اسقدر فرصت نہین کہ انتظام امورات سرکار نواب صاحب
کی طرف توجہ کرون بہتر ہے کہ اُنکا کاروبار انہین پر چھوڑا جائے چنانچہ
یہ رپورٹ گورنمنٹ مین منظور ہوئی اور آقا عبد العلی اپنے عہدے سے
برخاست ہوئے ملازمین و متعلقین سرکار نواب صاحب پھر ذلت مین پڑے اور ارزال
بدکردارون کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھانے لگے چندروز مین اوباشون
کی لوٹ مار سے نواب صاحب کو بھی خرچ کی تنگی ہوئی۔ تب میر محمد اسمعیل کو کہ پیشتر بھی ایکبار
میر سامانی مین مقرر ہوے تھے بلواکر داروغہ مقرر کیا یہ اخیر داروغہ
ہین کہ جنکے سبب سے نسل اس خاندان کا ایکبار بیخ و بنیاد سے منقطع اور نام و
نشان منہدم ہوگیا میر اسمعیل چونکہ کار آزمودہ اور نواب صاحب
کا مزاج دان تھا بسہولت سارا کام انجام دیا اور ملازمان و متعلقان
سرکار کو بھی کسی قدر مشاہرہ دینے لگا اس مین نواب صاحب
کی تلون طبعی کے باعث میر اسمعیل چندروز کے واسطے معزول
ہوئے اور منشی عنایت علی کہ میر منشی سرکار کے تھے داروغہ
مقرر ہوے مگر اُن سے عہدہ برای نہین ہوسکی آخر پھر میر اسمعیل

کو اُس عہدے پر بحال کیا اس مرتبہ میر مذکور نواب صاحب کی مرضی
کے مطابق عمل کرنے لگا اور اصراف بیجا حد سے زیادہ ہونے لگے۔
اس لیے انتظام امور سرکار مین نہایت ابتری ہونے لگی اور ملازمین
و متعلقین کا مشاہرہ ایک قلم موقوف ہوگیا ناچار اُن لوگون نے مرشدآباد
مین نواب صاحب کی دادی بدرالنسار بیگم کے پاس پھر عرضیان
بھیجین اور اُنکے لکھنے سے گورنمنٹ کی طرف سے چشم نمائی نواب
صاحب پر ہوئی مگر کچھ کارآمد نہین ہوا اور وہ اپنی حرکات بیجا سے
باز نہین آئے آخر ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ع ماہ اگست نواب صاحب
نے بعارضہ سانجر و صرع اٹھائیس برس کی عمر مین اس عالم فانی سے
سرائے جاودانی مین رحلت کی۔

نواب غازی الدین بعد انتقال نواب قمرالدولہ کے نو برس اور پانچ مہینے
مسند نشین رہے۔ اُنکے انتقال کے بعد تحقیقات ہوئی کہ انکی نسل سے کوئی اولاد ہے
یا نہین نواب صاحب کی والدہ حیات النسار بیگم نے اظہار کیا کہ
مسماۃ امیرالنسا ممتوعہ نواب صاحب چار مہینے کے حمل سے ہے
مگر صاحبان انگریز کو یہ بات یقین نہین ہوئی کیونکہ میر اسمعیل داروغہ
سرکار نواب صاحب کی زبانی معلوم کر چکے تھے کہ نواب صاحب کے کوئی منکوحہ
یا ممتوعہ کسی طرف سے کوئی اولاد نہین ہے اور نہ کوئی حمل سے ہے اسلیے

یہان کے صاحبان انگریز نے نواب صاحب کی کوئی اولاد اور وارث
کی حالت گورنمنٹ مین لکھی گورنمنٹ نے مشاہرہ نواب صاحب کا
صرف کئی ایک مستورات محل کے واسطے کچھ پنشن مقرر کی نواب صا
کی والدہ کی بھی پنشن مقرر ہوئی اُنھون نے نواب غازی الدین کی
کے حمل کا حال بدر النسار بیگم کو لکھا بیگم صاحبہ نے اس عورت کو ا-
مرشد آباد مین بلوالیا جب اوسکے لڑکا پیدا ہوا بہ حفاظت تمام پرورش
کئین اور بحالی مشاہرہ نواب غازی الدین کے بارے مین بھی ک
کی مگر وہ لڑکا سن بلوغ کے قریب پہونچکر انتقال کر گیا اور امیر
نوابی ڈھاکہ ایک قلم منقطع ہو گئی۔

بہرہ بست و چہارم در ذکر اولیاے کرام ڈھاکہ

شاہ علی بغدادی

حضرت شاہ علی بغدادی قدس سرہ کس زمانہ مین یہان آئے بخو
نہین ہوتا ہے مگر قدیم لوگون سے سُنا گیا ہے کہ سلطنت اسلامیہ
چالیس اولیا بنگالے مین آئے تھے اُنمین سے شاہ علی بغدادی قدس
ڈھاکہ مین اور شاہ جلال قدس سرہ نے سلہٹ مین اقامت اختیا
باقی اولیاؤن کا حال معلوم نہین کہ کون صاحب کدھر گئے اور کہان
قیام فرمایا شاہ علی بغدادی قدس سرہ کا مزار شہر سے تخمیناً آٹھ دس میل کے کچھ

جنوب میں میرپور اور بیگن باڑی کے واقع ہے اور بڑا عالیشان گبند دار سنہرہ ہے اور اسکے پائین مین وسیع زمین و تالاب اور مکانات ہین ہر سال برسات کے دنون مین ڈھاکہ و اطراف ڈھاکے سے سیکڑون کشتیان معتقدون کی آتی ہین اور ہزارون لوگ وہان زیارت کے لیے آتے ہین اور بڑا مجمع ہوتا ہے - مزار شریف کے کتابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۹۸۵ھ مین یہان تشریف لائے اور اس جگہ پہلے ایک مسجد تھی اس مین مقیم رہے اور بعد ازان وہین مدفون بھی ہوئے جس کا سارا بیان بابت وہم ذکر عمارات قدیم مین لکھا جائے گا -

شاہ جلال

حضرت شاہ جلال دکھنی قدس سرہٗ - حضرت ملک پیر اور حضرت نعمت اللہ بت شکن کے مزار شہر کے اندر پرانی پلٹن کی سرحد کے پورب اور اتر الگ الگ واقع ہین یہ حضرات کس زمانہ مین یہان تشریف لائے

شاہ نعمت اللہ

اور کب رحلت فرمائی کچھ انکا حال معلوم نہین ہوا حضرت شاہ جلال دکھنی کا مزار گنبد دار بنا ہوا ہے اور حضرت شاہ نعمت اللہ بت شکن اور حضرت شاہ ملک پیر کے مزار کھلے ہوئے ہین حضرت شاہ نعمت اللہ بت شکن کے

شاہ ملک پیر

مزار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور ایک سہ گنبدی مسجد بھی بنی ہوئی ہے جس مین لوگ ہنوز نماز پڑھتے ہین اور بھی بہت سی پکی قبرین اس احاطے مین ہین حضرت شاہ ملک پیر کے مزار کو دو بڑ کے درختون کی جڑون نے ایسا

گھیرا ہے۔ کہ قدرتی دیوارین بن گئی ہین۔

شاہ پیر جنگلی

حضرت شاہ پیر جنگلی صاحب قدس سرہٗ کا مزار شہر کے اوتر پورب سمت کچھ فاصلہ پر ایک جنگل مین واقع ہے۔ کہتے ہین کہ یہ حضرت مع گھوڑا وہان مدفون ہین۔ صورت قبر کی صرف ایک مٹی کی دیوار جیسے ایک شخص گھوڑے پر سوار نظر آتی ہے۔ یہان اکثر لوگ زیارت کو آتے ہین۔

شاہ لنگر

حضرت شاہ لنگر صاحب قدس سرہٗ کا مزار سنار گانو مین واقع ہے یہ مزار بھی قدیم پختہ بنا ہوا ہے۔ اور ستون سنگی لگے ہوئے ہین جسمین ایک ستون سے ہمیشہ پانی ٹپکتا ہے۔ یہ بھی بڑے صاحب کمال درویش مشہور تھے۔ اور انکی بہت سی تصرفات لوگونمین مشہور ہین۔

شاہ عبدالرحیم شہید

حضرت شاہ عبدالرحیم شہید رحمۃ اللہ کا مزار شہر کے اندر محلہ میدان میان صاحب مین واقع ہے اور یہ محلہ انھین کے نام سے مشہور ہے یہ حضرت جسوقت اس شہر مین تشریف لائے۔ یہ محض بالکل ویران میدان تھا آپ کے آنے سے آباد ہوا یہان کے لوگ آپ کو میانصاحب کہتے تھے اسلیے اس محلے کا نام میدان میان صاحب ہوا انکو کسی دیوانے نے شہید کیا تھا اسوقت عمر شریف آپکی چوراسی برس کی تھی نقشبندی طریقہ رکھتے تھے آپ کے انتقال کی تاریخ مین اختلاف ہے اس خانوادہ کی ایک بیاض مین لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے حضرت

...بق وارشاد پناہ قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین شہید فی سبیل اللہ حضرت
...لوی شاہ عبدالرحیم نقشبندی قدس سرہ ہفتم شعبان ۱۱۵۵ ہجری مابین عصر و
...غروب ہفت زخم شمشیر منتشر بر بدن شریف ایشان از دست دیوانہ رسیدہ بود
...بناہ دہ روز صاحب فراش بودند و نہم ماہ رمضان المبارک شب پنجشنبہ
...اول وقت عشا انتقال فرمودند و بتاریخ دہم رمضان مدفون گشتند۔

قطعہ تاریخ

...ز شاہ دین عبدالرحیم است — پُر از فیض خداوند کریم است
...ہے روشن دلِ صاحب سکینہ — اثر میداشت از سینہ بسینہ
...ز دانش کرامت منجلی بود — چرا پنہان کنم بیشک ولی بود

سنِ تدفین از روئے وفائے
دہم رمضان بود آمد ندائے
۱۱۵۵

انکے مزار شریف مین کوئی کتابہ لکھا ہوا نہین ہے انکے بعد اُنکے بھتیجے
...شاہ نجم الدین قدس سرہ سجادہ نشین اسی خانوادہ کے ہوئے اور اس
...شہر مین یہ پہلا صوفی خانوادہ ہے بعد شاہ نجم الدین کے اُنکے بیٹے
...شاہ بدیع الدین قدس اللہ سرہ سجادہ نشین ہوئے وہ بظاہر عالم و

فاضل اوربباطن عارف کامل تھے اُن سے خلایق کو فیوضات د[illegible]
و دنیوی دونون حاصل تھے۔ بعدہٗ انکے تیسرے بیٹے شاہ نصیر الدین سجا[illegible]
ہوئے اُنکے بعد انکے بھائی شاہ قمر الدین سجادہ نشین رہے۔ اور بعد ازان ا[illegible]
نواسے صوفی سید عبد اللہ بالاتفاق اہالیان شہر و نواب صاحب ڈھا[illegible]
کے سجادہ نشین ہوئے جو ہنوز قایم اور اس خانوادہ کے چشم و چراغ [illegible]

شاہ نوری

حضرت شاہ نوری قدس اللہ سرہٗ کا مزار شہر کے اوتر سمت
گمک بازار مین واقع ہے یہ حضرت شاہ باگو دیوان قدس سرہٗ
مرید تھے جو اپنے مرشد کے حکم سے ڈھاکے مین آکر گمک بازار می[illegible]
اُسوقت ایک ویرانہ بستی تھی سکونت پذیر ہوئے تھے انکے آ[illegible]
سے وہ جگہ آباد اور ایک بڑی بستی ہوگئی اور استانہ شریف
مکانات و مسجد وغیرہ تعمیر ہوئے آپ کی بڑی بڑی کراماتین مشہو[illegible]

تصرفات سے

بڑے صاحب کمال عارف باللہ تھے انکی وفات کی تاریخ کسی شاع[illegible]
لکھی ہے۔

رباعی

صد حیف کہ شہ نوری از ملک فنا بگذشت	بر تربت او یارب باران کرم با[illegible]
از رحلت او ہاتف از غیب چنین گفتہ	آرام گہ روحش گلزار ارم با[illegible]

۱۲۸۸ھ

شاہ محمدی

اُنکے بیٹے حضرت شاہ محمدی قدس سرہٗ نے علم عرفان [illegible]

بت کمال پیدا کیا تھا اُنکو دولت دینی و دنیاوی دونو حاصل تھین اُنکی
بڑی بڑی کراماتین لوگون مین مذکور ہین اُنھون نے امیری کے ساتھ
ی کی اہالیان شہر کیا امیر کیا غریب اُسوقت کے نواب صاحب تک
ب اُنکے معتقد تھے اور ارادت دلی رکھتے تھے آپ کو تقوی کی بڑی
بدی تھی کسی وقت بے وضو نہین رہتے تھے اور نہ کوئی انکی مجلس
ین بے وضو جا سکتا تھا آپ صایم الدہر بھی تھے بہت سے عالم فاضل حافظ
مشائخ آپ کے یہان ہمیشہ رہتے تھے ہر شخص کے واسطے مکان
جدا تھا ان کو سب کا کھانا خوانون مین سجا کر اُنکے مکانون مین بھیجا جاتا
ب کو سب آپکے دسترخوان کے شریک ہوتے تھے اقسام طرح کا امیرانہ
تیار ہوتا تھا اور سب تناول کرتے تھے۔ آپ صرف دال روٹی یا ساگ
یا دال خشکہ یا ساگ خشکہ بس یہی تناول فرماتے تھے دوسری
چیز نہین چھوتے داد دہش بھی امیرانہ تھی سیکڑون مساکین پرورش
تے تھے اور مسافرون کی بڑی قدر کرتے تھے۔

صوفی محمد دایم

حضرت صوفی محمد دایم قدس اللہ سرہ جنکا مزار شہر کے پچھم
محلہ آعظم پورہ مین واقع ہے اور انہین سے یہ صوفی خانوادہ
پورے کا قایم ہوا ہے بڑے صاحب کمال شخص تھے اُنکے بعد
حضرت شاہ لقیت اللہ قدس سرہ سجادہ نشین اس خانوادہ کے ہوئے

یہ بڑے عارف کامل اور صوفی صاحب دل تھے اُنھون نے بھی ایسر
کے ساتھ فقیری کی چاٹگام نواکھالی اور کمرلہ کے اکثر اشخاص آپکے مر
انکے بعد اونکے لڑکے شاہ صوفی ولی اللہ قدس سرہ اس خانوادہ کے سجادہ نش
ہوئے اُنھون نے حج کے واسطے مکہ معظمہ جاکر وہین انتقال فرمایا۔
پھچیرے بھائی حضرت شاہ صوفی وجیہہ اللہ قدس سرہٗ بڑے صا
کمال و فاضل عدیم المثال تھے وہ بھی زیارت حرمین شریفین کو
ںگیے اور وہین قالب تہی کیا اِسوقت دائرہ شریف اعظم پور
مین حضرت شاہ صوفی ولی اللہ قدس سرہٗ کے لڑکے حضرت
صوفی خلیل اللہ صاحب سجادہ نشین ہین۔

حضرت قاضی صاحب

حضرت شاہ مسعود عرف قاضی صاحب کا مزار شہر کے پور
تقریباً ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے یہ مزار بھی قدیم زمانے
ہوا اوپر سے کھُلا ہوا ہے احاطے مین پختہ مکان اور بھی بنے ہو
تھے جو اسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہین نواب احسن اللہ
نےبقدر مرمت کرادی ہے یہ بھی بڑے صاحب کمال شخص مشہور
اس مزار پر بھی اکثر شہر کے لوگ عورت و مرد برسات کے دنون
کشتیون پر جاتے ہین اور خوب مجمع ہوتا ہے کہتے ہین کہ یہ حضر
بغداد کے قاضی اور بڑے عالم شخص تھے۔

مستان شاہ

حضرت مستان شاہ قدس سرہ جنکی قبر فرید آباد مین پل آہنی کے
برب پار سٹرک کے پچھم طرف واقع ہے یہ بھی ایک باکمال مجذوب شخص
تھے اور بہت سے مریض آپ سے فیضیاب ہوتے تھے۔

گونگا شاہ

حضرت گونگا شاہ قدس سرہٗ انکا زمانہ تخمیناً پچاس سال سے
زائد ہوا اب بھی بہت سے لوگ ہین جنھون نے انکو دیکھا ہے
معلوم نہین یہ حضرت کہان سے تشریف لائے تھے اور کہان کے
باشندے تھے کسی سے بات نہین کرتے تھے اور نہ نام انکا کوئی جانتا
بات نہ کرنے کی وجہ سے لوگ انکو گونگا شاہ کہتے تھے فرید آباد
مین پوست گولہ کی پرانی ایک مسجد مین آپ رہتے تھے نہ کسی
سے بولتے تھے نہ کسی سے کچھ لیتے تھے بڑے صاحب کمال مجذوب شخص
تھے مرزا غلام پیر مرحوم کے بیان سے ہر روز کھانا آتا تھا اگرجی مین آیا تو
کسی روز دو ایک لقمہ تناول کرلئے نہین تو جو کھانا لیکر آتا تھا سب کھانا
اپنے گھر لیجاتا تھا سن شریف انکا قریب اسی برس کے ہوا تھا۔
اسی مسجد مین انتقال فرمایا اور مزار شریف اسی مسجد کے صحن مین
ہے۔ جو ہنوز گونگا شاہ کا مزار مشہور ہے۔

شاہ ابراہیم دانشمند

سنارگانون مین حضرت شاہ ابراہیم دانشمند قدس سرہٗ ایک
بزرگ صاحب کمال شخص گذرے ہین۔ جنکا مزار ہنوز مگرہ پاڑے مین

جسکو اسوقت صاحب باڑی کہتے ہین۔ موجود ہے حضرت شاہ ابر
دانشمند کے اس مقام مین آنے اور رہنے کا حال یون بیان کرتے
ہین کہ مگرہ باڑے مین ایک دیو رہتا تھا جسکا نام مگرا تھا اور یہ بستی
نام سے مشہور تھی وہ اپنے تابعین بہت سے دیوون کے ساتھ ا
مقام مین رہتا تھا کسی نبی نوع انسان کو یہان آنے کی مجال نہین تھ
اسلام کے ابتداے زمانے مین اکثر بادشاہون نے اسپر حملے
مگر کامیاب نہین ہوسکے اخر سلطان فتح شاہ کے عہد مین شاہ ابر
دانشمند بغداد سے یہان آئے اور اپنی کرامات سے کے زور سے ا
دیو کو مار کر اُس جگہ کو دیوون کے قبضے سے چھوڑایا۔ فتح شاہ
اُس سرزمین کو اپنا دار السلطنت بنایا اور اپنی لڑکی کو حضرت شا
ابراہیم دانشمند کے نکاح مین دیا ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا ج
نام شیخ محمد رکھا اور اُسکا لڑکا خوندکار محمد یوسف جو مشہور خوندکار
سنارگانون کے تھے جنکا مزار ہنوز وہان مشہور ہے اور انکی او
ابتک وہان موجود ہے۔

بہرہ بست و پنجم [۲۵] ذکر عمایدہ و رؤسا قدیم ڈھاکہ

آقا صادق

عہد صوبہ داری مین اس شہر کی عمایدسے آقا صادق ایک بڑے

متمول اور نامور شخص تھے - جنکے نام سے محلہ بازار آقا صادق مشہور ہے۔
مکان اُنکا اسی محلہ مین تھا اسوقت اُسکا کوئی نشان باقی نہین ہے صرف
بڑے بڑے تین اندارے جو اُس مکان کے احاطے کے اندر تھے موجود
ہین اُن اندارون کے فاصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے احاطے کا مکان تھا
یہ محلہ بازار آقا صادق تمام اس احاطے کے اندر تھا ایک مقبرہ بھی اسی محلے
میں ابتک آقا صادق کے نام کا ہے جو شہر کا بڑا مشہور گورستان ہے۔
ہزارون مُردے اسمین مدفون ہین - یہ تحقیق معلوم نہین کہ یہ شخص کس
سنہ اور کسکے عہد صوبہ داری مین یہان آکر مسکن گزین ہوئے تھے۔ قدیم
لوگون سے سُنا گیا ہے کہ عہد صوبہ داری مین سلطان شجاع کے آقا صادق
اس شہر مین آکر مقیم ہوے تھے یہ شخص ایرانی تھے اور تجارت کے ذریعہ
سے کائنات اپنی پیدا کی تھی - اُنکا بھائی آقا مسیح بھی اس شہر مین نامور امیر
تھا جسکے نام سے محلہ ڈیوڑہی آقا مسیح کی مشہور ہے۔

محمد مقیم جسنے ۱۱۰۷ سنہ ہجری مین ایک کٹرہ اس شہر کے چوک کے
جنوب سمت بنوایا تھا جو بنام مقیم کا کٹرہ مشہور تھا اسوقت وہ منہدم ہوکر وہان مولوی
بازار لگتا ہے یہ شخص عہد صوبہ داری مین نواب احتشام الدولہ شہامت
جنگ داماد علی وردی خان مہابت جنگ کے نواڑیکا دار وغہ تھا مکان اُسکا
محلہ پرانی پلٹن کے دکھن جانب واقع تھا اسوقت اُسکے مکان کا کوئی نشان

محمد مقیم

باقی نہین ہے صرف دو تالاب جو اُسکے مکان کے باہر اور اندر کے قطعہ
مین تھے موجود ہین بڑا تالاب جو پچھم دکھن طرف میدان پلٹن کے بنام بازارگاہ
تالاب مشہور ہے اُسکے مکان کے باہر حصے کا تالاب تھا۔ اور دوسرا تالاب جو میدان
پورب دکھن جانب واقع ہے زنانہ محل کا تالاب تھا۔ جو اسوقت احاطہ مکان نواب صاحب ڈھاکہ کے اندر آگیا
مشہور ہے کہ محمد مقیم بڑے متمول شخص تھے۔ انکے صرف ایک ا
اور ایک لڑکی تھی لڑکے کے واسطے روزانہ ہزار روپیہ خرچ کے
ایک سو بیس[۱۲۰] برس عمر کی حساب سے نقد جمع کردیا گیا تھا۔ قضا
خدا سے اُس لڑکے کے کان مین ایک مرض ایسا پیدا ہوا کہ جب تک
اسکے کان کے سامنے زربفت کپڑے تاش مشجر اور کمخواب کے
قینچی سے کترے جاتے تھے وہ آرام سے رہتا تھا نہین تو بیچین ر
تھا چنانچہ شب و روز ہزارون روپے کے بیش قیمت کپڑون کے تھان
کان کے سامنے پرزے اُڑائے جاتے تھے آخر تا بکے چند سال مین
سب دولت صرف ہوگئی اب درخت کے پتے کترنے کی نوبت پہنچی
جب سارا مکان او اثاث البیت بھی جاتا رہا اور گدائی کی نوبت
تو وہ بیماری بھی جاتی رہی۔
محمد مقیم کی لڑکی جسکے واسطے وہ روزانہ پانسو[۵۰۰] روپیہ خرچ
حساب سے ایک سو بیس[۱۲۰] برس کا نقد روپیہ رکھ گیا تھا دیوانی نکلی ا

شوق ہوا کہ زنانہ مکان مین جو تالاب تھا ہر روز اسکے کنارے جاکر بیٹھتی اور
ایک ایک زیور بدن سے اُتار کر پانی مین ڈالتی تھی زیور کو مچھلی کیطرح ہلتے
ہوے پانی کے نیچے جاتے دیکھکر نہایت خوش ہوتی تھی اور تمام بدن کی زیورات
اسی طرح تالاب مین ڈالتی تھی۔ دوسرے روز پھر نیا زیور پہنکر آتی اور اُسیطرح
پانی مین ڈالتی یہان تک کہ جو کچھ اُسکا نقد و جنس مال و اسباب تھا سب
اسی تماشے مین صرف ہوگیا آخر جب کچھ نہ رہا ہوش مین آئی اور چند روز
مین بہ تکلیف راہی ملک عدم ہوئی۔

شیخ عنایت اللہ

شیخ عنایت اللہ زمیندار پرگنہ جلال پور جسکی زمینداری اسوقت
ڈہاکہ فرید پور اور بریسال تین ضلعون مین تقسیم ہوگئی ہے یہ شخص بھی
عہد صوبہ داری مین بڑا دولتمند اور صاحب حشمت زمیندار تھا جسکی
زمینداری کا صدر خزانہ سالانہ نو لاکھ ننانوے ہزار نو سو نو روپیہ سرکار
مین ادا ہوتا تھا اُسکا بیٹا شیخ مطیع اللہ نواب جسارت خان کے ہمعصر
تھا۔ قدیم لوگون سے سُنا گیا ہے کہ شیخ عنایت اللہ بڑا شوقین
اور عیاش شخص تھا ایک نہایت عمدہ رنگ محل بنوایا تھا جسمین بہت
سی حسین عورتون کو لباس فاخرہ اور عمدہ زیورات سے آراستہ
کرکے رکھتا تھا۔

اُن عورتون مین سے ایک عورت کے حسن و جمال کا شہرہ سُنکر

اسوقت کا صوبہ دار جو ملقب بہ فوجدار تھا عاشق ہوا۔ شیخ صاحب سے
اور اُس سے دوستی تھی ایک روز شب کو اسنے شیخ صاحب کی دعوت کی
اپنے مکان مین ناچ رنگ کی محفل کر کے دیر تک انکو تماشہ دیکھایا اور
بڑی خاطرداری سے پیش آیا جب رات زائد ہوئی شیخ صاحب رخصت
ہو کر اپنے گھر چلے راہ مین فوجدار کے مسلح سپاہیون نے جو اُس کام کیلئے
متعین تھے اُنکو گھیر لیا شیخ صاحب پالکی پر سوار تھے سپاہیون نے حملہ
کر کے انکو زخمی کیا وہ زخمون سے چور اور خون سے تر مکان پر پہونچتے ہی
بیچارے مر گئے۔ شیخ صاحب کے انتقال کے دوسرے روز فوجدار
نے اس عورت کے واسطے سواری بھیجی اور پیغام بھیجا کہ تمھارا چاہنے والا
تو اب نہین رہا اب وہان رہکر کیا راحت ہوگی یہان تمھاری ہر
سب طرح کی قدر اور خاطرداری کی جائیگی بہتر ہے کہ چلی آؤ۔
اس عورت کو فوجدار کی اس حرکت سے نہایت رنج ہوا۔
انگشتری کے ہیرے کو کوٹ کر شربت مین ڈالا اور پی کر سوار ہوئی
فوجدار کے محل تک پہنچنے کی بھی نوبت نہوئی کہ رستے ہی مین تمام ہوگئی
جب سواری پہنچی فوجدار نے خود سواری کھولکر دیکھا تو وہ مردہ تھی
یہ دیکھکر وہ اپنی حرکت پر بہت نادم ہوا۔
شیخ عنایت اللہ کا مکان محلہ اسلام پور کمھار ٹولی مین لب دریا

قع تھا اور کُل محلہ کمھار ٹولی اسکے مکان کے احاطے کے اندر تھا
نسیس کی کوٹھی جسکو خواجہ علیم اللہ مغفور نے خرید کی تھی یہی مکان شیخ
بت اللہ کا رنگ محل تھا جسکو اسکے بیٹے شیخ مطیع اللہ نے فرانسیس کے
ہ فروخت کیا تھا اسوقت اسکے مکان کا کوئی نشان باقی نہین ہے
کے مکان کی زمین پر نواب سر عبد الغنی بہادر کا بنایا ہوا احسن منزل
ی عالیشان مکان واقع ہے۔ فرانسیس کی کوٹھی کی بھی شکل بہت
ل گئی ہے اب وہ کوٹھی توڑ کر وہان نواب صاحب کا زنانہ محل تعمیر
ہے۔ نواب صاحب کے اصطبل کے صحن مین شیخ عنایت اللہ کا
ندار ایک مقبرہ تھا جو چند سال ہوے کہ منہدم ہوگیا۔

میر علی نقی خان

میر علی نقی خان اس شہر مین ایک نامی زمیندار اور بڑا فیاض
شخص تھا جسکے نام سے محلہ ڈیوڑھی علی نقی خان مشہور ہے معلوم نہین
شخص کس خاندان سے تھا تاریخ بنگالہ سے اتنا دریافت ہوتا ہے
راہ حسین قلیخان نائب ڈھاکہ کے وقت مین یہان تھا اور حسین
قلیخان کے بھتیجے حسین الدین خان کے قتل کے زمانے مین وہ یہانکا
شہر مین تھا۔ جسنے بعد قتل حسین الدین خان کے اسکے قاتل محمد صادق
و گرفتار کرنے کے لیے اپنے ہمراہ چند اشخاص شہر کے اور افواج لیکر
قلعہ پر تاخت کی تھی۔

مرزا افضل علی

آقا مرزا افضل علی یہ بھی اس شہر مین ایک ناموراور متمول شخص تھے
نام سے بازار آقا فضل علی مشہور ہے معلوم نہین یہ شخص کس زمانے مین
کس عہد حکومت مین تھے۔

آقا نواب

آقا نواب یہ بھی ایک نامی زمیندار تھے جنکے نام سے محلہ ڈ
آقا نواب مشہور ہے اس ڈیوڑھی کا کسی قدر آثار ہنوز باقی ہے
ہوتا ہے کہ وہ محلہ بالکل اُنکا مکان تھا۔

ابوسعید

ابوسعید یہ شخص بھی اس شہر کے نامی زمیندارون مین بڑے
ذی عزت اور صاحب حوصلہ تھے جسکے نام سے محلہ آل ابوسعید مشہور
اور بابو بازار کی مسجد اُنکی تعمیر کی ہوئی ہے اور اس مسجد کے صحن مین
گنبد دار مقبرہ بھی بنا ہوا ہے۔

مرزا امنا

مرزا امنا یہ شخص نواب ابراہیم خان فتح جنگ کے زمانے
بہت بڑے متمول اور مشہور شخص تھے اُنکی شہ زوری کی نقل پہلوا
ڈھاکہ کے بیان مین لکھی گئی ہے محلہ مرزا امنا کی ڈیوڑھی اُنھین
نام سے مشہور ہے اس محلے مین اُنکا بڑا عالیشان مکان تھا جسکا
نشان اسوقت باقی نہین ہے۔

بہرۂ بست و ششم ذکر رؤسائے ہمعصر
نواب نصرت جنگ بہادر از تاریخ نصرت جنگی

میر اشرف علی

نواب نصرت جنگ بہادر کے معاصر امرا اور زمیندارون مین میر اشرف علی
امور اور باحشمت زمیندار تھے جنکی زمینداری ضلع پٹنہ کے متعلق پرگنہ
عادمین بیس ہزار روپیہ ماہوار آمدنی کی تھی مکان اُنکا رمنہ کے قریب
بول بڑیہ مین تھا جسمین بڑی بڑی عالیشان عمارتین تھین اِسوقت
ن کا نشان باقی نہین ہے صرف ایک مقبرہ ہے جسمین چند یکی قبرین
نکے دو لڑکے سید علی مہدی خان بہادر اور سید مہدیعلیخان یا علی حسن
بہادر تھے ان دونون کو سرکار کمپنی سے خطاب خان بہادری کا ملا
اشرف علی نے رنگون کی پہلی لڑائی مین سرکاری فوج کی رسد
کے بارے مین بڑی تائید کی تھی اور لاکھون روپے دیئے تھے اسلیئے
پنی سے انکے لڑکون کو خطاب خان بہادر کا عطا ہوا تھا میر اشرفعلی
انت کے بڑے ذی عزت اور صاحب حوصلہ شخص تھے سیکڑون
ن سرکار مین پرورش پاتے تھے اور داد و دہش بھی اعلےٰ درجہ کی
ن زمیداری انکے لڑکون کی حین حیات مین سرکاری مالگذاری
ہونے کے سبب سے نیلام ہوگئی۔ سید علی حسن خان دریامین غرق ہوکر مر گئے
ی مہدی خان کے نام مین کچھ بج کا تعلقہ تھا اُسکی آمدنی سے اُنھون
خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کی انکے دو بیٹے سید امیر الدین حیدر
سید اسد الدین حیدر تھے۔ سید اسد الدین حیدر کے دو بیٹے

نواب سید محمد

ایک سید محمود جو فارسی کے بڑے ادیب اور نامی شاعر تھے اور دوسرے
سید محمد۔ جو مدت دراز تک ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر رہے۔ او
خوبی سے اپنے کار منصبی کو انجام دیا۔ جسکے عوض مین گورنمنٹ سے ۲۶۔ جون
کو خان بہادر کا خطاب ملا۔ اور ۲۸۔ جنوری ۱۹۰۶ء کو انسپکٹر جنرل رجسٹریشن
مقرر ہوے۔ یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو نوابی کا معزز خطاب عطا ہوا۔ آپ
بڑے لائق و فائق بلکہ فخر ڈھاکہ ہین۔

میر نواب

میر نواب زمیندار پرگنہ عبداللہ پور او رانیہ جنکی ماہواری آمدنی تین
روپے کی تھی۔ ہر چند کہ آمدنی کم تھی مگر بڑے صاحب حوصلہ شخص تھے۔ انکا امام
اس شہر مین لاثانی تھا۔ محرم مین بڑی طعام داری کیساتھ مجلسین ہوتی تھین
مکان بھی عالیشان اور آراستہ تھا۔ اسوقت اُسکا کوئی نشان اور نہ کوئی
باقی ہے زمینداری اُنکی منشی گنج کے علاقے مین تھی جو اسوقت رام سر وار کے ورثا کے قبضے مین

مرزا محمد کاظم

مرزا محمد کاظم خان بھی زمیندار پرگنہ بردہ کھادی کے تھے۔ آمدنی انکی ماہوار تین
تین ہزار روپے کی تھی۔ جس سال نواب نصرت جنگ بہادر کا انتقال ہوا
وہ بھی مانک گنج کے قریب کشتی سے دریا مین گر کر راہی ملک عدم ہوے۔ ہر چند کہ تجسس
اور دریا مین جال ڈلوا کر کئی روز تک تلاش کیا۔ مگر نعش نہین ملی۔ انکے لڑ
محمد خان نامی زمیندار و رئیس اس شہر کے تھے مکان انکا محلہ ڈیوڑھی بخ
مین ہنوز قائم ہے۔ انکے لڑکے مرزا محمد جعفر خان کچھ مجنون الطبع تھے۔ انکی او

ں گروہ امارت باقی نہین ہے۔

میر عطاءالرحیم

میر عطاءالرحیم زمیندار پرگنہ بلیاٹی آمدنی انکی ماہواری دوہزار روپے
ی بڑی زمیندار پرہیزگار اور متقی شخص تھے بگم بازار کی حضرت شاہ محمدی قدس اللہ سرہ
رید وں مین تھے۔ اولاد مین انکی کوئی نہین رہا اور مکان بے نشان ہوگیا۔ انکی زمیندار
نہ بلیاٹی کے ساہوکار ونکے قبضہ مین ہے۔ اور بہت سے شریک ہین۔ آمدنی زمینداری کی
لبتہ اسقدر بڑھی ہے کہ ہر شریک کو دو تین ہزار روپے کی ماہواری آمد ہے۔

مرزا حسن علی

مرزا حسن علی زمیندار پرگنہ مجلس پور وغیرہ کے تھے آمدنی انکی
واری دوہزار روپیہ کی تھی بڑے وضعدار متشرع اور کفایت شعار
ے انکا مکان نہایت عالیشان پُرانے نخاس مین تھا انکے بیٹے مرزا لطیف
سین نے محلہ تالاب میر عیدہ مین مکان بنواکر سکونت اختیار کی تھی
نا مکان اپنے چچا مرزا زین الدین حسین کے واسطے چھوڑ دیا تھا
نکی اولاد کے ورثا ہنوز موجود ہین مگر وہ ثروت اب نہین ہے۔

مرزا حیدر علی

مرزا حیدر علی زمیندار پرگنہ پھلوا علاقہ ضلع باقرگنج کے نامی زمیندارون
ین اس شہر کے تھے انکا مکان محلہ بیگم بازار مین بڑی شان وشوکت
ا تھا انکا امام باڑہ بھی مشہور ہے اور محرم کی مجلسون کا بڑا نام تھا انکی
وئی اولاد نہین تھی اُنکے چھوٹے بھائی مرزا مہدی نے مالک ہوکر بحال
پنا وقت ناموری کے ساتھ گذارا اونکے بیٹے مرزا فتح علی کے بعد مکانات

وزمینداری بالکل جاتی رہی۔

راجہ پرسورام

راجہ پرسورام اصل زاد بوم اُنکی ضلع تپرہ ہے۔ اور راجہ تپرہ کی قرابت
تھے انکا مکان ہنوز موجود ہے اور محلہ راجہ کی ڈیوڑھی انھین کی ڈیوڑھی
نام سے مشہور ہے نواب نصرت جنگ بہادر کے دربار مین اُنکی بڑی
ومنزلت تھی اولاد اُنکی ابتک ہے مگر وہ ثروت اور جاہ وحشمت نہین

بھیکن لال ٹھاکر

بھیکن لال ٹھاکر قوم کا گوڑ برہمن بعہدہ دیوانی تجارت کمپنی انگ
کی اس شہر مین آکر بڑی ہوشیاری اور خیر خواہی کے ساتھ اپنے عہد
کے کامون کو انجام کر کے سرکار کمپنی مین بہت نیکنام ہوئے۔
مشاہرہ اُنکا ماہواری ایک ہزار روپیہ تھا۔ بڑے فقیر دوست ا
سادھو منش شخص تھے ہمیشہ فقرا سادھوؤن اور مہنتون کی خدم
کیا کرتے تھے اُنکا مکان محلہ بھیکن ٹھاکر کی بازار مین جو اُنکے نام سے
مشہور ہے ہنوز موجود ہے انکی زمینداری نراین گنج اور چرچخت
وغیرہ ہے۔ یہ ایک ٹھاکر بنام لکھی نراین جو کسی مہنت نے دیا
اپنے مکان مین رکھکر اُسکی پرستش کرتے تھے اور اپنی کل جائ
ومکان وزمینداری وغیرہ اُسی ٹھاکر کے نام مین ہبہ کر کے خود شیوک
منیجر کی طور پر زمینداری وغیرہ کا کام کرتے تھے۔ نراین گنج اُسی ٹھاک
کے نام سے نامزد ہے بعد اسکے اُنکی اولاد نے بھی اُسی طور پر شیوک ا

ہر سب کام انجام دیا کیسکو ملک کے انتقال کا اختیار نہین تھا چنانچہ منہوز
طرح پر سب کاروبار زمینداری کے جاری ہین۔

مشہور ہے کہ جسوقت برہما کی پہلی لڑائی مین انگریزون کو ہزیمت
تھی یہ خبر آئی کہ برہما اور ارکانی فوج ڈھاکے کیطرف آرہی ہے اس خبر
سنتے ہی صاحبان انگریز شہر چھوڑکر کلکتہ کی طرف چلے گئے اور لاکھون
کا مال تجارت اور کئی لاکھ روپے نقد جو سرکار کمپنی کی تجارتی کوٹھی
موجود تھے یہین چھوڑ گئے بھیکن لال ٹھاکر نے بہت سے کوئین
کر وہ سب مال اور نقد روپئے دفن کروا دئے۔ برہما اور
فوج اس طرف نہین آئی وہ خبر صرف ایک افواہ تھی شہری
بدمعاشون نے اکثر جگہ لوٹ تاراج مچائی تھی مگر سرکاری کوئی
نہین ہوا تھا جب شہر مین امن ہو گئی اور صاحبان انگریز شہر
آئے اور سرکاری کوٹھی کو خالی پایا بہت ہراسان ہوے
بھیکن لال ٹھاکر نے سبکی تشفی کی اور سب گڑا ہوا مال اور
نکلوا کر حوالہ کیا صاحبان انگریز نہایت خوش ہوے اور اُس کی
کا حال صدر مین لکھا اور مُنہ مانگا انعام دینے کا حکم منگوا لیا۔
بھیکن لال ٹھاکر سے کہا کہ تمھاری خیر خواہی اور نیک نیتی سے سرکار
نہایت خوش ہوئی اور تمکو تمھاری خواہش کے مطابق انعام دینے

کا حکم دیا ہے۔

بھیکن لال ٹھاکر نے سُنکر یہ کہا کہ اگر سرکار کی یہی مرضی
عنایت کی نظر ہے تو مین دو چیز چاہتا ہون ایک یہ کہ مین ضعیف
کے لائق ہو گیا ہون مجھے جو پنشن ملنے والی ہے وہ میرے ٹھاکر لکھ
کے نام مین جب تک وہ رہین ملا کرے میری حیات پر منحصر نہو
یہ کہ جو کچھ ملک اور زمینداری میری ہے وہ سب ٹھاکر جی
مین نے لکھدیا ہے اُسکی مالگذاری معاف کر کے لاخراج
جاے۔ صاحبان انگریز یہ بات سُنکر بہت ہنسے اور کہنے لگے
انعام مانگتے ہو ایسی کوئی چیز چاہو کہ جس سے تم اور تمھاری اولا
ہو جائین۔ اِسنے کہا کہ میری اور کوئی خواہش نہین ہے۔ اگر
کو انعام دینا منظور ہے تو بس جو مین چاہتا ہون وہ مجھے ملے
انگریز نے افسوس کے ساتھ اُسکی درخواست صدر مین بھیجی او
کا حکم آگیا۔ حقیقت مین وہ بڑا دانشمند اور دور اندیش شخص تھا
گر گیا ہے منوز وہ قائم ہے ہزار روپیہ سکہ مشاہرہ کا نصف پانسو
روپیہ کمپنی ماہواری ابتک سرکار سے لکھی نراین ٹھاکر جی کو ملتا
سرکاری مالگذاری بھی معاف ہے جو کچھ روپیہ تحصیل ہوتا ہے سب
ہے۔ زمینداری کی آمدنی بھی ماہواری ہزار روپیہ سے زاید ہے

بعد اخراجات ٹھاکر شیوہ سب کے مالک ہین اسکا بیٹا گوپال پرشاد
بڑا شوقین صاحب حوصلہ شخص تھا اگلے نواب صاحبان ڈھاکہ کے
دربار مین اسکی بڑی عزت تھی اسکا لڑکا کشن پرشاد عرف راجہ بابو نے
عیاشی اور قمار بازی مین بہت روپیہ اُڑا دیا اور ٹھاکر کی زمینداری
اور جائداد مقرری لکھکر بہت روپیہ لیا اس لیے آمدنی سابق سے
گھٹ گئی ہے اُسکی کوئی اولاد نہین رہی ایک متبنے لڑکا جو اسکی جورو نے
لیا اسوقت مالک اور خوش حال ہے۔

دیوان رام وولال

دیوان رام وولال یہ شخص بھیکن لال ٹھاکر کے قبل کمپنی کی
تجارتی کوٹھی کا دیوان اور اپنے وقت مین بڑا نامی متمول شخص تھا
اسکے مکان کا کوئی نشان نہین ہے صرف ایک باغ اور تالاب محلہ
نارندیا مین انگریزی گورستان کے اتر جانب ہنوز موجود اور اسکے
نام سے مشہور ہے اسوقت وہ باغ نہین ہے صرف زمین اور تالاب
ہے اسکی بہت سی زمین انگریزی گورستان کے اندر لے لی گئی ہے
جس سے گورستان کی وسعت دونی ہوگئی ہے۔

شیخ غلام نبی

شیخ غلام نبی زمیندار پرگنہ لورہ علاقہ ضلع تپرہ انکی زمینداری
کی سالانہ آمدنی قریب لاکھ روپے کے تھی انکا مکان اس شہر کے
بنگلہ بازار مین ہنوز موجود ہے جسکے ساتھ ایک بڑا تر پولیہ

بنام شیخ غلام نبی کا ترپولیہ قائم اور مشہور ہے وہ دیوان رام دو
ہمعصر تھے اور انکی زمینداری اسی دیوان کی توجہ سے خرید
نواب جسارت خان کے وقت مین یہ ایک نامی زمیندار تھے
چار لڑکے شیخ غلام علی شیخ غلام مصطفے شیخ غلام محمد اور شیخ غلام
تھے بعد انتقال شیخ غلام نبی کے چارون بھائی جُدا جُدا
شیخ غلام محمد نے محلہ سنگت ٹولہ مین ترکیس کی کوٹھی خرید کر
اسکے شامل اور مکانات اور باغ بنوا کر سکونت اختیار کی شیخ
نے بھی اسی محلہ سنگت ٹولے مین ایک عالیشان مکان تیار کر
بود و باش اختیار کی شیخ غلام مصطفے نے محلہ اکرام پور مین میا
کے میدان کے قریب ایک مکان تعمیر کرا کے اقامت گزین
شیخ غلام علی جو سب بھائیون مین بڑے تھے اپنے والد کے قد
مین رہے شیخ غلام علی لا ولد تھے انکی بی بی نے اپنی بہن کا
شیخ تصدق علی عرف پھکو میان کو پرورش کر کے کل املاک کا ما
کر دیا اور اسی محلہ بنگلہ بازار مین شیخ غلام نبی کے مکان کے قریب
نیا مکان اور مسجد بنوا دی جسمین وہ اپنی حیات تک رہے اُنکے دو
احمد علی اور لطف علی تھے احمد علی کچھ عیاش نکلا اور جوانی مین لاولد
کیا۔ لطف علی اپنے بھائی کی بی بی کو نکاح مین لا کر کل املاک کا

سکو زمینداری کے کار و بار مین چندان دخل نہین تھا اور طبیعت
رحت طلبی تھی سب کام کارپردازون پر چھوڑ دیا چند روز مین
روپے کا مقروض ہوکر زمینداری اور مکان وغیرہ برباد کرکے
م کی اختیار کی۔

شیخ غلام

شیخ غلام محمد عرف منگل میان اپنے وقت مین اچھے زمیندار تھے
نے نراین گنج کے محاذی لکھیاندی کے پورب پار قدم رسول
اہ کا نقارخانہ اور گھاٹ بنوایا اور ہر سال ربیع الاول کے مہینے
ہان بڑی طعام داری غربا و مساکین اور اہل شہر و دیہات کی کیا
تے۔ وہ بھی لاولد تھے اُنکے انتقال کے بعد انکی بی بی نے ایک
مسجد اُنکے مکان کے دکھن طرف بنوائی اور کسی سیدزادے
سے فرزند کے پرورش کرکے اور غلام احمد نام رکھکر کل املاک
کر دیا بعد انتقال غلام احمد کے اسکا لڑکا غلام امجد مالک ہوا
ولاد محلہ سنگت ٹولے مین شیخ غلام محمد عرف منگل میان کے
کان مین ہنوز رہتے ہین۔ مگر زمینداری وغیرہ سب جاتی رہی ہے،

شیخ غلام

شیخ غلام المصطفےٰ کی صرف ایک لڑکی تھی جسکو حاجی جان
زمیندار نے جنکا مکان محلہ امام گنج مین تھا شادی کی تھی اُنکے
اولاد نہین تھی اُنکی بی بی نے ایک لڑکی پالی تھی اُسکو اپنی زمینداری

وغیرہ ہبہ کردی تھی جو ہنوز اُنکے وارثون کے ارث مین ہے۔

شیخ غلام رسول

شیخ غلام رسول کی بھی ایک ہی لڑکی تھی جسکی عظیم آباد
نامی حکیم میر حیدر بخش سے شادی ہوئی تھی حکیم حیدر بخش بہ
قابل اور حکیم حاذق تھے نواب شمس الدولہ کی سرکار کے حکیم۔
اور بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے اُنکے بھی اولاد کوئی نہین تھی
صاحب کے انتقال کے بعد انکی بی بی سے ضلع تپرہ کے باشند
مولوی عبدالعلیم وکیل عدالت دیوانی شہر ڈھاکہ نے نکاح کر کے
املاک کے مالک ہوے تھے اُنکے انتقال کے بعد انکے ورثا یہ
کا مکان فروخت کر کے ضلع تپرہ اپنے مورث کے وطن مین چلے
زمینداری کا کسیقدر حصہ ہنوز اُنکے قبضے مین ہے۔

شیخ محمد جان

شیخ محمد جان عرف میان جان میان یہ شخص بھی اس شہ
ایک نامی زمیندار تھے اُنھون نے تجارت کے ذریعہ سے اچھی
حاصل کر کے پرگنہ ٹورہ وغیرہ کا حصہ خرید کیا تھا۔ مکان انکا محلہ
مین تھا اپنے وقت کے نامی زمیندارون مین تھے کشیدہ کا کار
بھی جاری تھا مکان نہایت عمدہ بنوایا تھا انکے لڑکے شیخ محمد عا
بڑے لائق اور عربی فارسی کی اچھی حیثیت رکھتے تھے مگر با
کے حضرت شاہ محمدی قدس سرہ کے مُریدون مین تھے انکی

...کو مولف کے والدماجد منشی سبحان علی ابن منشی وارث علی جن کے
...زرگوار عظیم آباد کے مولانا ابوالمعالی کی اولاد تھے شادی کی تھی جو والدہ
...جدہ مولف کی تھین مولف کے جدامجد منشی وارث علی بذریعہ تجارت
...شہر مین آکر نواب نصرت جنگ بہادر کے استاد حافظ زین الدین
...کی سے شادی کی تھی جنکی بطن سے مولف کے والدماجد تولد ہوے
...حافظ زین الدین بڑے عالم اور حافظہ قرآن تھے نواب جسارت
...کدربار مین اُنکی بڑی توقیر تھی انکے نواسے نواب حشمت جنگ
...نواب نصرت جنگ کی اتالیقی مین مامور تھے انکا مکان محلہ
...باغ مین شایستہ خانی قلعہ کے قریب تھا۔ اُنکے کوئی لڑکا
...تھا۔ مؤلف کے جدامجد اسی مکان مین تھے۔ مؤلف کے
...ماجد نے شیخ محمد عارف کی لڑکی سے شادی کی تھی۔
...سبب ہونے کوئی لڑکے کے شیخ صاحب نے بآرزو داماد کو اپنے یہان رکھا
...مین بود و باش اختیار کی اور انکے کل کائنات کے مالک ہوے۔
...انتقال شیخ محمد عارف کے انکی دوسری لڑکی کی شادی اس شہر کے
...بداری عدالت کے محرر منشی سید نور علی سے ہوئی اور ملک وغیرہ
...تقسیم ہوگئی۔

ہندوستانی لالہ

اس شہر مین سابق ناظمونکی عملداری مین بہت سی ہندو لالہ ہندوستان

کے اکثر شہرون سے یہان آکر بسے تھے اور اکثر صراف مہاجن اور تجا
پیشہ تھے کاروبار کے ذریعہ سے بہت کچھ کمایا اُن مین بعض ۔
زمینداری خرید کی تھی اور ناظمون کے دربار مین رسائی پیدا کر
ناموری حاصل کی اور رؤسار شہر کے شامل ہو گئے تھے ۔ انکی اولا
مین بابو برج رون ۔ لالہ کرت چند جو مسلمان ہوے تھے نامی ز
تھے اور نواب نصرت جنگ بہادر کے دربار مین انکی بڑی عزت
تھی بابو برج رون کے کوئی اولاد نہین تھی بابو متر جیت س
انکے متبنّیٰ تھے زمینداری اُنکی ضلع باقر گنج کے متعلق اچھی آمد
کی تھی اسوقت اِن کے نواسے کی اولاد ہین کسیقدر زمیندار
بھی ہے انکا مکان بخشی بازار محلہ مین ہنوز موجود ہے ۔

بہرۂ بست و ہفتم ذکر رؤسار ڈھاکہ جو بعد نواب نصرت جنگ بہادر کے اس شہر مین تھے اور جنکی اولاد ہنوز موجود ہے

مرزا غلام پیر

مرزا غلام پیر اس شہر کے خاندانی زمیندارون مین بڑے نامور ذ
شعور اکوالعزم اور قدیم زمیندار ابوسعید کے نواسے تھے ان کے دا
مرزا جان بہت راحت طلب اور خلوت پسند تھے ۔ زمینداری کا ر
مین زیادہ تر توجہ نہین کرتے تھے اسلئے زمینداری کی آمدنی بہت

Santi Press, Dacca.

ہوئی تھی بعد انتقال مرزا جان کے اُنکے لڑکے مرزا غلام پیر نے اپنی زیرکی اور الوالعزمی سے زمینداری کی آمدنی کی ترقی دی اور بڑے بڑے مکان بنوائے۔ کار خیر مین بہت روپے صرف کئے غربا پروری اور مسافر نوازی مین بڑی ناموری پیدا کی بڑے امیرانہ طور سے اپنا وقت گذارا اور ۱۲۸۳ سنہ ھ مین اس دار فانی سے رحلت کی بریسال کے مولوی محمد فاضل نے وفات کی تاریخ لکھی ہے۔

تاریخ

ڈھاکہ بے فروغ چو مرزا غلام پیر	رفت از جہان بگلشن فردوس دلپذیر
سال شنید واز سر افسوس واہ گفت	سال وفات اسم شریفش غلام پیر

۱۲۸۳ سنہ ہجری

اُنکا لڑکا محمد مرزا عیاش طبیعت اور آرام طلب ہوا۔ شراب خواری عیش و عشرت مین سب زمینداری اور مکانات اور کل کائنات چند سال مین برباد کردی اور بحال زار کلکتے مین چندے رہکر جان بحق تسلیم ہوئے اپنے بزرگوار کا نام و نشان کو مٹا گئے انکا لڑکا احمد مرزا اسوقت زندہ ہے مگر حالت اچھی نہین ہے۔

داروغہ امیر الدین

داروغہ امیر الدین علاقہ ضلع تپرہ کے موضع رتن پور کے باشندے تھے۔ سرکاری نوکری کے ذریعہ سے بہت کچھ سرمایہ فراہم کیا تھا اور ضلع تپرہ

مین ٹری زمینداری پیدا کرلی تھی اور اس شہر کے محلۂ بابو بازار مین ایک
ایک بہت خوبصورت مکان اور مسجد تعمیر کرکے بڑی ناموری سے
رہتے تھے۔ اُنکے دو لڑکے تھے۔ ایک منشی دلاور علی دوسرے منشی
اور دو لڑکیان تھین ایک موضع سرایل کے دیوان نور علی اور دوسری
مولوی وزیر علی سے شادی ہوئی تھی بعد انتقال داروغہ امیر الدین
اُنکی اولاد سب خوشحال تھی منشی دلاور علی لاولد گذرے منشی یوسف
کے بیٹے منشی غلام مولیٰ تھے۔ جنکے وقت مین بالکل زمینداری
برباد ہوگئی دیوان نور علی اور مولوی وزیر علی کی اولادین ہنوز سلامت
اور اُنکی کسیقدر زمینداری باقی ہے جسکی آمدنی سے خوشحال ہین۔

میر محب علی — میر محب علی اس شہر مین ایک نامی اور خوشحال زمیندار تھے اُ
کوئی لڑکا نہ تھا۔ لڑکیان تھین جو زمینداری کی مالک ہوئین۔ انکا مکا
سانچی پان دریبہ مین تھا اب اُنکی اولاد مین کوئی نہین ہے۔ زمیند
و مکان وغیرہ بھی نہین رہا۔ اُنکے داماد منشی فیض علی نے اپنا وقت ا
طرح اچھا گذارا انکی اولاد کو جو کچھ ارث ملا تھا برباد کرکے تباہ حال

منشی عنایت علی — منشی عنایت علی بھی اس شہر مین نامی زمیندار اور بڑے لا
اور مہذب شخص تھے عربی اور فارسی کی اچھی لیاقت رکھتے تھے انکے
منشی عبد السبحان ڈھاکہ مین کورٹ اپیل کے سررشتہ دار تھے مکان انکا

ان دریہ مین ہنوز موجود ہے اُنکی کوئی اولاد نہین ہے اسوقت
ی مالک ہین منشی عنایت علی کی رحلت سنہ ١٢٩٣ ہجری مین ہوئی تھی
ی کے مولوی محمد فاضل نے انکی وفات کی تاریخ لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

نشی عنایت علی	شناسائے سر خفی و جلی
روے بڑھا کہ نماندہ کسے	کہ رائش کند مشکلی منجلی
اضل از آتش غم بسوخت	کہ مُرد آن چنان متقی و ولی
از پے سال ترحیل او	بمُرد آہ منشی عنایت علی

سنہ ١٢٩٣ ہجری

مولوی عبدالعلی

مولوی عبد العلی یہ شخص اس ضلع کی بہت بڑے نامی زمینداروں
تھے انکے والد مولوی برکت اللہ خان بھی بڑے نامی گرامی شخص
انکی زمینداری اس ضلع کے متعلق تھانہ نواب گنج۔ مانک گنج۔
ہری رام پور مین اور ضلع پبنہ کے متعلق محکمہ سراج گنج مین تھی۔
زمینداری کی تخمیناً پانچ چھ ہزار روپے ماہواری کی تھی مولوی
العلی ذرا تنگ دل اور سخت گیر تھے۔ زمینداری مین انکا بڑا رعب
جس سے آمدنی کی بہت ترقی ہوئی تھی اصل مکان اُنکا تھانہ ہری رام پور

کے علاقہ موضع نیا باڑی مین تھا ڈھاکے مین چوک کے قریب
گلی مین بھی ایک مکان تھا جسمین وہ اکثر رہا کرتے تھے۔ ڈھا
مولوی بازار جہان کسی زمانے مین مقیم کا کٹرہ تھا انھین کا بـ
اور اُنھین کے نام سے مشہور ہے۔ انکا پہلا لڑکا مولوی واحد
اُنکی عین حیات ہی مین راہی ملک عدم ہوا تھا۔ بعد انتقال مول
کے اُنکی دوسری بی بی امیر النسار خاتون اور اس لڑکے کی
تنازع ہوکر بہت سے مقدمات عدالت اور فوجداری مین
کی وجہ سے زمینداری اور ملکیت کو سخت نقصان پہونچا۔ آخر
رہا اُنکی بی بی امیر النسار خاتون اور انکا دوسرا لڑکا عبد الحی
مالک ہوئے جو ہنوز متصرف ہین۔

راجہ کالی نراین

راجہ کالی نراین رائے پرگنہ بھوال وغیرہ کے زمیندا
یہ زمینداری اُنکو اپنے والد گولک نراین رائے سے ارث ملی
یہ لوگ قوم کے برہمن اور قدیم زمیندار تھے مکان اُنکا پرگنہ بھو
جیدیب پور مین واقع ہے راجہ کالی نراین رائے بہت زیرک
صاحب حوصلہ شخص تھے اُنھون نے اپنی زمینداری کو بہت
اچھی آمدنی پیدا کی تھی اور کار خیر مین بہت کچھ صرف کرتے
بہادر کو زر کثیر نذر دیکر راجہ کا معزز خطاب حاصل کیا تھا۔ اپنے

ان صاحبان انگریز کی مہمانداری کے لئے آراستہ کر رکھا تھا جسمین
باب مہمانداری کا موجود رہتا تھا صاحبان انگریز اکثر شکار کھیلنے
ے بھوال کے جنگلون مین جاتے اور اُنکے مہمان ہوتے تھے اُنھون
آہنی پُل ٹونگی ندی پر سابق پُل کے قریب بنوایا ہے جس سے
وآمد شد مین بہت بڑی آسانی ہوتی ہے راجہ کالی نراین نے
ت بہت ناموری کے ساتھ گذارا اُنکے لڑکے راجہ راجندر نراین
کو بھی سرکار سے راجہ کا خطاب ملا تھا اگرچہ وہ ذی شعور اور
ج تھے مگر نہایت راحت طلب اور عیش پسند بھی تھے اور
ی کا سارا کاروبار منیجر کے حوالے کر دیا تھا۔ اُنھون نے عین
ین انتقال کیا اور اسوقت اُنکے دو لڑکے نابالغ کل کائنات
ہین۔

جیون کشن رائے

جیون کشن رائے ہندو زمینداروں مین اس شہر کے بڑا
ر صاحب حوصلہ شخص تھا۔ زمینداری کی آمدنی بھی اچھی تھی امیرانہ
ر رہتا تھا اُسنے نواب نصرت جنگ بہادر اور نواب شمس الدولہ
بار مین اپنی رسائی اور عزت پیدا کی تھی اور سرکار کمپنی مین
لی قدر تھی حاکمان انگریز اُسکی توقیر کرتے تھے مکان اُسکا محلہ
ن ٹولی کے متعلق دال بازار مین ہنوز موجود ہے دیبی پوجے

مین بڑا جلسہ ہوتا تھا۔ عمائد شہر سب رونق افروز ہوتے تھے اُسک
اولاد نہین تھی اُسکے بھائی کی اولاد اِسوقت زمینداری اور مکا
کے مالک ہین اور سب خوش حال ہین۔

متھرا موہن

اس شہر کے ساہوکارون مین متھرا موہن فوطہ دار ایک
دھنی شخص تھا ڈھاکہ کلکتہ مرشد آباد اور پٹنے مین اسکا مہاجنی ک
جاری تھا اور بہت سی زمینداری بھی خرید کی تھی مکان اسکا مح
کے متعلق سنہری محل مین واقع ہے۔ لاکھون روپے کا سرما
اور زمینداری سے حاصل کیا تھا کار خیر مین ہزارون روپیہ
کیا کاشی و بندرابن مین مکانات بنوائے اور بہت کچھ خیرات
صرف کیا اس شہر مین بھی غربا اور مساکین کے واسطے خیرات
تھا اُسکے دو بیٹے تھے گوکل فوطہ دار اور سروپ چندر داس
فوطہ دار کا بیٹا۔ مدھوسودن داس عرف مدھو بابو نے بہت بڑی نامو
حاکمان وقت کے یہان قدر و منزلت حاصل کی تھی اُسکے لڑک
سوہنی موہن داس نے عیاشی مین بہت سا روپیہ برباد کیا تھا اسکی
بھائیون کی کوئی اولاد نہین رہی صرف سب سے چھوٹے بھا
نابالغ لڑکا ہے بابو سروپ چندر داس کے تین لڑکے بابو سوناتن داس بابو
اور بابو رگھوناتھ داس ہنوز سلامت ہین یہ لوگ بہت صاحب ش

ثمند ہین زمینداری اور کاروبار مین اچھی ترقی کی ہے اور حکام کے
ن بھی بڑی قدر ہے۔

آقا غلام علی عرف آغا جان

آقا غلام علی عرف آغاجان زمینداران ڈھاکہ مین بڑے
ور اور ذی عزت شخص تھے اُنکی زمینداری اطراف ڈھاکے
ین اچھی آمدنی کی تھی اپنے وقت کے بڑے صاحب حوصلہ اور مہذب
خص تھے اُنکے والد حاجی شمس الدین ایرانی تھے نواب شمس الدولہ
ادر کے مدار المہام مرزا محمد علی خان عرف ننکو میان کی لڑکی سے آقا
لام علی نے شادی کی تھی چونکہ مرزا محمد علی خان کا کوئی لڑکا نہین تھا
سلیئے انکی بی بی حور النساء خانم نے اُنکی لڑکی کو آقا غلام علی کر شادی
کے کل زمینداری اور مکان وغیرہ کا اُنکو مالک کر دیا تھا اس شہر کے
ملہ امام گنج مین نواب شمس الدولہ کا مکان جو مرزا محمد علی خان کو نواب
صاحب دے گئے تھے اُسی مکان مین آقا غلام علی امیرانہ طور سے رہتے
تھے بہت سے ایرانی مغل ہمیشہ اُن کی صحبت اور رفاقت مین رہا کرتے
تھے سب کی طعامداری اور سب طرح خاطرداری کرتے تھے انکا کوئی
لڑکا نہین تھا انکی دوسری بی بی اور لڑکیان کل زمینداری وغیرہ
کی مالک ہوئین جنکے ورثا اسوقت مالک ہین۔

میر نجف علی

میر نجف علی سابق نوابی خاندان کے شخص تھے زمینداری

انکی اگرچہ زیادہ آمدنی کی نہین تھی مگر خوشحال تھے مکان اُنکا بھی م
امام گنج مین تھا علم و لیاقت کے سوا حرفہ اور صنعت مین بھی بہ
دست قدرت رکھتے تھے اور اسکا بڑا شوق تھا درودگری زرگری
اور مہر کنی وغیرہ کا بہت سا کام جانتے تھے اور عمدہ عمدہ چیزین بناتے
اپنے مکان کو اپنی دست کاری کی چیزون سے سجایا تھا انکا لڑ
میر شجاعت علی نہایت مجہول الطبیعت اور بد شوق تھا۔ اُسکو کبو
بازی۔ مُرغ بازی۔ مینڈھے اور بیل کی لڑائی وغیرہ کا نہایت شو
تھا۔ اسمین اپنی کل کائنات برباد کردیا اور اپنے بزرگوار کا نا
ونشان مٹا کر راہی مُلک عدم ہوگیا۔

میر محمد تقی

میر محمد تقی نے ایران سے یہان آکر بذریعہ تجارت اچھی ل
حاصل کرکے زمینداری خرید کی تھی اور ناموری کے ساتھ امیرا
طور سے رہتے تھے مکان انکا محلۂ نلگوے مین ہنوز موجود ہے
محرم کی مجلسین بڑے رونق سے ہوتی تھین اُنکے دو لڑکے تھے
سید جان اور سید محمد باقر سید جان نے بعد انتقال میر محمد تقی کے
اپنے والد کی کائنات پر قابض مستقیم ہوکر کلُ امورات بدستور
اپنے والد کے انصرام کرکے عین جوانی مین انتقال کیا۔ سید محمد باقر
بذریعہ تجارت شام اور ایران وغیرہ کی سیر کرکے پھر ڈھاکے مین آ

اپنے والد کی جائداد پر قائم ہوئے - انکو فارسی کی اچھی لیاقت ہے اور
اچھے شاعر ہین -

مسلمان حکام وغیرہ عہدہ داران ڈھاکہ

میر عباس علی خان بہادر

مسلمان حاکمون مین اس شہر کے مولوی میر عباس علی خان بہادر صدر الصدور
یہان کے سابق صدر امین اعلیٰ اور بڑے نامور اور اعلیٰ درجہ کے حاکم تھے
اصل وطن ضلع فریدپور مین تھا خاندانی سید اور بڑے شان و شکوت کے
تھے اور نہایت عدل و انصاف کے ساتھ مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے
ہائی کورٹ کے نزدیک انکی لیاقت اور معاملہ فہمی کی بڑی قدر تھی اور
گورنمنٹ مین بہت نیکنام تھے انکا مکان ارمنی ٹولہ مین تھا اور امیرانہ
رہتے تھے انکی انتقال کی بعد انکے ورثا اس مکان کو فروخت کرکے
فریدپور کے قدیم مکان مین چلے گئے اور وہان کی معاش سے خوشحال
یہان کا مکان اسوقت جج کورٹ کے وکیل بابو انند رائے کے
مین ہے جسکو از سر نو انھون نے تعمیر کرا کے نہایت خوشنما بنا لیا ہے -

مولوی محمد ناظم

مولوی محمد ناظم خان بہادر بھی اس شہر کے صدر امین اعلےٰ
بڑے عالم اور قابل شخص تھے انکی بھی جزرسی معاملہ فہمی - اور عدل و
انصاف کا بڑا شہرہ ہے بڑے عالی دماغ - زیرک - اور نیکنام - حاکم تھے
مکان محلہ بچھارام کی ڈیوڑھی مین ہنوز قائم ہے جسمین انکے ورثا رہتے ہین

اُنھون نے کچھ زمینداری بھی خرید کی تھی اور چند قطعہ مکان اسی محلہ
اپنے مکان کے قریب بنوائے تھے جسکی آمدنی سے اُنکے ورثہ
خوشحال ہین۔

مولوی جلال الدین

مولوی جلال الدین احمد اس شہر کے شہر قاضی اور بڑے
وفاضل بے بدل اور حکیم حاذق تھے اصل وطن اُنکا ضلع سلہٹ
تھا اس شہر مین بعد تحصیل علوم کے سرکار بہادر کیطرف سے شہر قا
کا عہدہ پاکر یہین مقیم ہوئے سابق مین شہر قاضی کا عُہدہ بڑا جلیل
منصب تھا اور مشاہرہ بھی کثیر ملتا تھا اہالیان شہر اور نواب صاحب
بھی اُنکی قدر کرتے تھے اور بڑے فیاض اور غربا پرور بھی تھے بہ
مریضونکو ہرروز مفت دوا دیتے اور سب طرح سے خبرگیری کر
تھے اور عیدین کی نماز بھی چوک کی مسجد مین پڑھاتے تھے جسمین سب
کے نواب صاحب ڈھاکہ بڑے دھوم دھام کی سواری کے ساتھ
شہر کو لیکر شریک ہوتے تھے وہ اپنے وطن کے بھی شریف اور معزز
اونکی معاش بھی اچھی تھی اس ضلع مین زمینداری وغیرہ خرید کی
اُنکا مکان اس شہر کے محلہ ساپخی پاندریہ مین ہنوز قایم ہے ا
کوئی اولاد نہین تھی اُنکے بھائی مولوی شمس الدین احمد کے لڑکے مولو
ضیاء الدین مولوی رضی الدین اور مولوی مصباح الدین اِسو

زمینداری اور کائنات کے مالک ہین اور سب خوشحال و باوقار ہین

مولوی سعادت علی خان

مولوی سعادت علی خان ضلع تپرہ کے مولوی عدالت اور بڑے فاضل اور عالم باعمل تھے انکا مکان محلہ ڈیوڑھی بچھارام مین ہنوز موجود ہے انکے لڑکے مولوی محفوظ علی اور مولوی منصور علی اس مکان مین رہتے ہین یہ دونون بھی قابل شخص ہین مولوی محفوظ علی کو عربی و فارسی کی بھی لیاقت ہے نواب صاحب ڈھاکے کی سرکار مین معزز عہدے پر ہین اور مولوی منصور علی ٹلیگراف ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ سگنیلر کے عہدے پر تھے اسوقت پنشن پاتے ہین دونون خوشحال اور باعزت صاحب وقار ہین۔

ڈپوٹی عین الدین حیدر

ڈپوٹی عین الدین حیدر جو ڈپوٹی کلکٹر اور اس شہر کے رئیسون مین بڑے نامی گرامی شخص تھے انکی زمینداری اس ضلع اور میمن سنگھ کے متعلق اچھی آمدنی کی تھی انکا مکان محلہ مہاوت ٹولی غلام پیر مرحوم کے سابق مکان کے محاذی ہنوز موجود ہے انکا نواسا مولوی ابوالخیرات محمد اسوقت مالک ہے اگرچہ کسیقدر زمینداری قرضداری مین فروخت ہوگئی ہے مگر جس قدر باقی ہے اُس کی آمدنی سے خوشحال ہین۔

مولوی رکن الدین

مولوی رکن الدین مولوی عدالت بڑے فاضل اور صاحب علم

تھے مکان انکا اس ضلع کے متعلق قصبہ الاچی پور مین تھا وہ بھی
شہر مین مولوی عدالت تھے بہت سے ضلعون مین رہکر اخیر کو اس
مین آئے تھے انکی اولاد کا حال معلوم نہین انکے بھائی مولوی آغا
بھی مولوی عدالت تھے الاچی پور مین اور بھی بہت بڑے بڑے نا
گرامی عالم و فاضل اور حکام تھے جنکی اولادین ہنوز وہان ہین
وہ قصبہ کل شریفون کی بستی ہے۔

منشی معتصم باللہ

منشی معتصم باللہ بھی الاچی پور کے باشندے شریف او
لایق اور انشا پردازی مین نہایت فایق شخص تھے عربی فارسی
قابلیت رکھتے تھے اس شہر مین سیکڑون طلبہ کو درس دیتے
حکیم بھی تھے اخیر مین کمشنر آفس کے محافظ مقرر ہوئے تھے او
اسی عہدے مین تاحیات رہے سنہ ۱۲۷۳ ہجری مین انکا انتقال
بریسال کے مولوی محمد فاضل نے تاریخ لکھی ہے۔

تاریخ

مر گیا آہ معتصم باللہ سال ترحیل یون کہا فاضل	عاقل و قابل و خدا آگاہ آیا جنت مین معتصم باللہ

سنہ ۱۲۷۳ ہجری

منشی عبدالعظیم

منشی عبدالعظیم عرف گرانی میان یہ بھی الاچی پور کے باشندے
رزگون مین تھے اس شہر کے فوجداری عدالت کی محرری مین ناموَر
تھے اہالیان شہر اور رؤسا کے یہان انکی بڑی قدر تھی بڑے لائق
ر وضعدار شخص تھے عمدہ لباس پہنتے اور نہایت تکلف سے رہتے تھے
نکے دو لڑکے تھے مولوی عبدالکریم و منشی عبدالنعیم مولوی عبدالکریم
ے فاضل اور مولوی عدالت تھے جب عہدہ مولوی عدالت کا ابالش
ڈپٹی مجسٹریٹ ہوئے اور اسی عہدے سے پنشن لیکر حج کو گئے
زیارت حرمین شریفین سے واپس آکر اذکار الٰہی مین اوقات گذاری
اولاد تھے منشی عبدالنعیم اپنے والد کے عہدہ محرری مین مامور
اس شہر مین بڑی ناموری کے ساتھ رہے عمایدِ شہر اور نواب
ب ڈھاکہ کے یہان انکی بڑی عزت تھی اور فارسی کے اچھے منشی
شاعر بھی تھے انکے انتقال کے بعد انکا بڑا لڑکا منشی عبدالسلام اپنے
ے کے عہدے پر مقرر ہوا اور چھوٹا بھائی انکا ام اے کا امتحان پاس
ے ڈپٹی مجسٹریٹ ہوا اور دونون خوشحال ہین۔

رام سردار

اس شہر کے تانتی قوم مین جو بسیاکھ مشہور ہین اکثر متمول اور
بدار تجارت پیشہ تھے اُن مین رام سردار ایک نامی شخص گذرا ہے
ے تجارت کے ذریعہ سے بہت سی دولت کما کر زمینداری اور بہت

کچھ معاش پیدا کی تھی اس شہر مین صاحبان انگریز کے رہنے کی کو
اکثر اُسکی تھین سواے زمینداری اور تجارت کے شہر مین بہت
زمین اور مکانات اوسکے تھے ہزارون روپے کی ماہواری آمد تھی
نہایت بخیل مشہور تھا اُسکے رہنے کا مکان محلہ کلتہ بازار مین ہنوز
ہے جسمین اُسکے ورثار رہتے ہین اُسکر مرنے کے بعد اُسکے لڑکون نے کچھ
یعنی شوقینی کی تھی اسوقت اُسکا ایک لڑکا اور دوسرے لڑکون
اولادین سب خوشحال ہین۔

کشن چرن سردار

کشن چرن سردار یہ بھی قوم بسیاکھ مین متمول شخص تھا اسکی بھی
اور زمینداری کی اچھی آمدنی تھی اسکا مکان محلہ تانتی بازار مین
قائم ہے جسمین اسکے ورثار ہتے ہین کشن جنم یعنی جنم اشٹمی کی سوار
تانتی بازار سے نکلتی ہے اوسمین کل خرچ اُسی شخص کا ہوتا تھا
ہزارون روپے اِس سواری مین خرچ کے واسطے جمع کر دیے
جسکے سود سے ہر سال سواری کا خرچ انجام ہوتا ہے نواب پور
سے جو سواری نکلتی ہے اُسکا خرچ وہان کے سب بسیاکھ چند
دیتے ہین یہ دونون سواریان بھادون کے مہینے مین نکلتی ہین
نام ہر شہر و دیار مین مشہور رہے۔

ارمنی

ڈھاکے مین ارمنی قوم کس زمانے مین آکر بسی ہے ا

حال معلوم نہین ہے ڈاکٹر جیمس وایز جو یہان کے سیول سرجن
نوٹس آن دی ریسز کاسٹس اینڈ ٹریڈیس آف اسٹرن
مین لکھتے ہین کہ جب مسٹر جوب کارنک ایسٹ انڈیا کمپنی کے
نے سنہ ۱۶۹۸ء مین ارمنی تاجرون کو ڈھاکے مین کاروبار
واسطے بلوایا تھا اُسی زمانے سے ارمنی تاجر ڈھاکے مین آبسے
معلوم ہوتا ہے کہ اسکے قبل یہ لوگ تینز گانون مین جو ڈھاکے
سمت ہے کاروبار پھیلائے ہوئے تھے چنانچہ تینز گانون کے
کے صحن مین ایک ارمنی سوداگر کی قبر ہے جسمین سنہ ۱۶۱۳ عیسوی
ماہ اگست تاریخ لکھی ہے۔
ارمنی تاجرون نے ڈھاکے مین تجارت کرکے بڑی بڑی
داری خرید کی تھی اور بڑے بڑے مکانات بنوائے تھے
کی مردم شماری مین بھی ڈھاکے مین ایکسو تیرہ ۱۱۳ ارمنی
سنہ ۱۸۹۷ء مین مسٹر آئی۔ جی۔ اِن۔ پوگوز۔ نے جو اُسوقت قوم ارمنی
رئیس تھے شمار کیا تھا کہ ڈھاکے مین ایک سو سات ۱۰۷ ارمنی
مین ۳۹ مرد ۲۳ عورت اور ۴۵ لڑکے تھے اُنمین ایک پادری
زمیندار تین ۳ سوداگر ایک بارسٹر پانچ دوکان کے گماشتے۔
چار سرکاری ملازم تھے نوابی عملداری مین بھی یہ لوگ بہت سے

شوقین ارطون

سرکاری عہدون پر تھے۔

ارمنی زمیندارون مین خواجہ اراطون جو "شوقین"
مشہور تھا۔جسکی زمینداری ضلع میمن سنگھ کے متعلق پرگنہ حسن
مین تھی بڑا شوقین اور صاحب حوصلہ شخص تھا اور اچھی
داد و دہش اور غربا پروری مین مشہور تھا اور ہر طرح کا شو
ناچ رنگ۔سیر تماشا۔مرغ بازی۔کبوتر بازی۔تلنگی اُڑ
لگانے وغیرہ کا نہایت شوق تھا کوئی لڑکا نہین تھا دو لڑکیان
جنمین اسکی زمینداری تقسیم ہوگئی جو ہنوز انکے ورثا کے قبضہ
اور سب خوشحال ہین۔ان لوگون نے اس وقت کلکتہ اور
شہرون مین رہنا اختیار کیا ہے مکان خواجہ اراطون کا اس
محلہ فراش گنج کے متعلق وال بازار مین لب دریا تھا جسمین
سارکس صاحب تھے اسوقت وہ مکان روپ لال اور ر
دخل مین ہے جسمین اور بھی نئے مکان بنے ہین۔

اس شہر مین قوم ارمنی کے اور بھی بہت سے زمیند
تھے خواجہ مانوک جسکا مکان اسوقت نواب صاحب ڈھاکہ
دیوان کا مکان ہے اِن پی پوگوز صاحب بہت روز اس
مین رہے تھے۔خواجہ اسٹیفین جسکا مکان ارمنی ٹولے مین

زاین کی ہمشیرہ کا مکان ہے خواجہ پیروس اور خواجہ بگڑلیسر جسکے
محلہ بگڈلیسر مشہور ہے انکے مکانات ارمنی ٹولے مین تھے جو اسوقت
دون کے دخل مین ہین اخیر زمینداروں مین سارکس صاحب
بوگوز بنکی پوگوز۔ اور اسٹفین تھے اسوقت انمین کوئی نہین
نکے ورثا اس شہر مین ہین۔

اطباے ڈھاکہ

صوبہداری کے زمانے مین یہان کون کون نامی حکیم تھے
معلوم نہین نواب نصرت جنگ بہادر کے وقت مین حکیم مرزائی
بڑے قابل طبیب حاذق نواب صاحب کی سرکار کے حکیم تھے
اہالے شہر سب اُن سے رجوع تھے اُنکی طبابت کا بڑا نام تھا
صاحب کے اونکے شاگرد حکیم قربان علی اپنے وقت کے
لایق وفایق اور حکیم حاذق تھے فن طبابت مین اچھی دستگاہ
تھے اور صاحب علم بھی تھے۔ اہالیان شہر سب رجوع لائے تھے
صاحب کی سرکار سے بھی تنخواہ مقرر تھی انکا لڑکا حکیم واحد علی بھی
اور لایق طبیب ہوا تھا۔ مگر جوانی مین انتقال کر گیا۔
حکیم قربان علی کے شاگرد حکیم نبی بخش بھی اچھے طبیب تھے

حکیم مرزائی

حکیم قربان علی

واحد علی

حکیم نبی بخش

انکا بھی مطب جاری تھا اور بہت لوگ رجوع ہوتے تھے۔ حکیم
سابق وضع کے نہایت مہذب شخص تھے۔ انکے لڑکے حکیم الٰہی بخش
طبیب ہین چونکہ اسوقت اہالیان شہر اکثر ڈاکٹرون کے معتقد ہین اسلیے
طبابت کو زیادہ فروغ نہین ہے۔

حکیم نعمت اللہ

حکیم نعمت اللہ محلہ نیم تلی مین رہتے تھے یہ بھی حکیم قربان
ہمعصر اور اچھے طبیب تھے اور بہت لوگ اُن سے بھی رجوع تھے۔
علم زیادہ نہ تھا مگر نسخہ جات انکے بہت مجرب تھے اور کشتہ تیار کرنے مین
دستگاہ تھی عمدہ کُشتے بناتے تھے اُنکو بہت سے نسخے اتیت جوگی
سے ملے تھے اُنکی نہ اولاد کوئی ہے نہ کوئی نامی شاگرد رہا۔

ڈاکٹر کلیمنتی قوم کا پرتگیس تھا اور نواب نصرت جنگ بہادر
زمانے مین اسکی ڈاکٹری خوب چمکی ہوئی تھی یہ اچھا جراح تھا اور ا
بھی اُسکی عمدہ تھین قدیم لوگون سے سُنا گیا ہے کہ اسکے دو نوکر تمام د
مین پھرتے اور جتنے درخت دیکھتے اُسکے پتے لے آتے تھے ایک بڑ
ہر وقت گرم پانی سے بھری ہوئی چوٹھے پر چڑھی رہتی تھی جتنے پتے و
سب تھے اُنمین ڈالے جاتے ہر روز جوشیدہ پتے پھینکے جاتے ا
پتے ڈالے جاتے تھے اس عرق کو وہ ہر مریض کو دیا کرتا تھا اسکے سا
جو چاہئے دوا بھی دیتا تھا مگر اُس عرق کی ایک بوتل سبکو ضرور دیتا

...راحی اُسوقت اس شہر مین بہت کم لوگ جانتے تھے اُس نے اس فن مین
...ون روپے کمائے شہر کے ارمنی۔ گریک اور اضلاع بنگالہ کے بڑے
...ے زمیندار وغیرہ واہالیان شہر سب معتقد تھے اس نے بھی اچھی آمدنی کی
...ندری خرید کی تھی۔ کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ اپنے بچھونے کے نیچے ہزارون
...پے بچھاکر رکھتا تھا اور اُسی پر سوتا بیٹھتا تھا شاید یہ بھی کوئی حکمت تھی
...کان بیگم بازار مین تھا۔ جو اسوقت منہدم ہوگیا ہے اسکے ورثا ہنوز
...ت ہین اور زمینداری بھی کسیقدر باقی ہے جس سے اُنکی پرورش
...تا ہے۔

نیبو ڈاکٹر

نیبو ڈاکٹر ہر چند کہ محض لاعلم تھا مگر نہایت تجربہ کار اور اپنے
...کامل شخص تھا اللہ نے دست شفا اُسکو ایسا بخشا تھا کہ بڑے بڑے
...بول اور ہیلو سب اُس سے حسد کرتے تھے اپنے وقت مین بڑا
...ڈاکٹر تھا شہر کے ارمنی زمیندار اور بڑے بڑے ہندو زمیندار سب کے
...ت مشاہرہ مقرر تھا سوا اسکے اطراف شہر اور دوسرے اضلاع
...ہزارون مریض اسکے پاس آتے اور شفا پاتے تھے جراحی اور طبابت
...نون مین اُسکو کمال تھا سرکاری عہدہ بھی رکھتا تھا۔ یعنی جیل کا ڈاکٹر
...ون روپے کا اسنے روزگار کیا مگر بڑا صاحب حوصلہ شخص تھا ہمیشہ
...کی طعام داری مسافر نوازی اور غربا پروری مین ہزارون روپے

صرف کیا کرتا تھا اسکا مکان محلہ بنگلہ بازار کے شامل پوڑا محلے مین
اور ٹپوا ٹولی مین بھی برسرراہ دومنزلہ مکان تھا جسکے نیچے اسکی ڈسپنسری
(دواخانہ) تھی اسکے تین لڑکے تھے مگر تینون ناشایستہ ہوے املاک
کو تباہ کرکے آوارہ ہو گئے۔

کبیراج

سابق مین نیلمبر کبیراج بڑا مشہور شخص تھا اور اچھا علم
فن مین کمال رکھتا تھا بہت لوگ اس سے بھی رجوع تھے
کبیراجی خوب چمکی ہوئی تھی ایک نالکی پر ہمیشہ سوار ہوکر مریضون کے
تھا اسکا بھتیجا رام کمار بھی مشہور اور اچھا کبیراج تھا اسنے کلکتہ جاکر بڑا
کیا اور بڑے بڑے لوگ اس سے رجوع لائے اور بہت روپیہ کم

امرنرائن

امرنرائن کبیراج یہ شخص بھی اچھا کبیراج تھا اگرچہ کرو
نہین تھا مگر اپنے فن کا بڑا استاد اور صاحب علم تھا خاص وعام سے
سے رجوع لائے تھے عمدہ علاج کرتا تھا اور بڑا غربا نواز تھا غریبو
مسکینون کو مفت دوا دیتا تھا اور جو اسکے یہان نہ آسکتے خود جاکر د
بہت رحم دل اور سادھو منش شخص تھا۔

کالی کمار

ڈھاکے مین کالی کمار سب کبیراجون مین نا
کبیراجی شاستر مین بہت لائق اور بڑے تجربہ کار کبیراج تھا بہ
اس سے رجوع لاتے تھے خصوصاً قوم ہنود کے بڑے بڑے لوگ شہر د

اس کے علاج کے مقرر تھے یہ بھی غربا نواز تھا صبح سے نو بجے
غریب مسکین جو مریض اسکے یہان آتے تھے سبکو دیکھکر دوا دیتا تھا
دوران اور مریضون کے یہان جاتا تھا اسکے لڑکے بھی اچھے کبیراج
ہین اور اپنے باپ سے تعلیم پائی ہے۔

وکلاے ڈھاکہ

منشی نندلال

وکیلون مین اس شہر کے منشی نندلال دت نامی وکیل تھے
ون روپے پیدا کئے اور بڑی آمدنی کی زمینداری خرید کی تھی انکا
ان محلہ شاہ او جیال نگر مین ہنوز موجود ہے اُنکے یہان درگا پوجا
ی دھوم دھام سے ہوتا تھا ناچ گھر بہت وسیع اور خوبصورت بنا ہوا
پر تکلف مجلسین ہوتی تھین رؤسا شہر۔ اُمرا اور صاحبان انگریز سب

گوبند بابو

افروز ہوا کرتے تھے۔ انکے لڑکے بابو گوبند چندر دت بھی جج کوٹ
وکیل تھے مگر اُنھون نے وکالت بہت دن نہین کی زمینداری وغیرہ
کامون مین مصروف رہے اُنکی کوئی اولاد نہین تھی زمینداری
مکانات وغیرہ وقف کرکے انتقال کر گئے بعد انکے دو بھانجے مالک
اگرچہ کروفر نہین ہے ناچ گھر بھی ۱۸۹۷ء کے زلزلے مین شکست
منہدم ہوگیا ہے۔

مولوی عبدالعلیم

مولوی عبدالعلیم ضلع تپرہ کے باشندے اور اس شہر کے کورٹ کے سابق وکیل تھے فارسی اور عربی کی اچھی لیاقت تھے اپنے وقت کے نامی وکیل تھے حکیم حیدر بخش کی بی بی سے کر کے محلہ سنگت ٹولے مین اُس بی بی کے مکان مین امیرانہ رہتے تھے اور اُسی بی بی کی زمینداری کا پرگنہ ٹورہ مین کچھ حصہ بھی ہوئے تھے اس بی بی کی بطن سے کوئی اولاد نہین تھی اُنکے انتقال کے بعد انکی پہلی بی بی کے لڑکے یہان کا مکان وغیرہ فروخت کر اپنے وطن مین چلے گئے۔

گوکل منشی

گوکل منشی بھی اس شہر مین عدالت ججی کے نامی وکیل اور فارسی کی اچھی لیاقت تھی بہت وضعدار شخص تھے اور لباس پہنتے تھے اُنکا مکان کوچہ زندہ بہار مین ہنوز موجود ہے انکے بھی وکیل ہین اُسی مکان مین رہتے ہین گوکل منشی کی معاش اچھی ہے سب خوشحال ہین۔

ہری کشور رائے

ہری کشور رائے بھی اس شہر کے وکلا مین نامی شخص فارسی کے اچھے منشی تھے انکا مکان محلہ بچھارام کی ڈیوڑھی مین قائم ہے اصل مکان انکا پرگنہ بکرم پور مین ہے انکے آبا واجداد زمیندار تھے اور اچھی زمینداری ہے جسکے اُنکے ورثا ہنوز مالک ہین

بردہ کنکر رائے

بردہ کنکر رائے یہ بھی اس شہر کے جج کورٹ کے بڑے نامی
وکیل اور بہت خوش تقریر تھے فارسی کی اچھی لیاقت تھی تحریرات
انکی مشہور ہے مسودہ پردازی مین بڑی قابلیت تھی وکالت کے ذریعہ
سے بہت کچھ املاک وزمینداری وغیرہ پیدا کی تھی جسکے مالک اسوقت
انکے ورثا ہین مکان انکا تھانہ سبھارس کے متعلق سوا پور مین ہنوز
موجود ہے جسمین انکے ورثا رہتے ہین۔

مولوی امیرالدین محمد

مولوی امیرالدین محمد اس شہر کی عدالت ججی کے بڑے نامی
وکیل اور بہت لائق شخص تھے عربی فارسی کی قابلیت اچھی رکھتے تھے
آپ نے عرب مین علم عربی کی تحصیل کی تھی اور حج بھی کیا تھا عربی بولنے
کی اچھی مہارت تھی اُردو اور فارسی مین نہایت خوش تقریر اور اعلے
درجہ کے ادیب اور بڑے فیاض وبہی خواہ مسلمانان اور مرجع ہر خاص
وعام تھے وکالت انکی اچھی چمکی ہوئی تھی مکانات اور زمینداری وغیرہ
بہت کچھ کائنات پیدا کی تھی۔ نواب سر عبدالغنی بہادر کے مشیر خاص اور
ندیم باخلاص تھے اُنکی سرکار سے مشاہرہ مقرر تھا اور بڑی قدر ومنزلت
تھی۔ اُنکا مکان محلہ بچھارام کی ڈیوڑھی مین ہنوز موجود ہے انکے لڑکے
مولوی عبداللہ بھی عربی اور فارسی کی اچھی لیاقت رکھتے ہین اور حکیم
بھی ہین بعد انتقال مولوی امیرالدین کے مولوی عبداللہ اپنے والد کی

کُل کائنات کے مالک ہوے اور خوش حال ہین۔

منشی غلام عباس

منشی غلام عباس وکیل عدالت ججی یہ پُرانی وضع کے شخص
تھے انکو فارسی کی اچھی لیاقت تھی اور اپنے وقت کے لائق وکیل تھے
انکا مکان حسینی دالان کے قریب تھا نہایت مہذب اور باوضع اور
بڑے خلیق تھے انکا لڑکا نہایت بدافعال تھا جس نے انکے انتقال
کے بعد مکانات وغیرہ برباد کرکے آوارگی اختیار کی تھی۔

منشی سید غلام مصطفے

منشی سید غلام مصطفے وکیل عدالت ججی یہ بڑے معزز اور س
عالی نسب تھے فارسی کے بڑے ادیب اور اچھے منشی ہوئے ہین
انکی تحریرات نہایت عمدہ ہوتی تھی۔ عمر شریف انکی قریب نٙو
کے پہونچی تھی وکالت کے علاوہ زمینداری کی معقول آمدنی تھی
جس سے خوشحال تھے انکا مکان بھی بجپارام کی ڈیوڑھی مین ہے ا
بڑا لڑکا سید عبدالباری بہت قابل اور عربی فارسی مین بڑا لائق تھ
جسنے عین جوانی مین انتقال کیا اونکے دوسرے لڑکے سید عبدالع
اگرچہ علم و لیاقت مین چندان نامی نہین ہین مگر بہت سعید اور خو
اطوار ہین۔

اکمل خان

اکمل خان اس شہر کے ایک نامی زمیندار اور بزرگ شخص
تھے انکی زمینداری قریب شہر کے اچھی آمدنی کی تھی باغ کا انکو بڑا شو

تھا۔ مقام شام پور مین لب دریا بہت عمدہ اور پُرفضا باغ لگایا تھا اور ایک
مکان بھی اُس باغ مین نہایت خوبصورت بنوایا تھا اکثر لوگ اوسکے دیکھنے
کو وہان جاتے تھے آپ کو شطرنج کھیلنے کا بڑا شوق تھا اور اچھے شاطر تھے
اُنکا مکان محلہ ساپکی پان دریبہ مین داروغہ امیر الدین کے مکان اور مسجد
کے محاذی ہنوز موجود ہے لڑکا کوئی نہ تھا دو لڑکیان تھین جنکی اولاد اسوقت
انکی کل کائنات کی مالک ہوئین اور خوشحال ہین۔

مولوی غلام مخدوم

مولوی غلام مخدوم بعد قاضی جلال الدین مرحوم کے قاضی
شہر مقرر ہوے تھے بہت صاحب علم اور بڑے فاضل تھے عماید
شہر سب انکی تعظیم کرتے تھے آپکا اصل وطن ضلع فرید پور کے متعلق تھا
یہان محلہ اسلام پور کوچۂ عاشق جمعدار مین انکا مکان ہنوز قایم ہی جسمین اونکی تین
لڑکے مولوی ظہور الحق۔ مولوی ظہیر الحق اور مولوی مظہر الحق۔ رہتے ہین
مولوی ظہور الحق عربی مین بہت قابل اور انگریزی مین بی۔ اے
بی۔ ال ہین پہلے یہان وکالت کرتے تھے اور نواب صاحب ڈھاکہ کی
سرکار سے بھی انکو تعلق تھا اِسوقت ہائی کورٹ کے انٹرپرینٹر کے عُہدے
پر مامور ہین اور کلکتے مین رہتے ہین مولوی ظہیر الحق بھی قابل شخص
ہین مدرسہ ڈہاکہ کے دوم ماسٹر تھے اس وقت چاٹگام کے مدرسہ مین ماسٹر
ہین اور مولوی مظہر الحق ضلع پبنہ مین سب رجسٹرار ہین۔ قاضی مولوی

غلام مخدوم بعد ابالش ہونے عہدۂ قاضی شہر ڈپوٹی مجسٹریٹ مقرر ہوے
تھے۔ بہت روز اس شہر مین حکومت کے عہدے پر رہے اور خاص دع
مین ہر دلعزیز رہے اور نہایت مہذب اور خلیق تھے نواب سر عبد
بہادر آپ کی بڑی قدر کرتے تھے اور عمایدِ شہر سب انکی فضیلت کے
قائل تھے۔

مولوی عبدالوہاب

اس ضلع کے اُتر حصے پرگنہ بھوال کے شامل موضع گھوڑا
مین جو قدیم سے مُسلمان شریفون کی بستی ہے اور بڑے بڑے لا
وفائق اور عالم لوگ وہان رہتے تھے اُن مین مولوی عبدالوہاب بڑ
قابل اور فاضل بے بدل تھے اکثر شہر مین بھی تشریف رکھتے تھے م
غلام پیر مرحوم اور بھی بہت سے اشخاص اس شہر کے انکے شاگ
تھے اور سب عمایدِ شہر انکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے سن شریف بھی قر
اسّی سال کے ہوا تھا اخیر عمر مین حج کو گئے تھے اور زیارت حرمین
شریفین سے واپس آکر اپنے وطن مین رہے کچھ معاش تھی اُس
خوش حالی کے ساتھ عمر بسر کی۔

مولوی وارث علی

مولوی وارث علی بھی گھوڑا سال کے شریف خاندان
بڑے عالم و فاضل اور ہر علم مین کامل تھے۔ کلکتے مین میسوری شاہزا
کے مدرسہ مین مدرس اول کے عہدے پر مدت دراز تک رہے اخیر

ین وطن اگر عزلت اختیار کی کسیقدر معاش تھی اسی سے بخوش حالی اوقات
بسر کی انکی اولاد کوئی نہین تھی انکے بھائی مولوی بہاالدین جو اس ضلع مین تھانہ
اے پورہ کے قاضی اور میرج رجسٹرار تھے انکی اولاد ہین - اور
سب وطن مین خوشحال ہین۔

مولوی ولی اشرف

مولوی ولی اشرف یہ گھوڑاسال کے شریفون مین بڑے
عالم اور عالم شخص تھے معاش بھی اچھی تھی کوئی عہدہ سرکاری نہین اختیار
کیا صرف درس وتدریس اور فلاح عام مین اوقات گذاری اخیر عمر مین
... پاسیہ کے قاضی اور میرج رجسٹرار مقرر ہوئے تھے چونکہ یہ کام گھر
... کرنا ہوتا تھا اسلیے قبول کر لیا تھا انکی اولاد اسوقت انکی جائداد کے
... اور سب خوشحال ہین۔

داروغہ عبدالحمید

داروغہ عبدالحمید گھوڑاسال کے شرفا مین تھے فارسی عربی
... اچھی لیاقت تھی پہلے داروغگی کے عہدے پر مامور تھے بعد ازان
... صاحب باندہا کے یہان میر منشی مقرر ہوکر بہت روز وہان رہے
... چالاک خوش تقریر اور وضعدار شخص تھے اخیر وقت مین وطن
مین آکر انتقال کیا معلوم نہین انکی اولاد مین کوئی ہے یا نہین۔

خوش نویسان ڈھاکہ

نواب نصرت جنگ بہادر کے زمانے مین آقا عبدالعلی عربی وفارسی

خفی اور جلی ہر قسم کے خطوط لکھنے مین بڑے خوش نویس مشہور تھے انکی
ہوئی تعلیمین اور اشعار و آیات اُمرا اپنے مکانون مین بشوق آئینو
لگاکر آویزان کرتے تھے کتابین اور قرآن مجید انکے ہاتھ کے لکھے ہ
خط ولایت سے بڑھکر تھے نواب نصرت جنگ بہادر خود بھی نہایت خ
تھے اکثر اُنکی تعلیمین لوگون کے پاس یادگار ہین آقا عبد العلی کی
قدر کرتے تھے اور امراے شہر بھی انکی توقیر کرتے تھے ۔

لالہ مدن موہن

لالہ مدن موہن اس شہر کے ہندوستانی کایستھون کے خا
سے تھے اچھے منشی تھے نستعلیق بہت عمدہ لکھتے تھے اکثر لوگ ان
تعلیم لیا کرتے تھے جلی خط کی تعلیمین نہایت عمدہ ہوتی تھین ہنوز انکی تع
بہت لوگون کے پاس موجود ہین ہر چند کہ اسوقت دہلی اور لکھنو
چھاپے کی تعلیمین بہت شایع ہوتی ہین مگر وہ صفائی اور نزاکت ج
مدن موہن کی تعلیم مین تھی کسی مین نہین ہے۔

منشی ارحم

منشی ارحم۔ خط شکست کے اُستاد تھے نہایت خوشخط اور
تعلیمین لکھتے تھے اکثر لوگ انکی تعلیم دیکھکر مشق کرتے اور خوشنوی
ہوجاتے تھے خط ارحمی مشہور تھا گو کہ اُس زمانے مین اور بھی شکس
لکھنے والے بہت خوش نویس تھے مگر منشی ارحم صاحب کا خط سب
الگ اور نہایت خوشخط تھا اپنے وقت کے بڑے نامی خوشنویس تھ

منشی نواب جان

منشی نواب جان عربی خط بہت عمدہ لکھتے تھے آقا عبدالعلی کے شاگرد تھے انکی بھی عربی خط کی تعلیمین مشہور ہین اُنکے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید پنجسورہ درود اکبر وغیرہ اکثر لوگون کے پاس ہنوز موجود ہین ولایت کے مقابل بلکہ بعض سے بہتر ہے۔ اونکا کوئی شاگرد نہین اسوقت ڈھاکے مین خوش نویس کوئی نہین ہے۔

منشی میر نور علی

منشی میر نور علی بانی حسینی دالان میر مُراد کے بھائی میر یعقوب علی ناہین نامی منشی تھے فارسی کی اچھی لیاقت تھی صاحبان انگریز کو فارسی اور اُردو پڑھاتے تھے۔ نستعلیق لکھنے مین بڑے نامی خوشنویس نسخ خط بہت عمدہ لکھتے تھے اُنکے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابین ہنوز لوگون کے پاس موجود ہین طلائی جدول کے ساتھ نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہین۔ اب وہ زمانہ ہے نہ وہ خوشنویس ہین۔ ڈھاکے کی خوشنویسی اُنھین کے ساتھ ختم ہوگئی۔

ہنود حکام وعہدہ داران ڈھاکہ

اس ضلع کا پرگنہ بکرم پور بھی ایک عجیب خطہ مبارک و ترقی خیز معدن علوم و منبع فنون ہے کہ جہان کی اکثر قوم ہنود نے جسقدر علوم و فنون مین ترقی کی ہے۔ کسی ضلع یا ملک کی کسی قوم نے نہ کی ہوگی۔ اور

ہندوستان مین بہت کم شہر اور ضلع ایسے ہونگے جہان بکرم پور
لوگ حاکم یا وکیل ڈاکٹر یا اور عہدہ پر نہین ہین - جج - سب
منصف - مجسٹریٹ - ڈپٹی کلکٹر - وکیل - بارسٹر اور ڈاکٹر توسیکڑ
ہین - پولیس کے سب انسپکٹر - انسپکٹر - کرانی پوسٹ ماسٹر اور عہد
تو ہزارون ہونگے اِنکے اباواجداد عہد شاہی مین سب اہل قلم -
انگریزی عہدہ مین بھی اُنکی اولاد نے ایسی ترقی کی کہ انگلینڈ تک
کا نام مشہور رہے ولایت جاکر سیول سروس - بارسٹری - اور دیگر
کے بڑے بڑے امتحان مین کامیاب ہوئے بلکہ بعض بعض انگر
پر بھی سبقت لے گئے اس شہر مین بھی عمال اور پولیس وغیرہ -
عہدہ دار کل بکرم پور ہی کے لوگ ہین اور اکثر حکام بھی ہین -

بابو اُبھئے کمار راے بہادر

اِن مین بابو اُبھئے کمار راے بہادر اس شہر مین چھوٹی
کے نامی جج تھے مشہور ہے کہ وہ پہلے کسی عدالت کے محرر تھے نہ
ذکی اور اولوالعزم تھے جسکے باعث سے ایسی ترقی کی تھی کہ رفتہ
جج ہو گئے نہایت منصف مزاج معاملہ فہم اور بڑے قابل ا
نامی حاکم تھے -

بابو ہرشچندر بوس

بابو ہرشچندر بوس ڈپٹی کلکٹر یہ سابق زمانے مین ڈپٹی
کلکٹر تھے فارسی کی اچھی لیاقت تھی بہت روز اِس شہر مین ر

ضعیف اور مُسن شخص تھے مگر بہت نیکنام اور اعلےٰ درجہ کے ڈپوٹی کلکٹر تھے
کا مکان ہنوز محلہ بنگلہ بازار مین موجود ہے جسکے مالک انکے ورثا ہین۔

بابو رام کُمار بوس

رام کُمار بوس ڈپوٹی کلکٹر و ڈپوٹی مجسٹریٹ اس شہر مین
بت روز حاکم رہے بکرم پور کے نامی بوس خاندان کے شریف تھے نہایت ذکی
ذی فہم اور نامور حاکم تھے اپنے ہمعصر حاکمون سے نیک نامی مین بہت
شہرت حاصل کی تھی نہایت حلیم اور خوش اخلاق اور غریب نواز بھی تھے
کا مکان محلہ فراش گنج مین لب دریا ہنوز موجود ہے جسکے مالک انکے
ورثا ہین۔

بابو برج سندر رائے

بابو برج سندر رائے یہ بھی اس شہر مین ڈپوٹی کلکٹر و ڈپوٹی
مجسٹریٹ تھے سن انکا اگرچہ قریب ساٹھ کے تھا مگر نہایت پختہ مزاج
تجربہ کار اور منصف اور عادل حاکم تھے یہ پہلے بہت سے اضلاع مین
رہکر اخیر مین یہان آئے اور اپنی قوم کے شریف اور نہایت خوش اخلاق
شخص تھے۔

منشی مرتنجے دت

منشی مرتنجے دت اس شہر کے عدالت ججی کے سررشتہ دار
تھے فارسی مین اچھی استعداد تھی پرانے وضعدار خوش لباس اور عالی
دماغ شخص تھے انکا رعب اپنے ماتحتون پر اسقدر غالب تھا کہ کوئی آنکھ
اوٹھاکر انکی طرف نہین دیکھ سکتا تھا بڑی شان و شوکت کے ساتھ

اُنھون نے سررشتہ داری کی حکام بھی انکی بہت قدر کرتے تھے وہ
بکرم پورہی کے باشندے تھے شہر مین بھی محلہ اسلام پور کوچہ عاشو
جمعدار مین انکا ایک بہت بڑا مکان ہنوز موجود ہے جسمین وہ رہتے
اسوقت انکے ورثا رہتے ہین انکے لڑکے بھی بہت قابل ہوے ایک
تو ڈپوٹی کلکٹر و ڈپوٹی مجسٹریٹ اور دوسرے جج کورٹ کے مترجم ہین

منشی جگنناتھ

منشی جگنناتھ اس شہر مین فوجداری کے پیشکار اور بڑے
قابل شخص تھے بڑی بے ریائی کے ساتھ اُنھون نے پیشکاری کی
حکام انکی بڑی قدر کرتے تھے عربی فارسی کی اچھی لیاقت تھی اور ا
ادیب تھے عربی و فارسی مین انکی تصنیفات و تالیفات مشہور ہین او
یہان درس بھی جاری تھا بہت سے طلبا پڑھنے آتے تھے پُرانی وضع
کے لوگون مین سے تھے دربار مین جامہ اور کھڑکی دار پگڑی پہنکر جا
تھے نہایت حلیم و خلیق اور اسی شہر کے باشندے تھے اُنکا م
محلہ نواب پور مین ہنوز موجود ہے جسمین انکے ورثا رہتے ہین اُنکو
باغ کا بڑا شوق تھا شہر کے باہر دو عمدہ باغ اور مکانات بنوا
تھے جسمین اکثر رہا کرتے تھے انکے لڑکے بابو برج ناتھ بھی فوجداری
کے محرر تھے فارسی مین اچھی استعداد تھی۔ اسوقت پنشن لیکر خانہ نشین
ہین کچھ معاش بھی ہے خوش حال ہین۔

مسٹر کے۔جی۔گپتا ممبرانڈیا کونسل

آنربل مسٹر کے۔جی۔گپتا۔سی۔ایس۔آئی۔مسٹر کرشنا گوبند
[گپتا] نارائن گنج سب ڈویژن کے ایک گانون بھاٹ پاڑا نامی مین پیدا
[ہو]ئے تھے۔انکے والد کالی نرائن گپتا ایک زمیندار تھے۔اوائل عمر مین
[مسٹ]ر گپتا میمن سنگھ ضلع اسکول مین تعلیم پاتے رہے۔پھر ڈھاکہ آئے اور
[...]ز اسکول مین نام لکھایا۔اور ۱۸۶۷ء مین امتحان انٹرنس مین کامیابی
[حاص]ل کی ۱۸۶۹ء مین ڈھاکہ کالج سے ایف۔اے۔کا امتحان پاس
[کیا] اور مبلغ ۳۲ بتیس روپیہ کا وظیفہ حاصل کیا۔اوسی کالج مین مزید
[...] بی۔اے کا کورس پڑھا۔۱۸۶۹ء مین انگلستان گئے ۱۸۷۱ء
[مین سِ]ول سروس کا امتحان پاس کیا۔اور ۱۸۷۲ء مین ہندوستان
[وا]پس آئے۔ایک سیویلین کی حیثیت سے تخمیناً ۳۵ سال مختلف
[خدما]ت انجام دیتے رہے۔اور متعدد عہدون پر ممتاز رہے
[ما]ل افسر ضلع۔کمشنر آبکاری۔ڈیویزنل کمشنر۔ممبر بورڈ
[آف ر]یونیو کے معزز اور ممتاز عہدون کی انجام دہی مین اپنے کو
[نہ صرف] ایک کامیاب مدبر ہی نہین ثابت کیا بلکہ ایک ہر دلعزیز اور نیکنام
[افس]ر ہونے کا فخر بھی حاصل کیا۔بحیثیت ممبری انڈیا کونسل (جیساکہ
[...]لارڈ مارلے نے اپنی ایک تقریر مین بیان کیا ہے) آپ نے وزیر اعظم کو نہایت
[قیمت]ی اور بے بہا امداد دی ہے۔برہمو سماج کے ایک ممبر ہونے

کے حیثیت سے آپ نے ملک کی تمدنی و معاشرتی اور مذہبی ترقی
بہت کچھ معاونت فرمائی ہے۔ تعلیم نسوان کے متعلق آپ کی سرگر
محتاج بیان نہین۔ بحیثیت پریسیڈنٹ انجمن تعمیر برہمو گرل اسکول
واقع شہر کلکتہ مین آپ نے جو سرگرمی اور کوشش فرمائی اوسی
نتیجہ تھا کہ ایک وسیع قطع اراضی پر درس گاہ مذکورہ کی موجودہ جد
عمارت کے تعمیر کے لئے کافی سرمایہ پبلک چندہ اور گورنمنٹ کے عط
کی صورت مین جمع ہوگیا۔ جناب موصوف کا قیام فی الحال دارالسلط
لنڈن مین ہے۔ جہان آپ صاحب وزیر ہند بالقابہ کو اکثر اور بہ
ضروری اور اہم معاملات ملکی اور سیاسی مین اپنے بیش بہا اور گر
قدر مشورون سے مدد دیتے رہتے ہین۔

سر چندر مادھب گھوش

سر چندر مادھب گھوش۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سابق جج
جسٹیس ہائی کورٹ کلکتہ۔ آپکی پیدایش ۱۸۳۸ء مین بمقام سولہ گھر پر
بکرم پور مین ہوئی۔ آپ ایک معزز اور نامی ڈپٹی مجسٹریٹ رائے
درگا پرشاد گھوس کے صاحبزادہ ہین۔ آپ نے انٹرنس اوس سال
کیا جس سال ہندو کالج پریسیڈنسی کالج کے نام سے نامزد ہوا
اوسی سال قانون پڑھنا شروع کیا۔ اور آپ پروفیسر بیرسٹر مٹیر
شاگرد رشید تھے۔ آپ نے ۱۸۶۰ء مین امتحان قانون کا پاس کیا

ور ضلع بردوان مین وکالت شروع کی۔ بعد چند ماہ کے سرکاری وکیل
مقرر ہوئے۔ بعد ازان بعہدۂ ڈپٹی مجسٹریٹ سرفراز ہوئے اور بعد
چندے اس سے مستعفی ہوکر ہائی کورٹ مین جو اسوقت صدر دیوانی
کے نام سے نامزد تھا۔ وکالت کرنے لگے۔ صاحب ممدوح کے
ذہانت۔ دیانت اور استقلال نے اونکو اسقدر پایۂ رفعت اور عروج
پر پہونچایا کہ آپ کو گورمنٹ نے عہدہ ججی ہائیکورٹ پر مقرر کیا اور
چند ماہ کے لیئے آپ چیف جسٹس بھی رہے۔ اور بخطاب (سر) سرفرازی
ہوئی۔ آپ نے اپنے قریہ مین ایک خیراتی ہسپتال قائم کیا ہے۔
اب آپ پنشن لیکر کلکتہ مین اقامت پذیر ہین۔

جسٹس لال موہن داس

آنربل جسٹس لال موہن داس۔ جج ہائیکورٹ کلکتہ۔ مسٹر لال موہن
داس اپنے موروثی مکان واقع شہر ڈھاکہ مین پیدا ہوے تھے۔ آپکے
والد کا نام سورجا موہن داس تھا۔ جو بابو مادھب چندر داس کے صاحبزادے
تھے۔ بابو مادھب چندر داس نواب ناظم مرشدآباد کے دربار مین ملازم
تھے جہان آپ کا بسبب اعزاز و احترام کیا جاتا تھا۔ انٹرنس کا امتحان نظامت
اسکول مرشدآباد سے پاس کرنے کے بعد بابو لال موہن داس پریسیڈنسی
کالج کلکتہ مین داخل ہوئے۔ ۱۸۶۹ء مین بی۔ اے۔ کا امتحان پاس
کیا اور ضلع ایکسو پچاس روپیہ ماہ کا بردوان اسکالرشپ حاصل کیا۔ دوسرے

فلفسہ مین ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی سنہ ۱۸۷۲ع مین اُنکا نام فہرست
وکلاے ہائیکورٹ مین درج کیا گیا۔ ابتدا ئً کچھ ایسی زیادہ کامیابی نہ
ہوئی۔ مگر رفتہ رفتہ اپنے استقلال اور قانونی مصروفیت کی مدد سے
ایسی کچھ ترقی کی کہ اِس صوبہ بنگالہ کے سب سے بڑے سر برآوردہ
مقنن یعنی (قانون دان) مانے جانے لگے۔ سنہ ۱۸۹۰ع مین ٹیگور لا پروفیسری
کا عہدہ آپ کو تفویض ہوا۔ کچھ دنون ہائیکورٹ کے سرکاری وکیل
مگر اس عہدے سے جلد ہی مستعفی ہو گئے۔ جنوری سنہ ۱۹۰۸ع مین
تقرر ہائیکورٹ کی ججی کے معزز عہدہ پر ہوا۔ اس مبارک تقرر پر اظہار
مسرت و امتنان کرنے کے لیے عمائد و رؤساے ڈھاکہ کا ایک شاندار
جلسہ نارتھ بروک ہال مین منعقد ہوا۔ آپ آجکل اپنے اہل و عیال
کے ساتھ کلکتہ مین مقیم ہین۔

ودیا ساگر راے کالی پرشنا گھوش بہادر

ودیا ساگر راے کالی پرشنا گھوش بہادر سی۔ آئی۔ ای
راے کالی پرشنا گھوش سنہ ۱۸۵۰ع بنگلہ مین موضع بھراکر پرگنہ
بکرم پور مین پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد بابو شیب ناتھ گھوش
ولد بابو پران کرشن گھوش ساکن جسور تھے۔ آپکے جدّ بزرگوار
پران کرشن گھوش نے جسر کی اقامت ترک کر کے مقام بکرم پور
سکونت اختیار کی۔ آپ کے دولتخانہ ہی مین ایک مکتب تھا

تین برس کے سن مین داخل ہوے۔ پانچ برس کے سن مین پوری
بان ازبر کرلی۔ اسکے بعد ڈھاکہ چلے آئے۔ اور ڈھاکہ کالیجنٹ
سکول مین داخل ہوئے۔ جہان انٹرنس کلاس تک تعلیم حاصل کی
گو یہ انٹرنس کا امتحان بھی نہین پاس کیا۔ مگر بااین ہمہ بڑی سے بڑی
مجمع عام مین نہایت اعلیٰ اور فصیح انگلش مین تقریر فرماتے ہین اور
حقیقت مشرقی بنگال کے ایک بڑے اور مہتمم بالشان مقرر سمجھے
جاتے ہین۔ پہلے آپ انگریزی ہی مین لکچر دیا کرتے تھے۔ مگر ابکی
بار کلکتہ کے دوران مین مسٹر تینسٹاڈل نے آپکو صلاح دی کہ آپ
اپنے مادری زبان مین تقریر فرمایا کرین۔ جب سے آپ علی العموم
بنگلہ زبان مین لکچر دیا کرتے ہین۔ اپنے زمانۂ طالب علمی مین
آپ نے زبان سنسکرت مین بڑی اعلیٰ مہارت پیدا کی۔ آپ کی
انشاپردازی بنگلہ زبان مین اعلیٰ انشاپردازی کا بہترین نمونہ
سمجھی جاتی ہے۔ آپ کا سن اسوقت ۷۶ سال کا ہے مگر آج تک
آپ کے قلم کی روانی نہین رُکی ہے۔ آپ متعدد کتابون کے مصنف
ہین۔ منجملہ اون کے ناری جاتی بیٹیک پرستاب ہندو ہارٹ وغیرہ
کتابین آپ کے طراوشِ قلم کے نتیجے ہین۔

درگاموہن داس

درگاموہن داس - وکیل ہائیکورٹ - دُرگاموہن داس سنہ ۱۲۴۱

مطابق سنہ ۱۲۴۸ بنگلہ مین موضع تیلرا باغ پرگنہ بکرم پور مین پیدا ہوئے۔

آپکے والد بابو کاشیشر داس برسیال کے ایک وکیل تھے۔ اوائل عمر مین

آپ نے بیرلسیال مین تعلیم پائی۔ اور بیرلسیال ضلع اسکول سے انٹرنس

پاس کرنے کے بعد آپ پریسیڈنسی کالج مین داخل ہوے۔ بعدہ امتحان

وکالت پاس کرکے بیرلسیال مین وکالت شروع کی۔ پھر کلکتہ چلے آئے

اور ہائیکورٹ مین وکالت کرنے لگے۔ آپ نے اس پیشہ کے ذریعہ

بہت بڑی دولت حاصل کی۔ آپ مذہب کے اعتبار سے برہمو تھے۔ آپ

اصلاح تمدن و معاشرت مین حد سے زیادہ سعی فرمائی۔ ہندؤن مین عقد

بیوگان کو رواج دینا چاہا۔ اور اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد اپنی

ان کا عقد ثانی کر دیا۔ اوخون نے باوجود پیرانہ سالی کے خود ایک بیوہ

تزوتیج کرلی۔ آپکا انتقال سنہ ۱۳۰۴ بنگلہ مین ہوا۔ آپ نہایت نیک

مُترحّم اور فیاض تھے۔ اصلاح تمدن کے کام مین کسی سے دب کر نہ

خود آپ کے دولت کدہ مین ایک ہائی انگلش اسکول اور ایک خیرا

ہسپتال قائم ہے۔

دیناناتھ سین

راے صاحب دیناناتھ سین - انسپکٹر آف اسکول مشر

بنگال دیناناتھ سین سنہ ۱۲۳۹ مین اپنے چچا کے مکان واقع موضع بیہ

انک گنج سب ڈویژن مین پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام گوکل چندر سین
بہ گوکل منشی۔ ساکن موضع دسرا۔ پرگنہ مانک گنج مین تھا۔ آپنے
ضلع اسکول سے انٹرنس پاس کیا۔ اور جونیر اسکالرشپ پایا۔ اسکے
کاکالج مین داخل ہوئے۔ اور اسی کالج سے امتحان بی۔ اے
شریک ہوئے۔ مگر بدقسمتی سے ناکامیاب رہے۔ کالج ترک کرکے
کالیجنٹ اسکول کے ٹیچرون کے زمرے مین داخل ہوئے ایک
نارمل اسکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ اسی عہدہ سے ترقی کرکے
سٹنٹ انسپکٹر۔ پھر جائنٹ انسپکٹر۔ بعدہ انسپکٹر آف اسکول مشرقی
ہوئے۔ انسپکٹری اسکول کے دوران مین گورنمنٹ کی اجازت
کو دونون مہاراجہ تیپرا کے وزیر رہے۔ لیکن تھوڑی ہی دن کے
پہلے عہدہ پر لوٹ آگئے۔ آپ نے تین درسی کتابین لکھی ہین۔
ادان پرنالی۔ مانوشک گوتونا۔ بونگو دیش اواشا سیر سنکھیتپہ بیبرن
زمانہ مین آپ برہمو ہوگئے۔ اور برہمو سماجی مندر کے تعمیر مین حد سے
سرگرمی اور کوشش فرمائی۔ لیکن اپنے زندگی کے آخری ایام مین
عقیدہ سے تائب ہوگئے۔ آپنے علم موسیقی مین ایک کتاب لاجواب
نے لپانیدھان کا ترجمہ کیا ہے۔ اور ہمیشہ نئی نئی چیزون کے
مین کوشش کرتے تھے۔ آپ نے ۱۸۸۹ء مین وفات پائی۔

مسٹر لال موہن گھوش

مسٹر لال موہن گھوش مسٹر من موہن گھوش کے چھوٹے بھا
آپ ۱۸۷۹ء مین انگلینڈ گئے۔ قانون کے امتحان مین کامیاب ہو۔
بعد چند سال واپس آنے کے آپ محرک اس امر کے ہوئے کہ ہندوستا
مین سول سروس کا امتحان ہو اور اسکو تحریک کرنے کے لئے با ما
برٹش انڈیا اسوسیشن آپ بارثانی انگلینڈ تشریف لیگئے اور اس ا
تقریرین کین جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسٹیوٹیری سول سروس ہندوستا
ہونے لگا اور دایسرای ہند لارڈ رپن کے زمانہ مین یہ احکام بذریع
البرٹ بل کے جاری کیا کہ ہندوستانی جج بھی بطور انگلش جج۔
مقدمات انگریزون کے فیصلہ کیا کرین اسپر انگریزون نے
زورون سے مخالفت کی۔ اب پھر یہ سہ بارہ یعنی تیسری
انگلینڈ گئے اور یہ کوشش کی کہ ممبر پارلیمنٹ کے ہون مگر ناکامیا
رہے۔ آپ نے مائکل مدہوسوون کی میگھ ناتھ بدہ نامی مشہور کت
کا بزبان انگریزی ترجمہ کیا ہے ۱۹۰۵ء کے عظیم الشان قومی
مین آپ صدر انجمن رہے۔ ۱۹۰۸ء مین آپ نے انتقال کیا۔

ہندو زمینداران

پرگنہ بکرم پور مین سری نگر کے بابوان قدیم زمیندار ہین اور اچھی آمدنی کی زمینداری ہے داد و دہش مسافر پروری اور غربانوازی انکے بزرگونکے زمانے سے برابر ہنوز جاری ہے بڑے رعب و داب کے زمیندار ہین حکام کے یہان بھی قدر و منزلت ہے تھانہ سری نگر کے علاقے مین انکی زمینداری ہے۔

بابو برج موہن راے

بابو برج موہن راے سبھار کے متعلق روایل کے خاندانی زمیندار اور قوم کے برہمن تھے روایل مین انکا بڑا عالیشان پختہ مکان ہے جو راج باڑی کے نام سے مشہور ہے اور بڑا تالاب اور باغ کے ساتھ قائم ہے انکے یہان بھی مسافرنوازی اور غربا پروری سابق سے جاری ہے اور اچھی آمدنی کی زمینداری اور امیرانہ سامان ہے بابو برج موہن راے اور سر بو موہن راے دونون بھائی کے ورثا اسوقت مالک ہین۔

بابو بنسی لوچن متر

بابو بنسی لوچن متر اس شہر کے باشندے ہندو زمیندار اور شمبھو کیلاس کے راجگان کے قرابت دار تھے اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ امیرانہ طور سے رہتے تھے قدیم نواب صاحبان ڈھاکہ کے یہان

بڑی عزت وتوقیر تھی حکام وقت بھی قدر کرتے تھے انکا مکان محلہ
مین ہنوز موجود ہے جسمین انکے ورثا رہتے ہین اور زمینداری بھی ا
آمدنی کی ہے سب خوشحال ہین محلہ پھولبڑیا مین بہت سی زمین انکی۔
جسمین رعایا بسے ہوئے ہین۔

پہلوانان ڈھاکہ

صوبہ داری عہد مین مرزا منا بڑے شہزور قوی ہیکل اور خو
جوان تھے کہتے ہین کہ وہ ہر روز دس ۱۰ سیر پلاؤ ایک وقت مین نوشجا
کرتے اور کاٹھ کی چوکی پر بیٹھ نہین سکتے تھے انکے جسم کے بوجھ سے
چوکی دب جاتی تھی پتھر کی چوکی پر بیٹھتے تھے دریا مین تیرنے کی استع
مہارت تھی کہ بوڑھی گنگا ندی کو باسانی تیر کر پار ہو جاتے اور
پھر تیر کر واپس آتے مرزا منا نواب ابراہیم خان فتح جنگ کے وقت
مین تھے نقل ہے کہ ایک روز نواب ابراہیم خان شہر کے محاذی
بوڑھی گنگا ندی کے دکھن پار مقام جزیرہ کے بالا خانہ پر جو لب د
تھا اپنے احباب کے ساتھ بیٹھے تھے مرزا منا بھی اُس مجلس مین حا
تھے اتفاقاً ایک بہت بڑا مگر علین نواب صاحب کے بالاخانہ کے نیچے
پانی پر نمودار ہوا۔ اہل مجلس نے دیکھکر مذاقاً مرزا منا سے کہا کہ اس

سکتے ہو اُنھون نے کہا ہان دیکھئے کیا کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ مین ایک
خنجر لیکر بالاخانہ سے دریا مین کو دپڑے گرتے ہی وہ مگر انکو نگل گیا
سب کو نہایت تاسف ہوا کہ اس شخص نے محض اختلاط کی بات پر اپنی
جان دیدی۔ مگر انکو نگل کر تہ آب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد کچھ دور سے
مرزا منّا تیرتے ہوئے دریا مین نظر آئے لوگ متحیر دیکھتے تھے کہ اتنے مین
وہ مگر بھی پانی پر نظر آیا۔ مرزا منّا تیر کر اس مکان پر آئے اور کہنے لگے کہ
مگر کا کام تمام کر دیا کشتی دوڑا کر اسے اُٹھوا منگوائیے اُسیوقت کشتی
گئی اور مگر کو باندھ کر لے آئے خشکی پر اُٹھا کر دیکھا کہ اسکا شکم چاک ہے
مرزا منّا نے بیان کیا کہ جسوقت مگر نے مجھے نگل لیا اُسکے شکم مین جاتی ہی
مجھکو سخت گرمی معلوم ہوئی اور اُلٹی سانسین لینے لگا بمشکل اپنے
کو سنبھال کر خنجر سے اسکا شکم چاک کر کے نکل آیا اور پانی پر آکر سانس
لی۔ اللہ رے شہزوری اور عالی ہمتی پہلوانی اسیکو کہتے ہین انکا ذکر
اس بہرہ مین آگے بھی ہوا ہے۔ امیر شخص تھے۔ ایک ہاتھی دانت کے
انڈے کو دونون ہاتھون سے دبا کر توڑا تھا جس سے انکے تمام بدن کے
رگون سے خون جاری ہوا اور مر گئے۔

موجودہ پہلوانون مین رگھوناتھ سکھیری بھی اپنے وقت کا بڑا
پہلوان اور تیار شخص تھا سب اسکو رگھوبیر کہتے تھے ہندوستان کے

اکثر صوبے کے بڑے پہلوان ڈھاکے مین آکر اس سے کُشتی
مگر سب زیر ہوے اسکو خداداد زور تھا اور فن کشتی مین بھی اچھی
تھی اسکا شاگرد ڈومن خلیفہ جسنے ہنومان سنگھ ایک
پہلوان کو جو ہزار جوان کا سردار تھا کُشتی مین پچھاڑا تھا۔ ڈومن
قد و قامت مین نہایت پست اور مُنھنی شخص تھا وہ جسوقت ہنومان
کے مقابل مین آیا تو اُسکے سینے کے برابر بھی نہ تھا مگر اپنے کرتب
اُسے زیر کیا۔ حال یہ تھا کہ دو گھنٹے کے پیترے مین بھی ہنومان س
اسکو پکڑ نہین سکا جب پکڑنا چاہتا کبھی اسکے پہلو سے کبھی ٹانگ
نیچے سے نکل جاتا اور کبھی اسکے شانون پر سے اُچک کر پیچھے چلا آتا صاحب
انگریز جو وہان مین تھے شور کرتے تھے کہ جلدی کرو ہنومان سنگھ
ہو کر کہتا تھا صاحب کس بندر سے لڑواتے ہین یہ تو ہاتھ ہی نہین
جب دو گھنٹے گذرے اور ہنومان سنگھ کا دم بھر آیا اور ہانپنے لگا اُ
ڈومن خلیفہ خود گرفت مین ہنومان سنگھ کے آگیا اور ہنومان سنگھ نے اُ
پکڑتے ہی سر پر اُٹھا لیا چاہتا تھا کہ زمین پر دے پٹکے اتنے مین وہ اُسکی گردن
بیٹھ گیا اور دونون پیر سے اُسکے گلے مین ایسا گل پھنس لگایا کہ جس
ہنومان سنگھ کا دم گھٹنے لگا اور زبان نکل پڑی سر گھوم گیا بیخود ہو
زمین پر گر پڑا۔ گرتے ہی ڈومن خلیفہ اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ کُشتی مار

ہوا شہر کے پہلوانون نے اسکو کندھے پر اٹھالیا اور وہ مارا کی
بلند کرتے ہوئے اکھاڑے سے نکل آئے یہ کُشتی پلٹن مین ہوئی
صاحبان انگریز اور عمایدِ شہر سب اس دنگل مین موجود تھے سب نے
تعریف کی اور بہت کچھ انعام دیا۔

اس شہر مین اور بھی بہت سے نامی پہلوان تھے حسنو خلیفہ جسکا
متصل حُسینی دالان کے نامور اکھاڑا تھا سیکڑون پہلوان شاگرد
تھے رجبی خلیفہ۔ فتّی۔ دخیراتی۔ بھاگیرت ٹھاکر۔ سانو خلیفہ۔ یہ لوگ
حُسینی دالان اور اُردو اور چوک کے اطراف مین مشہور پہلوان تھے
کے پورب کی سمت ڈوسن خلیفہ کا شاگرد افیرالدین پہلوان ننھو
۔ امیر خان وغیرہ نامی پہلوان تھے امیر خان کا شاگرد عمر پہلوان۔
تیار اور قوی ہیکل شخص تھا جسنے مرزا نامی ایک پنجابی پہلوان
مین زیر کیا تھا سابق مین لوگون کو کُشتی اور شہہ زوری کا بڑا شوق
محلے مین دو ایک اکھاڑے تھے جسمین لوگ ڈنڈ و کُشتی کیا کرتے اور
لوگ اپنے مکان مین ورزش کرتے تھے۔

نامی کلاونت ڈھاکہ

اس شہر کے نامی کلاونتون مین امام بخش ورحیم بخش دو بھائی

جو دہلی سے آئے ہوے تھے بڑے نامی تھے امام بخش خیال و دُ
کا نامی اُستاد تھا رحیم بخش ٹپا گانے مین بڑا مشاق اور نہایت خو
آواز تھا اور فن موسیقی مین دونون کامل تھے اُسوقت اُمرا
نواب صاحب کو گانا سُننے کا نہایت شوق تھا انکی بہت قدر کرتے ۔
اِن دونون نے اسی شہر مین زندگی بسر کی امام بخش کا شاگرد مٹھو
خیال اور دُھرپت کا بڑا استاد اور نامی شخص تھا اسکے زمانے مین
گوالیار ۔ اور پنجاب ۔ وغیرہ کے اکثر اُستاد گوئیے یہان آئے اور سب
اِسکو اُستاد مانا وہ اپنے وقت کا تانسین مشہور تھا ۔ اکثر مرشد آباد
جاتا تھا وہان بھی اسکی بڑی قدر تھی ۔ نواب پور کے ہندو تالیسو
مین اور اکرام پور کے ٹھاکر دن مین بھی اکثر اس فن کے بڑے بڑ
استاد تھے ٹپا گانے مین رحیم بخش کا شاگرد میان حبیب نہایت خو
آواز اور اچھے اُستاد تھے انکے گانے مین یہ اثر تھا کہ اکثر سمجھنے و
بیخود ہوجاتے تھے گوپال نامی ایک شخص ہندو بھی ٹپا گانے مین
اُستاد اور خوش آواز تھا یہ دونون اس شہر مین تانسین اور بیجو با
مشہور تھے میان حبیب نے کلکتے مین بھی بڑا نام کیا وہان بھی ا
بڑی قدر ہوئی اخیر عمر مین حج اور زیارت حرمین شریفین سے آ
انتقال کیا ۔ پیشتر آسودگی کا زمانہ تھا ہر کوچہ و بازار مین گانے بجا

ز پر چاتھا لوگ بعد فراغت اپنے کامون کے دو چار گھڑی اسکا بھی شغل
رتے تھے اور اچھے اچھے گوئے ہوتے تھے۔ اسوقت بھی شہر کے عام
ہندو مسلمان گانا بجانا سوانگ جاترا ہولی گانا اور مرثیہ خوانی وغیرہ
مین مشہور ہین اور اچھا سلیقہ رکھتے ہین۔

مدرسہ ڈھاکہ

لفٹنٹ گورنر بنگالہ سر جارج کمیل صاحب کی توجہ سے
مسلمانون کی تعلیم کے واسطے ۱۸۷۴ء مین مدرسہ ڈھاکہ کا جاری ہوا
اور پہلے سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے مولوی عبید اللہ عبیدی مقرر ہو کر آئے
اس مدرسے مین عربی فارسی انگریزی اُردو اور بنگلہ کی تعلیم ہوتی ہے کل
طلبا مسلمان ہین اور کوئی قوم نہین ہے۔

مولوی عبید اللہ عبیدی

مولوی عبید اللہ عبیدی میدنی پور صوبہ اُڑیسہ کے باشندے
اور شریف خاندان کے تھے وہ پہلے ہوگلی کالج مین عربی کے پروفیسر تھے
۱۸۷۴ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہو کر آئے عربی اور فارسی
مین اعلی درجے کی قابلیت اور انگریزی کی بھی اچھی لیاقت تھی سنسکرت
اور بنگلہ وغیرہ زبان بھی جانتے تھے فارسی اور اردو کے بڑے ادیب
اور یکتا شاعر تھے فارسی، اور اُردو مین انکے دیوان موجود ہین اور انکی تصنیفات

سے عربی وفارسی کی کتابین اکثر مدرسہ کے نصاب مین داخل ہین
مدرسہ ڈھاکہ کے عہدۂ سپرنٹنڈنٹی مین گیارہ سال رہے نہایت خلیق
منکسر مزاج تھے ہر شخص سے بحسن سلوک اور بتواضع پیش آتے تھے
عمایدشہر اور نواب سر عبد الغنی بہادر کے یہان بڑی قدر تھی حاکمان وقت بھی
بہت عزت کرتے تھے چونکہ خمیر انکا ڈھاکے ہی مین تھا ۱۸۸۵ع کی
کو انتقال ہوا اور لعل باغ کی شاہی مسجد کے صحن مین مدفون ہوے۔

مولوی عبد السلام

مولوی عبد السلام صاحب خاندانی فاضل ہین انکے والد
بڑے عالم اور صاحب باطن تھے مفتی محمد مراد جنکا نام ہندوستان اور
بنگالے مین اظہر من الشمس ہے آپ کے بزرگون مین تھے وطن ان کا
ضلع فریدپور ہے عربی وفارسی کی لیاقت اور فقہ واصول حدیث وتفسیر
وغیرہ علوم مین بڑے فاضل اور عالم باعمل ہین وہ پہلے ڈھاکہ کالج کے
عربی وفارسی کے پروفسر تھے ۱۸۷۳ع مین مدرسہ ڈھاکہ کے مدرس اول
مقرر ہوے اور تا ایام پنشن اس عہدے پر رہے اسوقت پنشن لیے
زاویہ نشین ہین اور اسی شہر مین رہتے ہین آپ نے حج اور زیارت
حرمین شریفین بھی کی ہے نہایت خلیق اور منکسر مزاج دوست نواز
اور مرجع خاص وعام ہین عمایدشہر اور نواب صاحبان ڈھاکہ انکی تعظیم
اور بڑی قدر کرتے ہین۔ آپکے صاحبزادے بھی ماشاءاللہ سب لائق اور سعید ہین

مولوی تصدق حسین

مولوی تصدق حسین بردوان کے باشندے اور شریف زادے تھے پہلے مدرسہ ہوگلی کے مدرس تھے ۱۸۷۴ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے دوم مدرس مقرر ہو کر آئے۔ عربی و فارسی کی اچھی لیاقت تھی اور اچھے فاضل نہایت سلیم الطبع اور خوش مزاج تھے عمایدِ شہر انکی بھی بڑی قدر کرتے تھے چونکہ خمیر انکا بھی ڈھاکے کا تھا یہین انتقال کیا۔

مولوی ابوالخیر محمد صدیق

بعد انتقال مولوی عبید اللہ عبیدی کے مولوی ابوالخیر محمد صدیق ام۔اے ۱۸۸۵ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہو کر آئے یہ بھی پہلے ہوگلی کالج کے عربی پروفیسر تھے عربی و فارسی مین ام۔اے اور انگریزی کی اچھی لیاقت تھی نہایت حلیم خوش مزاج اور خوش وضع تھے عمایدِ شہر اور نواب سر احسن اللہ بہادر انکی بہت قدر کرتے تھے انکے وقت مین مدرسہ ڈھاکہ کا انگریزی بہرہ یعنے اسکول کی اچھی ترقی ہوئی کلاس بڑھے جنکے واسطے مدرسہ کی اُتر جانب نیا مکان بنا اور عربی جماعتون مین تغیر و تبدل ہوا مولوی ابوالخیر قریب پندرہ ۱۵ برس مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ رہکر پہلے انسپکٹری عہدے پر ترقی پائی بعد ازان کلکتہ پریسیڈنسی کالج کے عربی پروفیسر ہوئے اُسی عہدے پر چند روز رہکر فوت ہوے۔

مولوی عبد الکریم

مولوی عبد المنعم

بعد مولوی ابوالخیر کے چند روز مولوی عبد الکریم مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ رہ کر پھر اپنے عہدۂ انسپکٹری پر چلے گئے اور مدرسہ چاٹگام کے سپرنٹنڈنٹ مولوی عبد المنعم صاحب

سنہ ۱۸۹۹ء مین مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوکر آئے آپ ضلع سلہٹ کے شر
خاندان سے ہین عربی کے بڑے ادیب اور شاعر بھی ہین اور جمیع علوم مین اچھی قا
اور فارسی انگریزی کی بھی عمدہ لیاقت رکھتے ہین اور نہایت خوشرو خوشخو او
ہین انکے وقت مین بھی مدرسہ کی بہت ترقی ہوئی اور اُسکے متصل ڈفرن مسلم ہوسٹل
بنا ڈالی گئی - سنگ اساس سر جان اُوڈ برن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے
جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مین اپنے ہاتھ سے رکھا - اور بڑا جلسہ ہوا - عماید شہر اور نواب صاحب ڈ
سب ان سے خوش تھے اور قدر کرتے تھے - ۲۹ - اگست سنہ ۱۹۰۵ء کو ہوگلی کالج کے پروفیسر مقر
اور شمس العلما ابو نصر محمد واحد اُنکی جگہ پر سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوے آپ بہت بڑے سیاح ہین یور
ہندوستان کے بہت سے جگہونکی آپنے سیر کی ہے - آپکا وطن سلہٹ ہے عربی مین بہت بڑے ادیب

بہرہ بست وہشتم ذکر نواب صاحبان ڈھاکہ

خواجہ حفیظ اللہ

خواجہ حفیظا المعروف بہ مولوی حفیظ اللہ خاندان نواب
صاحبان ڈھاکہ کے پہلے شخص تھے - جنہون نے زمانہ نایب نظام
نواب نصرت جنگ بہادر کے بذریعہ تجارت کشمیر سے تشریف لاکر شہر ڈھ
مین سکونت اختیار کی تھی اُنکو علوم دینیہ مین اچھی قابلیت تھ
طریقہ پیری مُریدی کا بھی جاری تھا - اور اس شہر کے اکثر لوگ آ
مرید بھی ہوے تھے - اِنکے آبا و اجداد کشمیر مین علوم دینی اور دنیو

نواب سر خواجہ عبد الغنی بہادر۔ کی سی۔ ایس ای۔

Santi Press, Dacca.

بڑی بڑی فضیلتین اور والئی کشمیر کے یہان اعلےٰ درجے کے عزت
تے تھے۔ خواجہ حفیظ اللہ نے اس شہر مین تجارت کے ذریعہ سے بہت
ت حاصل کی تھی اور ضلع میمن سنگہ مین پرگنہ اٹیہ اور ضلع تپرہ مین پرگنہ
کھا دکی زمینداری خرید کرکے امیرانہ طور سے زندگی بسر کی۔ بعد انتقال
حفیظ اللہ کے انکے بیٹے خواجہ عبد الغفور اپنے والد کی املاک کے مالک
ے جو ہنوز اُنکے ورثا کے تصرف مین ہے۔

خواجہ احسن اللہ

خواجہ حفیظ اللہ کے بڑے بھائی خواجہ احسن اللہ جو نہایت صوفی
اور عالم باعمل تھے اپنے ایک لڑکے خواجہ علیم اللہ کو اپنے بھائی
پاس چھوڑ کر مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے اور وہین اونکا انتقال ہوا
علیم اللہ نے اپنے چچا کے پاس رہکر تجارت کے ذریعہ سے بہت
رگار اور بڑی دولت فراہم کرکے ضلع باقر گنج مین بڑی زمینداری
ی۔ ماسوا اسکے اور بھی بہت سی کائنات حاصل کی۔ اور محلہ کمھار ٹولی
اسلام پور مین فرانسیس کی کوٹھی خرید کرکے اسمین سکونت گزین
ے اور سرکار کمپنی سے بھی اُنکو قدر و منزلت حاصل ہوئی اور اس
کے ایک بڑے امیر و کبیر اور رئیس اعظم ہو گئے۔ اور بڑے بڑے
ر گئے پرگنہ اٹیہ کی زمینداری غربا اور مساکین کے واسطے حسبتہً للہ
ندر دی جس سے سیکڑون بندگان خدا پرورش پا رہے ہین۔

اُنکا انتقال ۱۸۵۴ء مین ہوا اور بریسال کے مولوی محمد فاضل نے
اُنکی تاریخ لکھی ہے۔

تاریخ

مرگئے خواجہ علیم اللہ امیر نامدار ٭ ٭ داخلِ جنت ہوے با حشمت و تمکین و شان
سالِ مرگ انکا کہا فاضل نے سالِ عیسوی ٭ آہ وا دیلا ہوا ڈھاکے کا ختم خواجگان
سنہ ۱۸۵۴ء

نواب خواجہ عبدالغنی بہادر

خواجہ علیم اللہ کثیر الاولاد تھے انکے سب لڑکون مین نواب عبدالغنی
بہادر نہایت زیرک اور دانشمند اور علم و حلم کی دولت سے بہرہ مند تھے
اسلئے خواجہ علیم اللہ نے اُنھین کو اپنا جانشین کرکے کل املاک انکے
قبضے مین دیکر مالک کیا اور دیگر اولاد کے واسطے تنخواہین مقرر کین نواب
سر عبدالغنی بہادر نے اپنی زیرکی اور دانشمندی سے اپنے خاندان
کی رسوخیت اور املاک کی بڑی ترقی کی اور سرکار قیصری مین بڑی عزت
پیدا کی۔ نوابی خطاب اُنکو اور اُنکے ورثا کو ہمیشہ کے واسطے حضور قیصرۂ ہند
سے عطا ہوا۔ اور انکو کے۔ سی۔ آئی کا۔ خطاب ملا۔

نواب سر عبدالغنی بہادر کی داد و دہش عقل و دانش اظہر من الشمس
ہے۔ ہند سے لیکر عرب۔ روم۔ شام اور یورپ تک اُنکی فیاضی اور
زیرکی کا شہرہ ہے۔ لاکھون روپے کار خیر اور امر حسنات مین صرف کئے

نواب سر خواجہ احسن اللہ بہادر کے۔سی۔آئی۔ای۔

santi press, Dacca

ڈھاکے کی بہت سی پرانی مسجدین مرمت کرائین۔ اور اپنے صرف سے ڈھاکے
مین واٹر ورک یعنی پانی کی کل جاری کروائی جسکے ذریعہ سے ہر خاص و عام
کو بلا مکس عمدہ و صاف پانی ملتا ہے۔ عرب مین نہر زبیدہ کی مرمت کو خرچ
بھیجا۔ روس و ٹرکی کی لڑائی مین بیوہ گان اور یتیمان سپاہ ترکی کے واسطے
مبلغ کثیر ارسال کئے اور اکثر ملکون کی قحط سالی مین لاکھون روپئے سے
مصیبت زدگان کی امداد کی۔ وغیرہ وغیرہ بہت سے کار خیر ان سے ہوئے۔
۱۸۷۵ء کلکتے مین پرنس آف ویلس کی تشریف آوری کے دربار
مین نواب عبد الغنی بہادر کی والیان ملک کے برابر توقیر کی گئی اور پرنس
سے خاص ملاقات اور انعامات حاصل ہوئے۔ اور "اسٹار آف انڈیا" کا
خطاب ملا اور گورنر جنرل کی کونسل مین ممبر ہوئے پھر نائٹ کا خطاب پایا۔ جو
سب سے اعلیٰ درجے کا خطاب ہے۔ نواب سر عبد الغنی بہادر کا سا اقبال مند ابتدا سے آجتک
بنگالہ مین کوئی شخص پیدا نہین ہوا جس سے ساری بنگالے کی عزت افزائی ہوئی۔
نواب عبد الغنی بہادر نے اپنی حین حیات مین اپنے صاحبزادے
نواب احسن اللہ بہادر کو اپنا جانشین اور کل املاک کا مالک کر گئے تھے۔

نواب احسن اللہ بہادر

نواب احسن اللہ بہادر نہایت دانشمند۔ زیرک اور بہت حلیم اور سلیم الطبع
تھے۔ اُنھون نے ریاست کے کاروبار کو بحسن و خوبی انجام دیا اور
اپنی ملکیت کو بھی بہت ترقی دی۔ اور ضلع ڈھاکہ مین پرگنہ گوبندپور

خرید کیا۔ اور شہر مین بڑی روشنی کا انتظام کیا۔ اور وہ بھی گورنر جنرل ک
کونسل کے ممبر سقرر ہوے۔ اور اُنکو اسٹار آف انڈیا اور نایٹ کا خطاب
ملا۔ اہل شہر کو ان سے بھی بہت فیض پہنچا اور ہر ایک ملک مین انکی فیف
ہوئی۔ بریسال مین زنانہ ہسپتال انھین کی وجہ سے جاری ہوا۔ وغیرہ
بہت سے کار خیر ان سے ہوئے۔

نواب سلیم اللہ بہادر

بعد وفات نواب احسن اللہ انکے خلف الرشید نواب سلیم الل
بہادر اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ جو کہ اس وقت شمع خاندان او
ماہتاب بنگالہ ہین۔ انکو بھی قیصر ہند کی تاج پوشی کے وقت دہلی ک
دربار مین نواب بہادر کا خطاب ملا۔ اور والیان ملک کے شمار مین عز
افزائی ہوئی۔ یہ بھی نہایت زیرک اور امورات ریاست مین بغای
ہوشیار اور داد و دہش و غمخواری اہل شہر و دیار مین اپنے آبا و اجداد
کے یادگار ہین۔ اللہ انکو اور اُنکے خاندان کے صاحبان ذی شان کو
سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔ کہ فخر ڈھاکہ بلکہ فخر بنگالہ ہین۔ اس
خاندان مین بڑے بڑے لائق اور باکمال شخص بھی ہوئے۔

خواجہ اسد اللہ مرحوم فارسی مین بہت بڑے اعلیٰ درجے کے
شاعر تھے اور کوکب تخلص تھا۔ خواجہ عبدالرحیم عرف بچہ میان مغفور
فارسی کے بڑے منشی تھے۔ اشعار اُردو بھی کہتے تھے۔ حیا تخلص تھ

نواب سر خواجہ سلیم اللہ بہادر۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی

Santi Press, Dacca.

یدر جان مرحوم اُردو کے اچھے شاعر تھے۔ اور شائق تخلص تھا
بدالغفار مغفور بھی اُردو اشعار عمدہ کہتے تھے۔ اختر تخلص تھا۔

بہرۂ بست و نہم عمارات قدیم شہر ڈھاکہ وضلع ڈھاکہ

اسلام خان کی مسجد

شہر ڈھاکہ آباد کر کے اسلام خان نے جہان اپنے رہنے کا مکان
بنایا تھا۔ وہ محلہ ہنوز اُسکے نام سے اسلام پور مشہور ہے اُسکے مکان
عمارت کوئی نشان باقی نہین صرف اسکی تعمیر کی ہوئی مسجد اُسی محلہ
بدہٗ عاشق جمعدار مین ابتک قائم ہے جسکو اس شہر کی پہلی آبادی
یادگار کہتے ہین یہ ایک سہ گنبدی مسجد سابق وضع کی بنی ہوئی ہر
دہٗ سہ خانی مساجد کی وضع سے الگ ہے۔ کتابہ اُسکا معلوم نہین
اکھاڑ لیا محلہ دارون کی حفاظت مین مسجد ہنوز آباد اور اذان
وغیرہ جاری ہے۔

بنیت بی بی کی مسجد

یہ مسجد شہر ڈھاکہ کی آبادی کے قبل زمانے کی تعمیر کی ہوئی ہے
اور اندر یہ مین پُل کے اوتر جانب ہنوز قائم ہے ہر چند کہ یہ مسجد چھوٹی

اور ایک گنبدی ہے مگر بہت پُرانی اور قدیم زمانے کی تعمیر ہے۔ جب
یہان پہلی بستی چند مسلمانون کی ہوئی تھی اور نصیر الدین محمود شاہ کی
کا زمانہ اور دار السلطنت بنگالے کی گوڑ مین تھی اُسوقت یہ مسجد
ہوئی تھی۔ اُسکے کتابے کی نقل یہ ہے۔

شد مزین ببانگ حیّ فلاح
مسجدِ این غریب لیل و صباح
مسماۃ بخت بنیت دختر مرحمت
سنہ ۸۶۱ ہجری

حیات بیوپاری کی مسجد

اُسی محلہ نراندیہ مین پل کے دکھن طرف حیات بیوپاری نے
مسجد سنہ ۱۰۷۴ھ مطابق سنہ ۱۶۶۴ء مین تعمیر کی تھی اور نراندیہ کا پل بھی
بیوپاری کا بنایا ہوا ہے اس مسجد کے چراغان کے واسطے اُسوقت
کے صوبہ دار کی دی ہوئی جاگیر ایک سو بگیہ زمین اطراف مسجد
تھی جو متولیون کی بد دیانتی سے اسوقت صرف آٹھ دس بگیہ باقی
رہگئی ہے جسکی آمدنی سے ہنوز مسجد کی روشنی اور مرمت وغیرہ ہوتی
ہے اور پُل کی مرمت اور حفاظت مینونسپلٹی کرتی ہے۔

حاجی شاہ باز کی مسجد اور مقبرہ

یہہ مسجد شہر کے اُتر اور رمنہ کے میدان کے دکھن طرف واقع ہے
سنہ ۱ ہجری مطابق سنہ ۱۶۷۹ء مین تعمیر ہوئی تھی - بانی اسکا حاجی شاہ باز
سوداگر تھا جسنے عہد صوبہ داری مین شاہزادہ محمد آعظم کے یہ مسجد تعمیر کی
بہت بڑی سہ گنبدی مسجد ہے جسکا طول ۸۰ فیٹ اور عرض ۲۶ فیٹ
دروازون کی چوکھٹین اور ممبر سنگی ہین - اور اُسکے صحن مین پورب
حاجی شاہ باز کی قبر ہے جسپر ایک خوبصورت گُنبد بنا ہوا ہے طول
عرض برابر ۲۶ - فیٹ ہے -

نقل کتابہ مسجد

ساخت حاجی خواجہ شہباز این بنائے پاک را
آنکہ در رفعت بعرشِ آعظم ابناز آمدہ
برزبانِ عقلِ کل تاریخ این بنیاد پاک
مسجدِ زیباز حاجی خواجہ شہباز آمدہ

سنہ ۱۰۸۹ ہجری

چوڑی ہٹےّ کی مسجد

یہ مسجد چوک کے پچھم طرف محلہ چوڑی ہٹے مین واقع ہے۔ یہ ایک
چھت کی نہایت مستحکم مسجد ہے۔ طول ۳۰ فیٹ عرض ۱۴ فیٹ اندر
پیمایش سے ہے۔ دیوارین ۵ فیٹ چوڑی ہین کہتے ہین کہ یہ مسجد
ایک مندر تھا جو شاہ جہان بادشاہ صاحب قران کے عہد سلطنت ؟
کسی ہندو افسر نے تعمیر کیا تھا۔ سلطان شجاع نے جو اسوقت ؟
کا صوبہ دار تھا اس مندر کے بتون کو پھکواکر اسکی مسجد بنوائی چند برس
ہوئے کہ اُس مسجد کے صحن کی مرمت کرتے وقت ایک پتھر نکلا
باسودیو کی مورت بنی ہوئی ہے وہ پتھر اسوقت مسجد کے کونے پر
کیطرف سڑک کے قریب رکھا ہوا ہے۔

نقل کتابہ مسجد

قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوٰۃ
واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المہتدین قال النبی
علیہ السلام من بنیٰ مسجدا بنی اللہ تعالیٰ لہ سبعین بیتا فی الجنۃ بنی ہذا المسجد
فی عصر سلطان العہد والزمان ابو المظفر شہاب الدین صاحب قران الذی عدل ساعت

ساعت منه بعمل الثقلین یوازی شاهجهان بادشاه غازی
مین تسبت سلطنت بنجاله بوکلاء خلفة الرافع الویة العدالة
والشریعت والسلطنت القامع اساس البدعت مزین المسانه
والسریر شاه محمد شجاع بهادر الراجی الی رحمة الله الصمد
محمد بیگ غفرلہ ولوالدیه واحسن الیهما والیه۔

ترجمہ

کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق سوائے اُسکے نہین بنے گین مسجدین اللہ کی
جسنے ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قایم کیا نماز اور دیا زکوٰۃ اور
نہین ڈرا مگر اللہ کو پس امید ہے کہ وہ لوگ ہوٗین راہ پانے والون سے
اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جسنے بنائی مسجد بنائیگا اللہ تعالے واسطے
اسکے ایک گھر جنت مین۔ بنی یہ مسجد زمانہ مین سُلطان وقت یعنی زمانہ
ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران جسکے ایک ساعت کا انصاف
جن وانس کے عمل نیک کے برابر ہے شاہ جہان بادشاہ غازی بھین
والی سلطنت بنگالہ وکلا کو اسکے فرزند کے جو بلند کرنے والا جھنڈا
عدالت اور شریعت کا اور سلطان اُکھاڑنے والا بنیاد بدعت کی زینت
دینے والا مسند اور تخت کا شاہ محمد شجاع بہادر بندہ امیدوار رحمت اللہ
صمد کا محمد بیگ بخشے اُسکو اللہ اور والدین کو اُسکے اور احسان کرے اُن

دونون پر اور اُسپر

فارسی اشعار

یافت در عہد شاہزادہ شجاع	کفر ز اسلام مستقیم شکست
خامۂ اکنون کہ اوستاد قضا	نقش این مسجد شریف بہ بست
از خرد سال این بنا جستم	گفت فی الفور ان خدا پرست
کاف کفر او ز کفر دور کنی	می براید ز لفظ کفر شکست

سنہ ۱۰۶۰ھ

مسجد کوچہ ناسوا الا محلہ گرد قلعہ

یہ مسجد بہت قدیم اور زمانہ سلطنت مغلیہ کے قبل کی بنی ہوئی ہے بجلی کے گرنے سے اُسکا گنبد ٹوٹ گیا تھا جسقدر باقی تھا وہ بھی سنہ ۱۸۹۷ع کے زلزلہ مین بالکل شکست ہوگیا۔ صرف دیوارین باقی ہین۔ یہ مسجد سنہ ۸۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۸ع مین سلطان ناصر الدین ابو المظفر محمود شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر ہوئی تھی۔ طول ۲۷ فیٹ اور عرض ۱۶ فیٹ اندر کی پیمایش کے حساب سے ہے اور دیوارین ۴ فیٹ چوڑی ہین۔

قال اللہ تعالیٰ وان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً۔ استحکم ھذا

الباب بنی ایام خلافتہ الخلیفۃ مستعان ناصر الدین والدین ابو المظفر محمود شاہ السلطان خلد ملکہ السبحان ۔ المخاطب بخطاب خواجہ جہان صانہ عن افات الرحمن فی کالاقلام وجد مبارک باذن اللہ الی یوم التناد فی العشرین من شعبان سنۃ ثلث ستین وثمانمائۃ من الھجر النبی صلی اللہ علیہ والہ اجمعین۔

ترجمہ

کہا اللہ تعالے نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بولاؤ ساتھ اللہ کے کیسیکو۔ مضبوط ہوا یہ دروازہ اور بنائی گئی ایام خلافت مین خلیفہ مدد چاہنے والے کو مددگار دنیا اور دین کا البو المظفر محمود شاہ سلطان ہمیشہ رکھے ملک اسکا سبحان ۔ مخاطب ہے خطاب مین خواجہ جہان کے بچاے اسکو آفتون سے رحمن ۔ ملک مین جد مبارک کے حکم سے اللہ کے روز قیامت تک (تاریخ) بیسوین شعبان سنہ آٹھ سو ترسٹھ ہجری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واجمعین ۔ ۸۶۳ھ ۔ لہ

نواب شالیستہ خان کی مسجد واقع بابو بازار لب دریا

لہ اس مسجد اور بنیت بی بی کی مسجد کے کتابے کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خان کے شہر ڈھاکہ بسانے کے قبل بھی یہان مسلمانون کی بستی تھی۔

امیرالامرا نواب شایستہ خان کی تعمیرات مین یہ پہلی مسجد ہے جو اُسکے
مکان کے ساتھ تعمیر ہوئی تھی یہ مسجد محلۂ بابو بازار مین بوڑھی گنگا ندی
کے اُتر کنارے پر واقع ہے اور تین ۳ گنبد کی نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے
جو ہنوز قائم ہے اور محلہ دارون کی حفاظت سے آباد اور اذان وصلوٰۃ
کے ساتھ جاری ہے نواب شایستہ خان کا مکان اسی مسجد کے قریب
لب دریا تھا اِسوقت اُسکا کوئی نشان باقی نہین ہے۔ صرف ایک
پشتہ جو بابو بازار کے گھاٹ سے پورب طرف کھال تک موجود ہے
یہ گھاٹ بھی نواب شایستہ خان کا بنوایا ہوا ہے۔ اُسکے مکان کا احاطہ
دکھن دریا اوتر سڑک پورب بابو بازار کی کھال (نالہ) پچھم
مڈفورڈ ہسپتال کے پچھم سامنے کی سڑک تھی اِسوقت وہ سب
زمین میڈیکل اسکول اور زنانہ ہسپتال وغیرہ کے متعلق ہے۔ اس
سرزمین کا نام سابق مین کٹرہ پاکرتلی مشہور تھا۔ جو بعد ازان بابو بازار
کے نام سے معروف ہوا۔ یہ مکان اور مسجد نواب شایستہ خان کی پہلی
صوبہ داری کے زمانے یعنی سنہ ۱۶۶۴ء مین بنے تھے۔ اور اِس مسجد کی
اُتر طرف نواب شایستہ خان کی ایک لڑکی شاہزادی خانم عرف لاڈو
بی بی کا مقبرہ بھی تھا جو زنانہ ہسپتال بنے کے وقت منہدم کر دیا گیا
اِس مسجد کے کتابہ کے نوشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شایستہ خان نے

...کے انتظام روشنی اور مرمت وغیرہ اور غربا و مساکین کے وظیفہ کے
...لئے بہت سی زمین اور مکانات بھی وقف کئے تھے۔ آتش زدگی
...کتابہ کے پتھر کا زیادہ حصہ جلکر حروف مٹ گئے ہیں جسقدر باقی
...اسکی نقل یہ ہے۔

نقل کتابۂ مسجد

...للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین اما بعد آنکہ چون این مقام
...فرجام خیرخواہ فقرا امیدوار رحمت حق جل وعلے شایستہ خان امیر الامرا
...نمودہ وقف شرعی کردہ کہ تمام محصول این تصرف تعمیر و وظیفہ
...مسجد و مستحقین و متوکلین .... حکام ذوی الاقتدار و امرا نامدار
...از بیرستم و مستقر دارند کہ درین وقف ..... نماید .... حق
...خواہند شد .... کردہ .... مستحقین .... شد سال ...

مسجد خان محمد مردہا

یہ مسجد لعل باغ کے قلعہ سے کوئی پون میل اُتر پچھم طرف محلہ آتشخانہ
...واقع ہے یہ ایک دو منزلہ سہ گنبدی مسجد ہے چبوترا اسکا۔ جسپر مسجد
...کی مسجد قائم ہے۔ طول مین ۱۲۵ فیٹ عرض ۱۰۰ فیٹ اور ۱۷ فیٹ

بلند ہے مسجد کا طول ۸۴ فیٹ عرض ۴۲ فیٹ اور احاطے کی دیوار
سے پورب کو بہت دور تک ہے نیچے کی کوٹھریان اور دالان میں
مینوسپل کے بیل وغیرہ رہتے ہین۔ مسجد اسوقت نہایت بے
کی حالت مین ہے محلہ دارون کے انتظام سے روشنی اور اذان
ہوتی ہے اسکے کتابے سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اورنگ زیب
عہد سلطنت مین اور مرشد قلیخان کی صوبہ داری کے وقت مین
مرد ہا جو اسوقت کی سرکار صوبہ داری کا کوئی عہدہ دار تھا قاضی عباد اللہ
ایما سے جو اسوقت قاضی شہر تھے سنہ ۱۱۱۶ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء مین
اسکی قبر بھی صحن مسجد کے نیچے اُتر طرف ہنوز موجود ہے۔

نقل کتابہ مسجد

بعہدِ شاہِ اہلِ ہمت و داد	کہ داد انقیاد شرع
زہے شاہی کہ باشد زیبِ اورنگ	خجے ماہے کہ مُہر سُش گ
دل صدق آشنائے حامیِ شرع	عباد اللہ قاضی کرد ارسـ
کہ از بہر عبادت خان محمد	کند مسجد بصدقِ خویش
بفکرِ سال تاریخش چو رفتم	ندائے ہاتفے از غیب
سر کفر از بنایش رفت بر باد	زطاعت خانہ اش تاریخ

سنہ ۱۱۱۶ھ

Santi Press, Dacca

قلعہ لال باغ

لعہ لال باغ معروف بہ قلعہ اورنگ آباد۔ یہ قلعہ ۱۶۷۸ء مین اورنگ زیب
ے لڑکے شاہزادہ محمد آعظم نے بنانا شروع کیا تھا مگر حسب طلب
زیب کے مرہٹون کی لڑائی مین اورنگ زیب کے شامل ہونے
سے اس قلعہ کو ناتمام چھوڑکر چلا گیا اور امیرالامرا نواب
ان کو جو اسکے جگہ پر صوبہ دار بنگالہ ہوکر دوسری بار آیا تھا اسکی
نے کو تاکید کر گیا۔ مگر نواب شائستہ خان نے بہ سبب انتقال
ان بی بی پری کے جو شاہزادہ محمد آعظم کی زوجہ تھی اس قلعہ کی
نوس جانکر اتمام کو نہین پہنچایا صرف ایک خوبصورت سنگی مقبرہ
ان بی بی پری کا وہان بنواکر قلعہ کو ناتمام چھوڑ دیا۔ اورنگ زیب
ن قلعے کو نواب شائستہ خان کی جاگیر مین مرحمت کردیا۔ جسکے مالک
ئے ورثا ہین اور ۱۸۵۸ء مین اونکے ورثا نے قلعہ مذکور سرکار
ن کو قائمی بندوبست مین دیدیا اور سالانہ مبلغ ساٹھ روپیہ
ین۔ وہ قلعہ اسوقت گورنمنٹ کے تصرف مین ہے اور جو
تعمیرات اسوقت باقی ہے وہ شاہزادہ محمد آعظم کی بناہوئی
سکا ذکر بہرۂ ہفتم مین مذکور ہوچکا ہے۔ اس قلعے کے اندر

قابل ذکر تعمیرات یہ ہین - دریا کیطرف کا پشتہ اور فصیل - ڈو ڈ
ایک حمام کا مکان اور اسکے پورب ایک تالاب اور پچھم جانب ا
مسجد ہے - حمام کا مکان دو منزلہ اور اُسکی چھت لداؤ کی ہے
پائے پتھر کے ہین - نیچے کے منزل مین غسلخانہ تھا اور اوپر ش
جلوس کرتا تھا - اِسوقت وہ مکان پولیس اسٹیشن ہے مسج
ابتدائے تعمیر قلعہ کے وقت کی بنی ہوئی ہے تین گنبد کی
مسجد ہے اور ممبر سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے - کتابہ نہین ہے
اِسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے -

لال باغ کی بڑی مسجد

یہ مسجد شاہزادہ فرخ سیر کی بنائی ہوئی ہے ۱۷۰۳ع مین ج
وہ اپنے والد شاہزادہ عظیم الشان کا قائم مقام صوبہ دار بنگالہ
ڈھاکے مین آیا تھا - یہ بہت بڑی مسجد ہے جسمین ڈیڑھ ہزا
کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے طول ۱۶۴ فیٹ عرض ۴۵ فیٹ
کے قلعہ کی دکھن طرف کی دیوار کے محض قریب واقع ہے ج
اسکی دالانی یعنے لکڑی کے شہتیر برگے کی بنی ہوئی تھی - اور ش
ہوکر گر پڑی تھی چند سال ہوے ڈھاکے کے نواب سر عبدالغنی

Santi Press, Dacca.

نے پھر اسکی چھت بنواکر از سرِ نو مرمت کرادی ہے یہ مسجد اسوقت محلہ
[illegible]ون کی حفاظت مین آباد اور اذان وصلواۃ کیساتھ جاری ہے۔

چوک کی مسجد

یہ مسجد ۱۰۸۶ھ مین امیر الامرا نواب شاستہ خان نے تعمیر
[illegible]ہے جو چوک کے پچھم طرف واقع ہے اور ایک اندارہ بھی اسی مسجد
[illegible]نیچے سڑک کی جانب ہنوز موجود ہے اسکے صحن کے پورب حصے
[illegible]نیچے دوکانین ہین جسکے محاصل سے مسجد کی روشنی اور مرمت
[illegible]جاری ہے۔ یہ ایک سہ گنبدی بہت بڑی عظیم الشان مسجد ہے
[illegible]مع چبوترہ وصحن ۹۴ فیٹ عرض اسی فیٹ اور بلند دس فیٹ
[illegible]مسجد کا طول پچاس فیٹ اور عرض پچیس ۲۵ فیٹ ہے سابق
[illegible]ناظمان ڈھاکہ عیدین کی نماز جماعت کے ساتھ اسی مسجد مین
[illegible]تے تھے اسکا برآمدہ حوض وغیرہ حاجی فقیر محمد نے بنوایا ہے جس سے
[illegible]جد کی شان اور عظمت دونی ہوئی ہے۔

اصل مسجد کے کتابے کی نقل

از صدق بساخت مسجدے بہر خدا		[illegible]ستہ راہ حق امیر الامرا

طالب زخرد چون جست تاریخ بنا		گفتم کہ شد از لطف خدا فرض ادا

سنہ ۱۰۸۶ ہجری

بیگم بازار کی مسجد

بیگم بازار کی مسجد نواب کارطلب خان کی بنائی ہوئی ہے۔ یہ پانچ گنبد کی دو منزلہ مسجد ہے۔ نیچے دوکانین ہین۔ جسکی آمدنی سے مسجد روشنی وغیرہ جاری ہے[عہ]۔ اس مسجد کو مرزا غلام پیر مغفور نے از سر نو درست کرواکے آباد کی ہے اس مسجد کی پورب طرف ایک باؤلی بہت بڑا اندارہ (کنوان) ہے اسکو بھی مرزا صاحب نے درست کرادیا۔ کتابہ اسکا نہین معلوم کیا ہوا اسلیے سنہ تعمیر معلوم نہین ہوسکا۔

بڑا کٹرہ

بڑا کٹرے کا ذکر بہرۂ ششم مین ہو چکا ہے۔ اس مکان کی عمارت بہت بڑی اور نہایت مستحکم ہے۔ بوڑھی گنگا ندی کے اُتر جانب لب دریا

عہ۔ اس مسجد کے شامل ایک بازار بھی وقف تھا چنانچہ وارثون مین نواب کارطلب خان کے حاجی بیگم بنت غضنفر حسین اخیر متولی تھین جنکے نام سے بیگم بازار مشہور ہے از تاریخ نصرت جنگی۔

چوک کی دکھن سمت واقع ہے۔ دریا کی طرف ایک بڑی گبند دار ڈیوڑھی اور دو ہشت پہلو برج ہین یہ مکان سنہ ۱۰۵۳ھ مطابق سنہ ۱۶۴۳ع شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین شاہزادہ محمد شجاع کے حکم سے جو اُسوقت بنگالے کا صوبہ دار تھا۔ میر قاسم دیوان نے بنوایا تھا معلوم نہین یہ مکان کس مصرف کے واسطے بنا تھا۔ کہتے ہین کہ یہ مکان صوبہ دار کو ناپسند ہونے کی وجہ سے میر قاسم کو دیدیا تھا جسکو اسنے کاروان سرا مقرر کی تھی۔ ڈیوڑھی کے گبند کے اندر جو کتابہ ہے اسکی نقل یہ ہے۔

بود در عہد عدل شاہ شجاع	خلفِ صدق بادشاہ جہان
آنکہ از روے افتخار کنند	خاک روبی درگہش خاقان
...ہر بُرگرد از گھر کفِ او	بحر را جیب و ابر را دامان
...حجاب از فروغ شمعہ اُو	یدِ بیضاے موسیِ عمران
...در درگہش ابو القاسم	این بناے رفیع عرش ارکان
...بنا رشک بارگاہِ سپہر	چہ بنا نسخہ ریاضِ جہان
...در ایوان آسمان قدرش	ہمچو گردون ہزار سرگردان
...سال بناے او عمرے	بود معمار فکر من حیران
...غیب گفت تاریخش	در امان باد از آفتِ دوران

یہ مکان جب میر قاسم کو ملا اسنے اسکو وقف کر کے چوک کی طرف
کی ڈیوڑھی کی دیوار مین جو اِسوقت منہدم ہے ایک پتھر پر کتبہ
کہود واکر لگا دیا۔ اور شہر کی طرف جو کوٹھریان تھین۔ اُسمین دو تین
بٹھادین۔ جسکے محاصل کو مکان کی مرمت اور غریب مسافر وان
کی پرورش کے واسطے مقرر کر دیا۔ اس کٹڑے کے اسوقت
بہت سے مالک ہین اور اکثرون کا حصہ شکست ہو گیا ہے۔

نقل کتابہ وقف میر قاسم

سلطان شاہ شجاع بہادر یہ بناے خیرات مصروف بود لاجرم
امید وار رحمت ایزدی ابو القاسم الحسینی الطباطبا السمناہی این
خجستہ مقام رابع بست ۲۲ و دو دکان متصل وقف بان وصحیح وشرعی
مشروط نمود۔ آنکہ متصدیان او قاف حاصل آنہا بر صرف تعمیر
و مساکین نمایند و چون نزول مستحقے کند کرایہ از دیگیرند تا ثواب
آن بروزگار ہمایون راجع گردد تخلف نواز ندکہ در روز جزا مواخذ
خواہند بود۔ کتبہ سعد الدین فی السنہ ۱۰۵۵ از محمدی۔

چھوٹا کٹرہ

اس مکان کا بھی ذکر بہرہ ششم مین ہوا ہے۔ یہ کٹرہ امیر الامرا

ب شایستہ خان کا بنایا ہوا ہے ۱۶۶۳ء مین بادشاہ اورنگ زیب کے
سلطنت مین اسکی تعمیر ہوئی ہے۔ یہ مکان بڑے کٹرہ کے مکان سے
ہے یہ بھی بوڑھی گنگا ندی کے اُتّر طرف امام گنج کے قریب لبِ دریا
ہے۔ ساخت اسکی شایستہ خانی تعمیرات کی سی ہے دریا کیطرف
عظیم الشان ڈیوڑھی ہے۔ اور اسکی دونون طرف مکانات بنے
ہین۔ یہ مکان بھی شاید کاروان سرائے یا سرکاری کسی مصرف
سطے بنا تھا۔ مگر بہ سبب گذرنے ایک زمانۂ دراز کے اسکی بہت
عمارات شکست اور جریدہ ہوگئی تھی پادری شپرڈ صاحب نے
درست کرا کے چندے اُسمین بود و باش اختیار کی تھی۔ بعد از ان
ان اس مکان مین نورمن اسکول تھا۔ اِسوقت وہ مکان نواب
ب ڈھاکہ کے تصرف مین کویلے اور چونے کا کارخانہ جاری ہے
کٹرہ کے صحن مین نواب شایستہ خان کا بنایا ہوا ایک مقبرہ بھی تھا
مین چنپہ بی بی کی قبر تھی یہ محلہ چنپہ تلی اُسی کے نام سے مشہور ہے
ری سپرڈ صاحب نے اسکو مسمار کر دیا ہے۔

نیم تلی کا نوابی مکان

۱۷۶۵ء مین جب لفٹنٹ سوئنٹن جو اتبک یہان کے لوگون

مین سولیٹن صاحب مشہور ہے۔ کمپنی کیطرف سے اجنٹ مقرر ہو کر
ڈھاکے مین آیا اور نایب ناظم نواب جسارت خان سے دیوانی کا چ
لیا۔ نواب جسارت خان سابق قلعہ سی جہان اب جیلخانہ۔ بگلا پھاٹک
اور چوک ہے اُٹھکر بڑے کڑے مین جا رہے اور نیم تلی مین اِنکے
رہنے کا مکان تیار ہونا شروع ہوا۔ اور بہت جلد بن گیا۔ وہین ج
رہنے لگے جہان اُنکی پانچ پشت نواب غازی الدین حیدر تک
گذری۔ اِسوقت اس مکان کی صرف ایک ڈیوڑھی اور ایک
بارہ دری موجود ہے اور سب مکانات مُنہدم ہو گئے۔ نواب غازی الد
کے ۱۸۴۳ء مین لاوارث انتقال کرنے کے سبب سے گورمنٹ
اُسکی مالک ہوئی اور نیلام کر دیا جو اسوقت کسی بنگالی بابو کے دخل
و تصرف مین ہے۔

حسینی دالان

حسینی دالان اس شہر کی ایک نامی عمارت ہے۔ جسکو ۱۰۵۲ھ
مطابق ۱۶۴۲ء مین شاہ شجاع کی صوبہ داری کے وقت مین میر مرا
نے جو نظامت کے نواڑیکا داروغہ تھا تعمیر کی ہے مشہور ہے۔ کہ
میر مُراد نے ایک شب خواب مین دیکھا۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلا

Santi Press, Dacca.

ں امام باڑہ تعمیر کر رہے ہین اور میر مراد کو فرمایا کہ تو بھی میری یادگاری
لئے ایک امام باڑہ تعمیر کر۔ میر مُراد نے یہ خواب دیکھکر اُسکے دوسرے
ن یہ امام باڑہ بنوانا شروع کیا۔ اور اپنی حُسن نیت سے اس عالیشان
ان کی تعمیر کو اختتام تک پہنچایا۔ یہ ایک نہایت خوبصورت دومنزلہ
ان ہے۔ جسپر دو بُرج ہین۔ دکھن طرف زیر برآمدہ ایک تالاب ہے
ست کو ایک وسیع میدان کے بعد ڈیوڑھی اور دومنزلہ نقارخانہ
اور اسکے پچھم تعزیہ وغیرہ کا ایک مکان ہے۔ اور اوسکے متصل
دومنزلہ قطعہ ہے جسمین پولیس کا سیکشن ہے۔ چہار طرف احاطے
یوارین ہین اور دکھن طرف بھی ایک ڈیوڑھی ہے۔ محرم مین ان دیوارو
طاقون پر چراغون کی روشنی ہوتی ہے اور دالان کے اوپر
ون مین اور برجون پر شیشے کی ٹٹیان لگاکر روشنی کیجاتی ہے
ں سے نہایت خوبی اور عظمت شان دالان کی ہوتی ہے۔ بعد
مُراد کے اس امام باڑہ کے متولی نائب ناظمان ڈھاکہ رہے
مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ سالانہ اسکے خرچ کے واسطے نظامت
مقرر کیا۔ جو ہنوز سرکار گورنمنٹ سے ملتا ہے۔ اسکے اہتمام
واسطے ایک داروغہ مقرر ہے اور حسن وخوبی کے ساتھ سب
انجام ہوتے ہین ۱۸۹۷ء کے زلزلہ مین اس مکان کا بہت سا

حصہ شکست ہوگیا تھا۔ جسکو نواب سر احسن اللہ بہادر نے تخمیناً ایک لاکھ روپیہ صرف کرکے از سر نو تعمیر اور مرمت کراکے بنوا دیا ہے

حسینی دالان کے کتابہ کی نقل

در زمانِ بادشاہِ باوقار	آن عظیم الشان شاہ نامدا[ر]
ساخت این ماتم سرا سید مراد	در سِنِ پنجاہ و دو بر ایک ہ[زار]

سنہ ۱۰۵۲ھ

عیدگاہ

عیدگاہ کے اوپر کھلا ہوا ایک چبوترہ ہے زمین سے ۴ فیٹ اونچا طول ۲۴۵ فیٹ اور عرض ۱۳۷ فیٹ تین طرف ۶ فیٹ اور پچھم طرف ۱۵ فیٹ بلند دیواریں ہیں جسمیں محراب اور ممبر ہیں یہ عیدگاہ سنہ ۱۰۵۰ھ مطابق سنہ ۱۶۴۰ء مین عہد صوبہ داری مین شاہ شجاع کے میر ابوالقاسم نے تعمیر کی ہے۔ جسمین صوبہ دار اور ناظم بنگالہ مع لواحقین اور اہالیان شہر عیدین کی نماز ادا کرتے تھے عیدگاہ اسوقت احاطۂ شہر سے کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر را[منا] کی بازار مین واقع ہے جو سابق مین شہر کے شامل تھا۔ اور نہایت

ست حالت مین ہے۔ اس اطراف کے مسلمان اور شہر کے اکثر لوگ
ہر وہان عیدین کی نماز پڑھتے ہین اور شہر کے مسلمانان ماہی
ش ہر سال وہان ایک میلا کیا کرتے ہین جسمین ہزارون لوگونکا مجمع اور
ہداری ہوتی ہے۔ کتابہ اسکا جو پچھم طرف دیوار مین ہے اُس کی
ں یہ ہے۔

ہر ابو القاسم آنکہ دولت او	چہرۂ رنگین ز صبغتہ اللہ است
ہ جہان کارنامۂ جاہش	نقش دلہا و ورد افواہ است
یدگاہے کز و عمارت یافت	رفعتش رشک ذرۂ ماہ است
ہر او کہ برجِ مسعود است	کوکب شرع را شرف گاہ است
ہ او ست عون این توفیق	عون توفیق داد اللہ است
ہر نار بخش آید این مصرع	سال ہجری ہزار و پنجاہ است
حساب جمل چو برشمری	جلس چون صریح دلخواہ است

سنہ ۱۰۵۰ ہجری

دارابیگم کا مقبرہ

اس مقبرہ کی ایک خوبصورت عمارت تھی جو اسوقت نہایت
شکستہ حالت مین ہے۔ اور سرکاری پیلخانہ کی اُتر پچھم کیطرف

سوا میل کے تفاوت پر محلۂ جعفر آباد۔ سراے بیگم پور مین واقع
جو سابق مین احاطہ شہر کے اندر تھا معلوم نہین کہ یہ دارا بیگم کون تھین بعض لوگ
کہتے ہین کہ یہ بھی امیر الامرا نواب شایستہ خان کی لڑکی تھی۔ اور بعض
کہتے ہین کہ نواب شایستہ خان کے پہلے کسی صوبہ دار کی زوجہ تھی
مگر مقبرہ کی شان و شوکت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے منصب
دار کی بی بی یا لڑکی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا گنبد دار مقبرہ ہے جسکے
گنبد کے دائرہ کا قطر ۲۵ - فیٹ اور اندر کیطرف مقبرہ ½۲۷ - فیٹ
مربع ہے دیوارین ۷ - فیٹ چوڑی ہین اور سامنے ایک برآمد
اور پچھم سمت ایک تالاب ہے۔ اس مقبرہ کے متعلق بہت سی ملک
تھی۔ کتابہ اسکا معلوم نہین کیا ہوا۔ جسکے بغیر تاریخ تعمیر وغیرہ
کچھ نہین دریافت ہو سکا۔

گرونانک کا کنوان

یہ کنوان دارا بیگم کے مقبرہ سے کوئی تین ۳۰۰ سو گز کے فاصلہ پر ہے
یہ ایک بہت بڑا پکا اندارہ گرونانک کے نام سے مشہور ہے۔ گرونانک
قوم سکھ کا گرو تھا۔ کہتے ہین کہ گرونانک جب ڈھاکے مین آیا تھا
اسی کنوان کا پانی نوش کیا کرتا تھا۔ جب ہی اس کنوان کے پانی سے

مندل ڈھاک ایشری دیبی

Santi Press, Dacca.

طرح کی بیماریان دور ہوتی ہین۔ مگر یہان کے نانک شاہی مندر کے مہنت کا قول ہے کہ گرو نانک ڈھاکے مین نہین آیا۔ گرو تیغ بہادر جو نانگرو اس قوم کا شاہ اورنگ زیب کے زمانے مین یہان آیا تھا اسنے اس کنوئین کا پانی پیا تھا اس کنوئین کے قریب سابق مین نانک شاہی ایک اکھاڑہ بھی تھا جسکی اسوقت صرف ایک محراب باقی ہے۔

ڈھاکسری کا مندر

یہ مندر شہر کے پچھم حصہ محلہ ڈھاکسری مین واقع ہے۔ اور شہر مین یہ ایک بہت مشہور اور قدیم مندر ہے۔ کہتے ہین کہ اس مندر کو پہلے راجہ بلال سین نے تعمیر کیا تھا اور بعد ازان راجہ مان سنگھ نے از سر نو اسکو بنوایا تھا۔ وہ بھی شکست ہونے کے بعد تخمیناً دو سو برس ہوے کہ کمپنی کی تجارتی کوٹھی کے کئی ہندو عملے نے اس مندر کو پھر تیار کرا دیا ہے جو ہنوز قائم ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب لکھتے ہین کہ اس مندر کی دیبی وہی دیبی ہے جسکو بلال سین نے جنگل کے اندر سے نکال کر اس مندر مین استھاپنا کیا تھا اور اسکا نام ڈھاکیسری یعنے چھپی ہوئی دیبی رکھا تھا۔ اور یہ شہر ڈھاکہ اسی

دیبی کے نام سے نام زد ہے۔ یہ قابل قیاس نہیں ہے اگر یہ مندر بہت پرانہ اور سابق زمانے کا ہوتا تو ضرور قدیم تواریخ مین اسکا ذکر آتا۔۔ اصل یہ ہے کہ یہ دیبی اسی شہر کے نام سے نام زد ہے ڈھاکسری یعنے ڈھاکے کی دیبی۔

جے کالی کا مندر

یہ مندر محلہ ٹھٹیری بازار مین واقع ہے اور زمانہ قدیم کا بنا ہوا ہے۔ یہ تین مندر ہین۔ جسکا ایک مندر ۵۰ فیٹ بلند ہے جسمین کالی کی سنگی مورت نصب ہے۔ اور دوسرا مندر پنچ رتن یعنے پانچ چونٹی کا ہے۔ اور پورب طرف کا مندر ۲۰ فیٹ بلند ہے معلوم نہین یہ مندر کس زمانے مین اور کسنے تعمیر کیا ہے۔

سکھ سنگت

سکھ سنگت کے نام سے محلۂ سنگت ٹولہ مشہور ہے۔ یہ قدیم زمانہ کا ایک نانک شاہی مندر ہے۔ جو بادشاہ اورنگ زیب کے زمانے مین تعمیر ہوا تھا۔ اصل مندر اسوقت نہین ہے۔ اُسیکی نیو پر اسوقت جو مندر بنا ہوا ہے یہ کوئی چالیس پچاس سال کا ہے۔ کہتے ہین کہ حسب

گرد تیغ بہادر ڈھاکے مین آیا تھا۔ اُسوقت کا یہ مندر ہے۔ اُسکی
ایک تصویر بھی اس مین ہے۔ یہ مندر دو منزلہ مکان ہے۔ اوپر
کے منزل مین نانک شاہ کا گرنتھ (کتاب) اور گرو تیغ بہادر اور
گرد گوبند کی تصویرین ہین۔ نیچے کے منزل مین اُس مندر کے
پوجاری رہتے ہین۔

خواجہ عنبر کی مسجد پُل اور چاہ

خواجہ عنبر کی مسجد پُل اور چاہ شہر سے دو میل اُتر کاروان مین
ڈھاکہ میمن سنگھ کے رستے پر واقع ہے۔ جسکو شاہ اورنگ زیب
کے عہد سلطنت مین امیر الامرا نواب شالیستہ خان کا خواجہ سرا عنبر
نے ۱۰۹۰ ہجری مطابق ۱۶۸۰ء مین تعمیر کی ہے۔ یہ مسجد ۳ گنبدی
نہایت خوبصورت اور مستحکم عمارت ہے جسکا ممبر اور دروازونکی چوکھٹین
سنگی ہین۔ یہ مسجد اسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے اس کے
اطراف کے مسلمان اسکی روشنی کرتے ہین اور اذان صلوٰۃ جاری
رکھتے ہین اس مسجد کے متعلق بہت سی زمین بھی تھی جو منتقل ہو گئی۔
خواجہ عنبر کی قبر اُسی مسجد کے صحن مین ہے۔ پُل نہایت مستحکم ریختہ
سنگ کا ہے کھال پر بنا ہوا ہے۔ جو ڈھاکہ۔ میمن سنگھ کی سڑک کا

پہلا پُل ہے۔ یہ ایک محراب کا پُل ہے۔ باوجود اس درازی زمانہ کے ہنوز نہایت مضبوط اور کار آمد ہے۔

کنوان ایک پکّا اندارہ ہے جو مسجد کے صحن مین واقع ہے یہ مسجد پل اور اندارہ ایک ہی زمانے مین بنے ہین۔ مسجد کے کتابے کی نقل یہ ہے

نقل کتابہ

بدورِ شہ اورنگ زیب آن شہنشہ — کہ افزود زد قدرِ دین پیمبر

باقبال او یافت چون زیب و زینت — ز شایستہ خان ملک بنگالہ یکسر

بیرون پل و باغ و مسجد بدانکہ — مرتب شد از عنبر نیک اختر

چو شد ساختہ کار در فکر سالش — فرو شد بر سمِ دعا نکتہ پرور

سروشی بگفتا بماند یا رب — بُد بنا پل و مسجد و خواجہ عنبر

سنہ ۱۰۹۰ ہجری

ٹونگی کا پُل

یہ پل سنہ ۱۶۶۱ع مین میر جملہ نے کوچ بہار پر تاخت کرتے وقت بنایا تھا۔ یہ ایک ریختہ مستحکم پل ٹونگی ندی پر واقع تھا جسکو اور پگلا کے پل کو اراکانیون کی پہلی لڑائی کے

وقت مین انگریزون نے توڑ دیا ہے اُسکے ٹوٹے ہوئے آثار ندی کے دونون طرف ہنوز موجود ہین تاریخ نصرت جنگی مین لکھا ہے کہ یہ پل ٹونگی شاہ ایک فقیر کا بنایا ہوا تھا۔

پگلے کا پُل

یہ پل بھی سنہ ۱۶۶۰ء مین میر جملہ کا بنایا ہوا پگلے کے کھال (؟) پر واقع ہے اس پل کو بھی انگریزون نے اراکانیون کی تاخت کیوقت مین توڑ دیا ہے۔ صرف دو بُرج ہنوز باقی ہین جو دور سے نظر آتے ہین۔ مشہور ہے کہ یہ پُل پگلا نام ایک فقیر کا بنایا ہوا ہے۔ اور ہنوز ٹوٹے ہوے پل کا پُشتہ اور برجون پر اُس فقیر کے نام پر لوگ چراغی چڑھاتے ہین۔ اور لڑکون کی چوٹی اُتارتے ہین۔

سات گنبد کی مسجد

یہ ایک خوبصورت اور خوشنما بڑی مسجد ہے۔ جو شہر کے اُتر طرف جعفر آباد مین لب دریا واقع ہے۔ دریا اسوقت بالو کے ... کی وجہ سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہٹ گیا ہے۔ سابق شہر کا پچھم سوانہ بہت دور تک تھا اُسوقت یہ مسجد شہر کے اندر تھی

یہ مسجد بھی امیر الامُرا نواب شایستہ خان کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ یہ ایک
عالیشان سہ گنبدی مسجد ہے۔ اور چارون کونے پر ہشت پہلو چار
برج ہین اور اُنپر بھی گنبد بنے ہین جس سے یہ مسجد سات گنبد کی
مشہور ہے کتابہ اُسکا معلوم نہین کیا ہوا۔ چند سال ہوے کہ اِس
مسجد کو ڈھاکہ کے نواب سر احسن اللہ بہادر نے از سرِ نو مرمت
کرادی ہے اور ایک موذن بھی مقرر کر دیا ہے جس سے مسجد کی
آبادی ہوگئی ہے۔ اور پانچون وقت اذان و نماز ہوتی ہے
اس مسجد کی پورب طرف کوئی سَو گز تفاوت پر ایک مقبرہ
بھی ہے جسمین دو قبرین نواب شایستہ خان کی دو لڑکیون کی ہین
یہ مقبرہ بھی بہت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ سنگی چوکھٹین اور جلوسی لگی
ہوئی ہین اوپر کا گنبد گر پڑا ہے۔ اور مقبرہ نہایت شکستہ حالت
مین ہے۔

حضرت شاہ علی صاحب کی درگاہ

شہر سے آٹھ میل دور۔ میرپور کے قریب۔ حضرت شاہ
بغدادی قدس اللہ سرُہ کی درگاہ یعنے مزار شریف واقع ہے۔
ایک بڑا مشہور اور متبرک مزار ہے۔ ہزارون آدمی شہر اور اطراف

سے برسات کے دنون مین کشتیون پر زیارت کو آتے ہین۔ یہہ مزار
بہت مستحکم بنا ہوا ہے۔ طول اور عرض دونون ۳۶۔ فیٹ برابر ہے۔
دیوارین ۷ فیٹ چوڑی ہین اور ایک بہت بڑا گنبد ہے۔ جو دور
سے نظر آتا ہے۔ اور اسکے احاطے مین بہت سی زمین اور مکانات
ہین۔ مشہور ہے کہ حضرت شاہ علی بغداد کے شاہزادہ تھے۔ اور
چالیس اولیا کے ساتھ بنگالے مین آئے تھے جنہون نے اُس ملک
مین اسلام جاری کیا۔ حضرت شاہ علی اپنے چار مُریدون کو لیکر
اسی جگہ جہان مزار شریف ہے تشریف لائے۔ یہان سابق مین ایک
پُرانی مسجد تھی جسمین آپ آکر قیام پذیر ہوئے اُسکا سن تاریخ ذیل کے
لکھے ہوئے نقل کتابے سے ظاہر ہے۔ اُسوقت یوسف شاہ بنگالے
کا بادشاہ تھا اور گوڑ دار السلطنت تھی حضرت شاہ علی نے ۹۸۵ھ ہجری
مطابق ۱۵۷۷ء مین انتقال فرمایا۔ اور اسی مسجد مین مدفون ہوئے
کہتے ہین کہ انتقال کے قبل آپ نے چلّہ کھینچکر مسجد کا دروازہ بند
کر لیا تھا۔ اور مُریدون کو فرما دیا تھا۔ کہ چالیس دن تک کوئی دروازہ
نہ کھولے۔ جب اُنتالیس ۳۹ دن گذرے اور چلّہ پورا ہونے کو ایک
دن باقی رہا۔ مُریدون نے مسجد کے باہر سے آواز سُنی کہ جیسے
کوئی چیز عرق سے قسم کی آگ پر کھول رہی ہے۔ مُریدون نے متعجب

ہو کر دروازہ بزور کھولا۔ تو دیکھا کہ حضرت کا پتہ نہین ہے صرف ایک گڈھے مین خون جوش کھاکر اوبل رہا ہے۔ اُسیوقت غیب سے ایک آواز آئی کہ جیسے حضرت فرماتے ہین کہ تم بھی اِسمین مل جاؤ چنانچہ اُنھون نے ویساہی کیا۔ اللہ اکبر کیا راز ہے۔

اِس مزار شریف کی مسجد پہلے ۸۵ ہجری مطابق ۱۴۸۰ء مین بنی تھی مگر کسنے بنائی تھی۔ ظاہر نہین ہے۔ حضرت شاہ علی کی رحلت کے تھوڑے دنون کے بعد یہ مزار بالکل شکست اور ویران ہوگیا تھا۔ ۱۲۲۱ھ مین بعہد نائب ناظم نصرت الملک نواب نصرت جنگ بہادر کے مگ بازار کے حضرت شاہ محمدی قدس سرہ نے اُسکو ازسرنو مرمت کرواکر آباد کیا جو ہنوز قائم ہے اسکے احاطے کے مکانات چند سال ہوئے کہ نواب سر احسن اللہ بہادر نے بنوائے ہین اور مزار شریف کی بھی مرمت کروادی ہے۔

نقل کتابہ

این خاک چو شد تخت مسجود		سال تاریخ آن ضفنہ بود ۸۸۵
در سال ظفہ ۹۸۵ زد ور گردون		شد بار دگر خرابی آلود
پس شاہ علی زارض بغداد		تشریف بخاک ہند فرمود

…شکست در و بست در را — برخود رہِ خلق کرد مسدود
تا آنکہ جہان فانی را کرد — آن واصلِ حق نمود بدرود
…ردند بہ نو عمارت او را — شد مرقدش مقام مسعود
…شد باز بہار او خزان را — از گردشِ چرخ دست فرسود
اکنون بعہد نصیرِ ملک نواب — غم کاسن ہجری است معدود ۱۲۲۱
…نصیر سیوم محمدی شاہ — بعین خلوصِ قلب بنمود
…ہاتف گفت کہ یا الٰہی — ہمسایہ بود ز ظلِ ممدود

سنہ ۱۲۲۱ ہجری

محل جزیرہ

بعبور بوڑھی گنگاندی بجانب جنوب بڑے کڑہ کے
…مقابل مقام جزیرہ مین صوبہ دار ابراہیم خان فتح جنگ کا بنایا ہوا
…نہایت عظیم الشان مکان تھا۔ جو اسوقت بالکل شکست اور ویران
…حالت مین ہے۔ اس مکان کے چہار طرف ایک عمیق خندق کھودی
…ہوئی تھی۔ اور ایک لکڑی کا پُل شہر سے آمد و شد کیواسطے بوڑھی
…گنگاندی پر بنا ہوا تھا۔ یہ وہی مکان ہے جہان سراج الدولہ کی
…ماں۔ خالا۔ اور بیوہ۔ وغیرہ۔ مقید تھین۔ اور اسی مکان سے

سرن کے حکم سے اُنھین کشتی پر سوار کروا کے دلیسری ندی مین لیجاکر غرقِ آب کیا گیا تھا۔

سُنارگانوُن کی قدیم تعمیرات

سُنارگانوُن مین حضرت شاہ ابراہیم دانشمند اور اُنکے لڑکے شیخ محمد اور پوتے خوندکار محمد یوسف کا مزار ایک مشہور و معروف جگہ ہے انکا تذکرہ بہرہ اولیاے ڈھاکہ مین بیان ہو چکا ہے۔ یہان صرف مزار کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ تین مزارین گنبد دار ہین۔ پچھم طرف کا مزار حضرت شاہ ابراہیم دانشمند کا ہے۔ اور درمیان کا مزار انکے لڑکے شیخ محمد کا ہے۔ اور پورب کا مزار اُنکے پوتے یعنی شیخ محمد کے لڑکے خوندکار محمد یوسف اور انکی بی بی کا ہے۔ تینون مزارون پر گنبد ہین اور اُنکے اندر قبرین بہت صاف سُتھری اور سفید چادرون سے ڈھکے ہوئے ہین ہمیشہ ہندو مسلمان۔ حاجتمند لوگ زیارت کو آتے ہین۔ اور نیاز چڑھاتے ہین۔

ان مزارون کے قریب ایک مسجد ہے جو ۹۲۹ھ ہجری مین ابوالمظفر نصرت شاہ کے وقت مین مبارک ملا کی تعمیر کی ہوئی ہے جسکا کتابہ حضرت شاہ ابراہیم دانشمند کے مزار کا متولی نے اُتار

ہے۔ اور ایک دوسرا کتابہ لگا ہے۔ نقل اصل کتابۂ مسجد جو متولی نے
[illegible] گھر مین رکھا ہے یہ ہے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من بنی مسجداً للہ یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ
[illegible] ہذا المسجد للہ فی عہد السلطان المعظم والمکرم السلطان ابن
السلطان ناصر الدنیا والدین ابو المظفر نصرت شاہ السلطان ابن
حسین شاہ السلطان الحسینی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وبناہ
[illegible] وجہ اللہ مع بیت السقایۃ ملک الامراء والوزراء قدوۃ الفقہا و
[illegible] تقی الدین ابن عین الدین المعروف مبارک ملا ابن مجلس
[illegible] ابن مجلس سرور رحمہما اللہ تعالیٰ فی الدارین فی سنۃ تسع وعشرون و
[illegible] مأتہ ۹۲۹ھ

ترجمہ

[illegible] تعالیٰ نے تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بلاؤ
[illegible] اللہ کے کیسکو۔ اور کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جسنے بنائی مسجد
[illegible] اللہ کے۔ سزاوار اسکو خوشنودی اللہ کی بنائیگا اللہ واسطے
[illegible] ایسا ہی جنت مین۔ بنی یہ مسجد واسطے اللہ کے عہد مین سلطان
[illegible] مکرم سلطان ابن سلطان مددگار دنیا اور دین کا ابو المظفر نصرت شاہ
[illegible] ابن حسین شاہ سلطان الحسینی ہمیشہ رکھے اللہ ملک اُسکے اور

سلطنت کو اسکی - اور بنایا واسطے خوشنودی اللہ کے ساتھ آبدار خان
کے سردار امیرونکا اور وزیرونکا پیشوا فقیہون کا اور محدثون کا نقیب
ابن عین الدین عرف مبارک مُلّا ابن مجلس مختار ابن مجلس سرور
رکھے اسکو اللہ تعالےٰ دو جہان مین سنہ ۹۲۶ھ -

سُنار گانون مقام گوالدی مین
حسین شاہ کی مسجد

سُنار گانون مین یہ ایک بہت پُرانی مسجد ہے جسکو مُلّا ہزبر اکبر
نے بتاریخ ۱۵ شعبان سنہ ۹۲۵ھ مطابق ۱۲ - اگست سنہ ۱۵۱۹ء کو سلطان حسین
شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر کی تھی حسین شاہ سلاطین بنگالہ مین
نامور تھا جسنے سنہ ۹۰۵ھ سے سنہ ۹۲۷ھ تک سلطنت کی ہے - یہ مسجد
قدیم عربی وضع کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے - اندر کی پیمایش
۱۶½ فیٹ مربع اور ایک ہی گنبد ہے - پچھم کی دیوار مین تین محراب
ہین - درمیان کی محراب سنگی ہے دروازون کے پائے بھی پتھر کے
ہین - یہ مسجد اِسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے اذان و نماز
مدت سے موقوف ہے -

نقل کتابہ

[illegible] اللہ تعالیٰ وان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً واللہ اعلم بالصواب

[illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی المسجد فی الدنیا بنی اللہ تعالیٰ لہ

[illegible] قصراً فی الجنۃ۔ بنی ھذا المسجد فی عہد سلطان السلاطین

[illegible] سلطان حسین شاہ ابن سید اشرف الحسینی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

[illegible] ھذا المسجد ملا ہزبر اکبر خان بتاریخ پانزدہم ماہ شعبان سنہ

[illegible] وعشرون وتسعمائۃ۔ سنہ ۹۲۵ ہجری

[illegible] ترجمہ۔ کہا اللہ تعالےٰ نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ

[illegible] ساتھ اللہ کے کسیکو ور تحقیق اللہ کو ہے علم نیک۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ

[illegible] نے جسنے بنائی مسجد دنیا مین بنایا اللہ نے اسکے لیے سات محلین جنت

[illegible] یہ مسجد عہد مین سلطان السلاطین سلطان حسین شاہ ابن سید

[illegible] الحسینی ہمیشہ رکھے اللہ ملک کو اسکے اور سلطنت کو اسکی بنائی

[illegible] ملا ہزبر اکبر خان نے بتاریخ پندرھوین ماہ شعبان سنہ ۹۲۵ ہجری۔

سلطان غیاث الدین کا مقبرہ

یہ مقبرہ مگرہ پاڑہ کے مقام پھولبٹریہ مین گم دیگھی کے

[illegible] پر واقع ہے۔ سلطان غیاث الدین کا ذکر بہرہ سلاطین بنگالہ

[illegible] ہو چکا ہی جسنے سنہ ۱۳۶۷ء سے سنہ ۱۳۷۳ء تک بنگالے مین سلطنت کی ہے۔

اور خواجہ حافظ شیرازی نے جسکو ایک غزل لکھکر بھیجی تھی۔ یہہ مقبرہ اسوقت نہایت شکستہ حالت مین ہے۔ اکثر حصہ اُسکا گر پڑا ہے۔ خوبصورت سنگین پائے ہنوز موجود ہین۔ کوئی کتابہ نہین ہے جس سے سن تاریخ معلوم ہو

شاہ لنگر صاحب کی مسجد و مقبرہ

یہ مسجد اور مقبرہ ایک پختہ چہار دیواری کے اندر ہین۔ مسجد چھ گز کی ہے۔ ایک ایک قطار مین تین تین گنبدین ہین۔ یہ مسجد ریختہ بنی ہے۔ مگر دروازون کے چوکھٹ۔ ممبر۔ اور ستون جن پر گنبد قائم ہین پتھر کے ہین۔ مسجد کا طول ۴۲ فیٹ اور عرض ۳۰ فیٹ اور دیوارین چھ فیٹ چوڑی ہین۔ یہ مسجد اسوقت بالکل شکستہ حالت مین ہے پیپل کے درختون نے اکثر جگہ مین گنبدون کو شق کر دیا ہے۔ کتابہ اُسکا گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ حروف سب پڑھے نہین جاتے ہین۔ جسقدر پڑھا گیا۔ اُسکی نقل ذیل مین لکھی گئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسجد فیروز خان نے احمد شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر کی ہے۔ احمد شاہ نے سنہ ۸۱۲ ہجری سے سنہ ۸۳۰ تک بنگالے مین سلطنت کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسجد بہت قدیم زمانے کی ہے۔

نقل کتابہ

فیروز خان + + + کبیر خلد اللہ ملکہ الی یوم الدین + + + در وقت
یالت مسند شاہی احمد شاہ + + + علی موسیٰ سلطان راجی الی -

شاہ لنگر صاحب کا مزار

اس مسجد کی دکھن طرف شاہ لنگر صاحب کا مزار واقع ہے۔
کوئی کتابہ نہین ہے۔ اُسکے قریب اور بھی نَو پکی قبرین ہین۔ معلوم نہین
کہ ان مین کون کون مدفون ہین۔ قدیم لوگون سے مذکور ہے۔ کہ حضرت
شاہ لنگر صاحب بغداد کے شاہزادہ تھے۔ تارک الدنیا ہو کر بہت ملکون کی
سیر کرتے ہوے یہان آکر فوت ہوے۔ آئین اکبری مین مذکور ہے۔
کہ شیخ جلال الدین تبریزی کو بھی شاہ لنگر کہتے تھے۔ وہ بنگالے مین
آکر بندر دیو محل مین مدفون ہوے۔

حاجی بابا صالح کی مسجد

رائین گنج کے محاذی مقام بندر مین حاجی بابا صالح کی
مسجد واقع ہے۔ اور یہ جگہ مسجد باڑی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ
ایک گنبد کی مسجد ہے۔ طول ۲۹ فیٹ۔ عرض ۲۶ فیٹ اور دیوارین
۵ فیٹ چوڑی ہین۔ مگر نہایت شکستہ حالت مین ہے۔ کتابے کی تحریر

سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسجد کو حاجی بابا صالح نے حسین شاہ کے عہد سلطنت مین تعمیر کی تھی۔ کتابے مین پورا سن پڑھا نہین جاتا ہے۔ صرف نو ۹ سے معلوم ہوتا ہے۔ باقی مٹ گیا ہے۔

نقل کتابہ

قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ وان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً بنی ہذا المسجد المبارک فی زمن السلطان علاؤ الدنیا والدین ابو المظفر حسین شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ الملک المعظم المکرم خادم النبی حاجی الحرمین وزایر القدمین حاجی بابا صالح +++ دی +++ وتسعمایہ من الھجرۃ النبویۃ سنہ ۹۰۰ھ

ترجمہ

کہا اللہ بزرگ برتر نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بلاؤ کسیکو ساتھ اللہ کے۔ بنی یہ مسجد مبارک زمانے مین سلطان برتر دنیا اور دین کے ابو المظفر حسین شاہ سلطان ہمیشہ رکھے اللہ اسکے مُلک کو۔ ملک معظم ومکرم خادم نبی حاجی حرمین اور زیارت کرنے والا قدمون کا۔ حاجی بابا صالح ++× سنہ ۹۰۰ ہجری نبوی۔

مقبرہ حاجی باباصاحب

اس مسجد کی پورب طرف حاجی باباصاحب کا مقبرہ ہے۔ دیوارین
اندر کی طرف اینٹ اور باہر کی جانب پتھر سے بنی ہوئی ہین۔ اوپر ایک
لبند طول ۱۰فیٹ ۴ اینچ عرض ۲ فیٹ کتابے کا پتھر ہنوز قائم ہے جسکی
نقل یہ ہے اسکی بھی سنہ تاریخ مٹ گیا ہے۔

الله لا اله الا هو ليجمعنكم الى يوم القيامه لاريب فيه
ومن اصدق من الله حديثا ... هذا روضة الحاجى الحرمين الزاير
القدمين خادم النبى عليه السلام حاجى باباصالح اسم ...
فى تاريخ .. ربيع الاول من سنة اثنى ....

ترجمہ

اللہ نہین ہے کوئی اللہ مگر وہ جمع کریگا تم کو قیامت کے دن
نہین ہے شک اسمین۔ اور کون ہے راست گو زیادہ اللہ سے۔ یہ
ہے روضہ حاجی حرمین اور زایر قدمین خادم نبی علیہ السلام حاجی بابا
صالح کا۔ تاریخ .. ربیع الاول سنہ ۲.....

اسی مسجد اور مقبرہ سے نصف میل تفاوت پر مقام خوندکار
باغ ہین اور ایک مسجد اسی حاجی باباصالح کی بنائی ہوئی ہے۔ ایک

گنبد کی مسجد ہے۔ جسکا گنبد آٹھ سنگی ستون پر قائم ہے۔ طول ½۴۳ فیٹ
عرض ۳۳ فیٹ اور دیوارین ۶ فیٹ چوڑی ہین۔ پچھم کی طرف کی دیوار
مین سنگی محرابین بنی ہوئی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد اسنے حج کرنے
کے قبل فتح شاہ کے وقت مین تعمیر کی تھی۔ کتابے مین اسکے نام کے
قبل حاجی کا لفظ نہین ہے۔ معلوم نہین حاجی بابا صالح کون تھے۔
مگر ملک کے خطاب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی بڑے عہدے دار تھے۔

نقل کتابہ

قال اللہ تعالیٰ وان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی مسجداً بنی اللہ لہ قصراً فی الجنۃ بنی ہذا
المسجد المبارک الملک المعظم بابا صالح فی زمان السلطان ابن
السلطان جلال الدنیا والدین ابو المظفر فتح شاہ السلطان ابن
محمود شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ وسلطانہ فی تاریخ اول شہر
ذی القعدہ سنہ ست وثمانین وثمان مائۃ من الہجرۃ النبویۃ

ترجمہ

کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے۔
پس نہ بلاؤ ساتھ اللہ کے کیسکو کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے بنائی مسجد

بنائے گا اللہ واسطے اسکے محل جنت مین - بنی یہ مسجد مبارک ملک معظم با باصالح
زمانے مین سلطان ابن سلطان جلال الدنیا والدین ابوالمظفر فتح شاہ
سلطان ابن محمود شاہ سلطان ہمیشہ رکھے اللہ ملک کو اسکے اور سلطنت
کو اسکی تاریخ پہلی شہر ذیقعدہ ۸۸۶ ہجری نبوی سے -

سونا کانداکا قلعہ

یہ قلعہ نراین گنج کے مقابل لکھیا اور دہاسری ندیون کے ملنے
کی جگہ پر واقع ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اراکانی اور مگون کی تاخت روکنے
کے لیے یہان فوج رکھنے کی نہایت ضرورت تھی - یہ قلعہ بھی میر جملہ کا
بنایا ہوا ہے - اس قلعہ کی شکل چوگوشہ ہے - درمیان مین بروج
ہین - اسکے احاطہ کا طول ۲۹۶ فیٹ اور عرض ۹۰ فیٹ ہے - یہ قلعہ
اسوقت بالکل ویران اور وہان کے زمینداروں کے علاقے مین ہے -

حاجی گنج کا قلعہ

یہ قلعہ نراین گنج کے متصل لکھیا ندی کے پچھم پار واقع ہے -
یہ قلعہ بھی انہین اراکانی اور مگون کی تاخت روکنے کے لیے میر جملہ نے
بنایا تھا - اسوقت صرف اسکے اندر کی دیوارین اور برج قائم ہین -

اور بالکل شکست ہوگیا ہے۔

حاجی گنج کی مسجد اور مقبرہ

یہ مسجد اور مقبرہ ایک پختہ چہار دیواری کے اندر واقع ہے جسکا طول وعرض ۰۴ فیٹ ہر طرف سے برابر ہے۔ اور دیوارین ۱۲ فٹ اونچی ہین۔ اسکے اندر تین گنبد کی ایک مسجد ہے۔ طول ۴۹ فیٹ اور عرض ۲۱ فٹ اور مقبرہ ۴۹ فیٹ مربع یعنے طول وعرض برابر ہے۔ اور اُسپر ایک گنبد ہے جسکا کسیقدر حصہ ٹوٹ کر گر پڑا ہے۔ مسجد کا کتابہ نہین ہے۔ معلوم نہین کے کیا ہوا۔ یہ مسجد اور مقبرہ بھی امیر الامرا نواب شایستہ خان کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ اور مقبرہ اسکی لڑکی بی بی مریم کا ہے۔ یہ جگہ اس وقت مقبرہ کے نام سے مشہور رہے۔

قدم رسول کی درگاہ

نراین گنج کے محاذی لکھیا ندی کے پورب جانب قدم رسول کی درگاہ واقع ہے۔ یہ ایک مشہور درگاہ ہے جسمین ایک نقش قدم جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا ہے۔ پہلے اِس درگاہ کے مکان کو دیوان منور خان نے بنایا ہے۔ جو دیوان عیسیٰ خان مسند علی کا

تا تھا۔ دیوان عیسیٰ خان نے چند زمانے تک سونار گانون مین مستقل
ر حکومت کی تھی۔ جسکو شاہ جہان بادشاہ کے وقت مین مان سنگھ
ے بہزیمت دیکر گرفتار کرکے دہلی لے گیا تھا۔ اُسکا پر پوتا دیوان منور
ن شاہ جہان بادشاہ کے اخیر عہد سلطنت اور اورنگ زیب بادشاہ
اوائل سلطنت کے زمانے مین تھا۔ قدیم لوگون کا بیان ہے کہ
وان منور خان کو سرکاری باقی مالگذاری ادا کرنے کے واسطے
بہ دار بنگالے کے دیوان نے ڈھاکے مین طلب کیا تھا۔ وہ تعمیل
کے واسطے مقام ہیبت نگر علاقہ میمن سنگھ سے جہان وہ رہتا تھا
ا کر روانہ ہوا۔ جب اُس مقام پر پہنچا جہان اِسوقت درگاہ قدم
ل ہے۔ اُسکی کشتی مین آگ نہ تھی۔ اُسنے ملاحون کو حکم دیا کہ
ن کے مستول پر چڑھ کر دیکھین کہ کہین کوئی بستی نظر آتی ہو تو وہان
آگ لے آوین۔ اُسوقت لکھیا ندی کے دونون طرف بالکل جنگل
کہین بستی کا نام ونشان نہ تھا۔ اور کوئی کشتی بھی اُسوقت نظر نہین
تی تھی ایک ملاح نے کشتی کے مستول پر چڑھکر دیکھا کہ دریا کے پو...
قریب جنگل مین دھوان ہو رہا ہے اوسنے مستول سے اوترکر بیان کیا اور
ی سے دیوان کے چند آدمیون کو لیکر اُس مقام پر گیا جہان دھوان
اٹا تھا۔ وہان پہونچکر دیکھا کہ ایک پیر مرد اور اسکی بی بی ایک پتھر کے

تختے کے پاس نہایت ادب سے بیٹھکر لوبان جلا رہے ہین۔ اُنھون نے
پوچھا کہ "تم کون ہو اور یہ کیا کر رہے ہو" پیرمرد نے جواب دیا۔ کہ ہمنے
اس پتھر کو جسمین رسول کریم کے قدم مبارک کا نقش ہے۔ عرب سے
لاکر اپنے گھر مین رکھا تھا۔ ہمین شب گذشتہ کو خواب مین الہام ہوا۔ کہ
اس پتھر کو اسی جنگل مین لاکر رکھین۔ اسلیے ہم یہان لائے ہین۔ اور
منتظر ہین کہ دیکھین کیا ہوتا ہے۔ دیوان کے نوکر یہ سُنکر اور آگ لیکر
وہان سے کشتی پر آئے۔ اور جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا۔ دیوان سے
بیان کیا۔ وہ یہ سُنکر نہایت مشتاق ہوکر خود وہان پہنچا اور پیرمرد اور
اُسکی بی بی کو دیکھا۔ اور پیرمرد کا بیان سُنکر پوچھا کہ کیا یہ اصل نقش
قدم رسول صلعم کا ہے۔ اور اُسکی کیا سند ہے؟ پیرمرد نے کہا کہ کوئی
منت مانیے اگر پوری ہو تو سچا جانیے۔ دیوان نے منت مانی کہ اگر
ڈھاکے مین مجھپر سرکار کیطرف سے کسی طرح کی بدسلوکی اور میری
بے عزتی نہو۔ اور ادا ے مالگذاری کی مُہلت ملے۔ اور یہ خشک
قلم جو اِسوقت میرے کان پر ہے اُسکو بکس مین بند کیے دیتا ہون
اگر یہان پھر آنے تک تازہ اور سرسبز ہو جائیگا اور اسکے پتے نکلینگے
تو مین اسکو سچا سمجھونگا اور اس مقام پر ایک مکان بنوا کر اُسمین اِس
نقش قدم کو رکھونگا۔ یہ منت مان کر دیوان کشتی پر آیا۔ اور دوسرے

ز ڈھاکہ روانہ ہوا۔ ڈھاکہ پہنچکر متعجب ہوا کہ سرکار کی طرف سے
کے ساتھ کسی طرح کی بدسلوکی نہین ہوئی بلکہ بعزت وتوقیر مہمان نوازی
گئی۔ اور ادائے مالگذاری کے واسطے بھی مُہلت ملی۔ وہ
ھاکے سے رخصت ہوکر پھر اُسی مقام پر پہنچا جہان پیرمرد اور
ش قدم کے پتھر کو چھوڑ گیا تھا۔ وہان پہنچکر اُسنے اُس بکس کو
ین قلم بند کیا تھا۔ لیکر کشتی سے اوترا۔ اور پیرمرد کے روبرو بکس
لا تو دیکھا کہ وہ خُشک قلم ہرا اور تازہ ہوگیا ہے۔ اور اُسمین پتے
لے ہین۔ یہ دیکھکر نہایت متعجب ہوا۔ اور بصدق دل مان لیا کہ
یقت مین یہ نقش قدم حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور
ن ایک پختہ مکان بنوا کر اسمین اُس قدم شریف کو رکھا۔ جب سے
درگاہ قدم رسولؐ کے نام سے مشہور ہے۔ معلوم نہین کہ وہ کون سنہ
۔ جب یہ مکان تعمیر ہوا۔ مگر اس درگاہ کی روشنی وغیرہ کے واسطے
طان شجاع نے جو اسّی بیگہ زمین جاگیر دی تھی۔ اسکی سند کی تاریخ
سنہ جلوس شاہ جہان بادشاہ اور مطابق سنہ ۱۶۴۲ء ہے۔ اور وہ
ند ہنوز ڈھاکہ کی کلکٹری مین موجود ہے۔
چند زمانے کے بعد اس درگاہ کا مکان نہایت شکست اور
ندم ہو چلا تھا۔ جسکو سنہ ۱۱۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۸ء مین ڈھاکے کے

باشندے اور ضلع تپیرہ کے متعلق پرگنہ نورہ کے زمیندار شیخ غلام نبی
نے از سر نو مرمت کرائی اور سابق سے بڑے پیمانہ پر تعمیر کرایا اسکے
کتابے کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علے آلہ و اصحابہ اجمعین

چون غلام نبی از صدق یقین	ساخت نذر نبی این کاشانہ
سال تاریخ وی از پردۂ غیب	ہاتفم گفت سعادت خانہ

سنہ ۱۱۹۱ ہجری

اس درگاہ کی دکھن کی طرف سابق کے لنگرخانہ کا ٹوٹا ہوا
مکان ہے۔ اور اُتر کے جانب نائب ناظم ڈھاکہ نواب نصرت جنگ بہادر
اور نواب غازی الدین حیدر کے بنائے ہوئے مکانات نہایت شکستہ
اور ویران حالت مین ہین۔ اِن مکانون مین نواب صاحبان مغفورین
آکر رہتے تھے اور انکی آراستگی تھی۔ اور پورب طرف حُجرے تھے۔ جن
درویش و سالکین رہتے تھے۔ یہ مکانات بھی بالکل شکستہ ہو گئے ہین۔
دو منزلہ نوبت خانہ اور ڈیوڑھی جو لکھیا ندی کیطرف ہے
اور دور سے نظر آتا ہے سنہ ۱۲۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۲ عیسوی میں
شیخ غلام نبی مذکور کے تیسرے لڑکے شیخ غلام محمد نے تعمیر کیا ہے

ہت خوبصورت مکان ہے جسکے کتابے کی نقل یہ ہے ۔

م بنی را سیوم نورچشم	کہ ہست اُو غلامِ محمد بجان
درگہِ نقش پاے رسول	زفضل خدا ساخت آن نوجوان
تو او را بحق نبی ؛	بعز ولبشان دار در دوجہان
تاریخ تعمیر جستم خرد	بُگفتا غلامِ محمد بدان

سنہ ۱۲۲۷ھ

اسوقت اِس درگاہ کی مرمت وغیرہ نواب صاحبان ڈھاکہ کی
سے ہوتی ہے ۔ نواب سر احسن اللہ بہادر نے اسکی اچھی مرمت
ی ہے ۔ اور ہر سال ربیع الاول کی بارھوین کو مولود شریف
س اور طعام داری ہوتی ہے ۔

بلال باڑی

پرگنہ بکرم پور مین رام پال ایک مشہور جگہ ہے ۔ جو راجگان سینیہ
جدھانی (دار السلطنت) تھا ۔ اسی رام پال مین ۔ بلال باڑی
نامی جگہ ہے ۔ جہان بلال سین کا مکان اور محل تھا ۔ اِسوقت
زمین صرف ایک مٹی کا ٹیلا نظر آتا ہے ۔ جو تین ہزار فیٹ مربع
اور دوسو فیٹ چوڑا ایک خندق سے گھیرا ہوا ہے ۔ بلال سین

کے محل کی علامت اسوقت اینٹ کے چند ڈھیر۔ اور دیوار کی
نیو موجود ہے۔ اُسکے قریب اور ایک خندق ہے۔ جو اگنی کُنڈ کے
نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ بلال سین بابا آدم کی لڑائی مین
ہزیمت پاکر اسی اگنی کنڈ مین مع اپنے قبایل اور کُنبے کے جل گیا ہے۔
بابا آدم کی قبر بھی اُسکے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

اُسکے نزدیک رام پال دگھی ہے جسکی لمبائی ایک میل اور
چوڑائی پانسو گز تھی۔ اسوقت بہت حصہ اسکا خشک ہوگیا ہے۔
اسی دگھی کے اُتر طرف گجریہ کا درخت ہے۔ جسکے دو تنے
سید ھے سو سو ہاتھ بلند ہین۔ کہتے ہین کہ یہ درخت چیرو جیبی[1] (لاموت)
ہے۔ اسکا قصہ یہ ہے کہ یہ درخت بلال سین کی ڈیوڑھی کے مقابل
مین نہایت خشک اور بوسیدہ حالت مین تھا اُسمین ہاتھی باندھے جاتے
تھے۔ ایک روز کئی ایک ریشی (ہندو عابد) بلال سین کو اُسکے
احسان کے عوض مین دعا دینے کو آئے تھے۔ اور بلال سین اسوقت
محل مین تھا۔ اور اُنھون نے اپنے آنے کی خبر کی۔ اُسکے آنے مین
جب دیر ہوئی اُنھون نے وہ دعا اس بوسیدہ درخت کو دیدی جس
سے وہ اُسیوقت تازہ ہوگیا۔ اور پتے نکل آئے۔ راجہ یہ خبر سُنکر
محل سے دوڑتا ہوا باہر آیا۔ مگر وہ ریشی چلے گئے تھے۔

[1] چیرو جیبی (لاموت) یعنی ہمیشہ جینے والا۔ زبان بنگلہ

باباآدم کی قبر اور مسجد

باباآدم کامزار اور اُسکی مسجد رام پال سے قریب ڈو میل کے
وت پر ہے - مزار پکّا بنا ہوا ہے - اور چھت کھُلی ہوئی ہے - اور مسجد
بند کی بہت عمدہ بنی ہوئی ہے - طول ۴۹ فیٹ اور عرض ۳۸ فیٹ
ر دیوارین ۸ فیٹ چوڑی ہین - درمیان مین دو سنگی ستون گنبدونکو سبنھالے
ئے ہین - تین گنبد گر پڑے ہین مسجد کے کتابے کی تحریر سے معلوم ہوتا
ہے - کہ یہ مسجد ۸۸۸ ہجری مطابق ۱۴۸۳ء مین ابوالمظفر فتح شاہ کے
انے مین ملک کافور کی تعمیر کی ہوئی ہے - جو اُسوقت حاکم اُسطرف
تھا - معلوم نہین باباآدم کون تھا - مگر مشہور ہے کہ وہ ایک صاحب کمال
ص مکّے کا تھا - جسکا قصہ یہ ہے - کہ راجہ بلال سین کے عہد حکومت
ن مسلمان رعایا کو گای ذبح کرنے کی ممانعت تھی - ایک مسلمان جو رام پال
ے قریب رہتا تھا - اُسنے منت مانی تھی کہ اگر خدا مجکو لڑکا دے تو ایک
ے ذبح کر کے سبکی دعوت کرونگا - خدا کی عنایت سے اُسکے گھر ایک
یا پیدا ہوا - اور اُسنے ایک گاے ذبح کر کے اپنی منت پوری کی -
ھا قا چیل نے ایک ٹکڑا گوشت کا لیکر راجہ کے محل مین ڈالا راجہ اُسے
کھتے ہی غصّے سے بیخود ہو گیا - اور حکم دیا کہ جسنے یہ بے دھرمی کام کیا ہے -

اُسے جلد حاضر کرو۔ چنانچہ وہ شخص پکڑ آیا۔ اور راجہ کے سامنے حاضر کیا گیا
اُسنے راجہ سے اپنی منت کی حقیقت ظاہر کی۔ راجہ نے اُسکے لڑکے کو
حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب اُسنے لڑکے کو حاضر کیا۔ راجہ نے اُسی قتل کردیا
اُس شخص کو مع قبایل جلاوطن کیا۔ وہ اپنے لڑکے کے غم مین دیس
بدیس پھرتا ہوا اور دادخواہی کی فریاد کرتا ہوا مکہ معظمہ پہونچکر بابا آدم کے
پاس گیا۔ اس نیک مرد نے اسکا ماجرا اُسنکر اُسکے ساتھ چلنے اور بدلہ
لینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ دونون شخص مکہ سے روانہ ہوے۔ ہندوستان مین
پہنچتے ہی بہت سے جنگ آزمودہ سپاہی یہ ماجرا اُسنکر اُنکے ساتھ ہوگئے
اور رام پال مین پہونچکر راجہ کے محل کے قریب کنائی چنگ مین جہان
مسجد ہے خیمہ زن ہوے۔

بلال سین نے بابا آدم کے سپاہیون کو اپنے سپاہیون سے
زیادہ جری اور کار آزمودہ دیکھکر خود لڑنے کی درخواست کی۔ بابا آدم
راضی ہوا۔ اور دونون چودہ دن تک لڑے۔ مگر کوئی کسی پر غالب نہین
آیا۔ اخیر روز جب بابا آدم ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ بلال سین نے
پیچھے سے جاکر تلوار چلائی مگر کارگر نہ ہوئی۔ بابا آدم نے پھر کر دیکھا اور
ہنسکر کہا کہ کوئی تلوار کام نہین کریگی۔ اِلا میری تلوار یہ کہکر پھر نماز
مین مشغول ہوا۔ اور اُسکی تلوار سامنے رکھی ہوئی تھی۔ بلال سین نے

وار اُٹھائی۔ اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جُدا کر دیا۔

راجہ بلال سین کو یقین ہو گیا تھا کہ اِس لڑائی مین وہ فتحیاب
ہوگا۔ جب بابا آدم سے لڑنے جاتا تھا۔ ایک کبوتر کو اپنے کُرتے
جیب مین رکھ لیا کرتا تھا۔ اور اپنے قبایل کے لوگون سے کہدیا تھا
یہ کبوتر بغیر میرے تنہا آئے سمجھ لینا کہ میری ہزیمت ہوئی۔ اور
مارا گیا۔ اُسوقت تم سب اپنے کو اس آگ کے کنڈ مین جو ہر وقت
رہتا تھا۔ ڈالکر بھسم کر ڈالنا تاکہ دشمن کے ہاتھ نہ آو۔ اس روز
بابا آدم کو قتل کر کے ایک تالاب مین جو نزدیک تھا غسل کرنے گیا۔
اُسکے کرتے سے وہ کبوتر نکل کر محل مین چلا گیا۔ محل کے لوگ
کبوتر کو دیکھکر سمجھے۔ کہ راجہ مارا گیا۔ سب کے سب اُس آگ کے
مین گر کر جل گئے۔ راجہ محل مین آیا اُسکے قبایل و اقارب
جلکر خاک ہو گئے تھے۔ یہ دیکھکر اُسنے بھی اپنے کو اُس کُنڈ مین
دیا۔ اور جلکر خاک ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اور کوئی بلال سین تھا
بلال سین نہین جسنے ہندو قومون کی تفریق کی ہے۔ جو اخیر
تھا جسکے ہاتھ سے مسلمانون نے مُلک بنگالہ لیا تھا۔

نقل کتابہ مسجد بابا آدم

قال الله تعالیٰ وانّ المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللہ احداً وقال

البنی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی مسجداً فی الدنیا بنی اللہ لہ قصراً
فی الجنۃ۔ بنی ھذا المسجد الجامع الملک المعظم ملک کافور فی
زمان السلطان جلال الدنیا والدین ابو المظفر فتح شاہ السلطان
ابن محمود شاہ السلطان فی تاریخ اوسط شہر رجب سنہ ثمان
وثمانین ثمانمائۃ ۸۸۸ھ

ترجمہ

کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس
نہ بلاؤ ساتھ اللہ کے کسیکو۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے بنائی مس
دنیا مین بنائیگا اللہ واسطے اسکے محل جنت مین۔ بنائی یہ جامع مسجد
ملک بزرگ ملک کافور نے زمانے مین سلطان جلال دنیا اور د
کے ابو المظفر فتح شاہ۔ سلطان ابن محمود شاہ سلطان تاریخ او
شہر رجب ۸۸۸ ہجری۔

راجہ باڑی کا مٹھ

یہ مٹھ راجہ باڑی پولیس اسٹیشن سے ۲ میل کے فاصلے
واقع ہے۔ اور بدماندی سے نظر آتا ہے۔ یہ مٹھ اینٹ کا ریختہ
بنا ہوا ہے۔ بلندی اسکی اسی فیٹ اور نیچے کا چبوترہ تینتیس فیٹ م

۔ کہتے ہین کہ اس مٹھ کو چاند راے اور کدار راے نے اپنی مان کے
...ٹ پر تعمیر کیا ہے - اور یہ دونون راے سنہ ۱۶۱۶ع کے اوسط
بکرم کے مستقل حاکم تھے - چند سال ہوے - کہ وہان کے زمیندارون
پھر اُسکی مرمت کی ہے -

رکابی بازار کی سلیمان شاہی مسجد

یہ مسجد منشی گنج سے تین میل کے تفاوت پر رکابی بازار مین واقع
-اور ریختہ کی بنی ہوئی ہے - طول ۳۶ فیٹ اور عرض ۴۲ فیٹ
رف ایک ہی گنبد ہے - دیوارین ۴ فیٹ چوڑی ہین - اسکے
ے سے جو نیچے نقل کی گئی ہے - معلوم ہوتا ہے - کہ یہ مسجد سنہ ۹۷۶ھ
ق سنہ ۱۵۶۹ع مین ملک عبداللہ میان ابن امین خان فیقر میان نے
لطنت مین حضرت علی میان سلیمان معروف سلیمان شاہ
کے تعمیر کی ہے - تاریخ بنگالے سے ظاہر ہے کہ امین سلیمان شاہ
سنہ ۹۷۲ع سے سنہ ۹۸۰ تک سلطنت کی ہے -

نقل کتابہ مسجد

قال اللہ تعالیٰ ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً قال

النبی علیہ السلام من بنی مسجداً فی الدنیا بنی اللہ لہ سبعین قصوراً
فی الجنۃ ھذا المسجد مع ما من المقام فی عہد سلطان الزمان
حضرت اعلی میاں سلیمان ... المکرم المعظم المظفر الملک عبد اللہ
میاں ابن امین خان فقیر میاں فی التاریخ من شہر ذی العقد سنہ
ست وسبعین وتسعمائۃ ۹۷۶ھ

ترجمہ

کہا اللہ نے تحقیق مسجدین ہین واسطے اللہ کے پس نہ بلاؤ
کسیکو ساتھ اللہ کے۔ کہا نبی علیہ السلام نے جسنے بنائی مسجد
مین بنائے گا اللہ واسطے اسکے سات محل جنت مین۔ یہ مسجدین مع م
امن (بنیں) زمانے سلطان وتحت حضرت اعلی میان سلیمان الم
معظم ملک مظفر عبداللہ میان ابن امین خان فقیر میان تاریخ شہر ذی ق
۹۷۶ نوسو چھتر ہجری۔

اعظم پورہ کی دو منزلہ مسجد

یہ مسجد ۱۱۰۶ھ مین فیض اللہ کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ مسجد ایک
گنبد کی ہے۔ اور اسکی اتر طرف حجرے کا مکان نہایت
اور خوبصورت بنا ہوا ہے۔ نیچے کی منزل مین کوٹھریان ہین

...مسجد اور صحن اور حجرے کا مکان ہے۔

نقل کتابہ مسجد یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ۔ محمد الرسول اللہ

...حق شناس فیض اللہ	ساختہ مسجدے بوجہ الحق
...بہر حصول عین یقین	عابدان را وسیلۂ اوثق
...ن ذاکران صاحب شوق	مثل قصر بہشت پر رونق
...تاریخ آن عبادت گاہ	در دلم ریخت معنی الیق
...مسًا مِنْ کبیۃ اللہ	مَعْبدٌ جَامِعٌ لِاَ ہل الحق

سنہ ۱۱۶۰ھ

پل آہنی ڈھاکہ

یہ پل بھی ڈھاکے کی ایک مشہور چیز ہے۔ جو دولائی ندی کے
...واقع ہے۔ اس پل کو سنہ ۱۸۳۰ء مطابق سنہ ۱۲۳۷ بنگلہ میں مسٹر والٹر
...ب مجسٹریٹ نے اہالیان شہر کے چندہ سے تعمیر کیا ہے
...مستحکم اور خوبصورت پل ہے۔

چوک

یہ ایک بازار ہے نہایت وسیع اور خوبصورت جو شہر کے
پچھم حصے مین واقع ہے۔ یہ ایک مربع زمین اُنچی دیوارون سے
گھیری ہوئی ہے۔ اسکی چارون طرف چوڑی سڑکین ہین۔ بیچ مین
ایک بڑی توپ رکھی ہوئی ہے۔ جسکو مسٹر والٹر مجسٹریٹ نے سواری
گھاٹ سے جو بڑے کٹہرے کے دکھن جانب بوڑھی گنگا ندی کے
کنارے پر واقع ہے۔ لاکر چوک مین رکھی ہے۔ اس توپ کے
مقابلہ کے اسی گھاٹ مین اور ایک توپ اس سے بہت بڑی
تھی۔ جسکے دہانے مین ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا۔ دریا شکستہ
مین وہ توپ غرق آب ہوگئی ہے۔ یہ دونون توپین امیرالامرا میر
جملہ کی لائی ہوئی ہین۔ یہ چوک بھی والٹر صاحب نے بنایا ہے
یہ زمین سابق مین قلعہ کا ایک حصہ تھا۔ جسمین سہ پہر کو دوکانین
لگتی ہین۔

اسوقت شہر ڈھاکہ کا طول و عرض وغیرہ

شہر ڈھاکہ بوڑھی گنگا ندی کے اُتر پار لب دریا واقع ہے۔ جسکے
پورب طرف ایک نشیب زراعتی میدان جو لکھیا ندی تک پھیلا ہے۔

اور پچھم طرف جنگل ہے۔ جسمین ایام قدیم کی بہت سی پرانی
سجدین مقبرے۔ اور اُجڑے ہوے باغات وغیرہ ہین۔ اسوقت
شہر کا۔ پورب۔ پچھم۔ چار میل اور عرض اُتر۔ دکھن۔ سوا میل ہے
کے پورب حصے مین دولائی ندی ہے۔ اور اسکی ایک شاخ
کے اندر جاری ہے۔ جسپر پکّے پل بنے ہوے ہین۔ یہ شاخ
نہایت چوڑی ہے۔ جو جلہؔ کے نام سے مشہور ہے۔ اور بہت
شاخین نکلی ہین۔ پکّے پلون مین نراندیہ کا پل۔ راے صاحب
بازار کا پل۔ تانتی بازار کا پل۔ پنڈی کا پل۔ امیر خان کا پل
ور ہے۔ ناظر کے بازار کا پل۔ چاندخان کا پل۔ مسجد کا
بابو بازار کا پل۔ وغیرہ یہ نہایت مستحکم ریختہ پل بنے ہوے
جن پر صدہا سال سے لوگون کی اور گاڑی گھوڑے۔ ہاتھی
کی آمد و شد جاری ہے۔ اسوقت شہر مین اصل دو بڑی
ن ہین۔ ایک لال باغ سے دولائی ندی تک۔ پورب پچھم
ل سے زائد ہے۔ دوسری پرانی پلٹن سے بوڑھی گنگا ندی
تر دکھن سوا میل ہے۔ انکی شاخین بہت سی سڑکین اور کوچے
ام شہر کے محلون سے گذرے ہین۔

سرکاری عمارتین

ڈھاکہ کالج جو ۱۸۴۱ء مین بنا ہے۔سنت ٹامس چرچ معروف
بہ انگریزی گرجہ۔جیل خانہ۔پگلہ پھاٹک۔مٹفورڈ ہسپتال۔کوتوالی
ججی عدالت منصفی عدالت۔کلکٹری۔اور فوجداری کی کچہریان ہین
شہر مین اور بھی گرجے ہین۔ارمنی گرجا ارمنی ٹولہ مین گریک
چرچ معروف بہ رومی گرجہ چوک کے پورب۔مشنری چرچ صدر
گھاٹ کے قریب بنگلہ بازار مین اور رومن کیتھلک چرچ کلتہ بازار
مین واقع ہے۔

بہرہ سیّ ام تقسیم بنگال وجدید عمارتین شہر ڈھاکہ

صوبۂ بنگال ایک بہت ہی وسیع صوبہ تھا۔ایک طر
اوسکی آبادی اسقدر زیادہ تھی۔اور روز بروز اس درجہ بڑھتی
تھی۔کہ اوسکی ہر اک بات کو دیکھنا بھالنا اور اہل صوبہ کی پور
داد خواہی کرنا گورنمنٹ کیلیئے ایک نہایت ہی مشکل امر تھ
علاوہ اسکے صوبۂ آسام کی زراعت مین اسقدر روز افزون تر
تھی۔گورنمنٹ کو اسکے طرف ایک خاص توجہ کی ضرورت پڑ

ن سب وجوہات اور اسکے علاوہ اور بہت سی ایسی باتین تھین
سبب سے یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ صوبۂ بنگال دو حصون مین
سم کر دیا جائے۔ تاکہ کام بٹجائے ع رموز مملکتِ خویش خسروان دانند
اسلیئے ۳ سنہ ۱۹۰ء مین وائسراے ہند کی یہ راے ہوئی۔ کہ
رقی بنگال اور آسام کے نام سے ایک نیا صوبہ قائم کیا جاے۔
صوبہ مین ڈھاکہ۔ چاٹگانون۔ مالدہ ٹیپرہ۔ اور آسام کی موجودہ
کمشنری اور نیز بنگال کے وہ اضلاع جو راجشاہی کے نام سے
م ہین۔ شامل کئے جائین۔ ڈھاکہ اس صوبہ کا دار السلطنت
دیا جاے۔ اور ہڈکوارٹر چاٹگانون مین ہو۔ اسمین ایک
لیٹو کونسل اور ایک بورڈ آف ریونیو بھی ہو۔ آبادی اس
کی تقریباً ۳۱ لاکھ کے ہوگی۔ جسمین ۱۸ لاکھ مسلمان اور بارہ
ہندو ہونگے۔
موجودہ صوبۂ بنگال سے اگرچہ مشرقی اضلاع اور چھوٹا
کی پانچ ریاستین اس حالت مین اوس سے علیحدہ ہو جائینگی
ضلع سمبلپور اور اوڑلیسہ کی ریاستین شامل ہو جانے سے
چندان کوئی نقصان نہوگا۔ بلکہ اوسکی آبادی ویسی ہی رہیگی۔
اس راے کے خلاف مین سارے ملک مین ایک شور مچگیا

طرح طرح کے عذر پیش کئے گئے۔ لیکن وائسرائے ہند نے یقین دلایا
کہ تقسیم بنگالہ سے جو لوگ یہ سمجھتے ہین۔ کہ اونکا نقصان ہوا۔ یہ اونکی
غلط فہمی ہے۔ برخلاف اسکے اونکا اسمین سراسر فائدہ ہے۔ کیونکہ
تقسیم ہو جانے سے گورنمنٹ کو اونکی دادخواہی کرنے اور اونکے
ہر اک بات پر غور و فکر کرنے کا کافی موقع ملیگا۔

چنانچہ تقسیم بنگالہ کی ١٦۔ اکتوبر سنہ ١٩٠٥ع کو ہوئی۔ لارڈ
کرزن اوسوقت مین وائسرائے ہند تھے۔ اور سر اینڈرو فریزر
لفٹنٹ گورنر تھے۔ لیکن اس نئے صوبہ کے سب سے پہلے
لفٹنٹ گورنر بہادر سر بامفیلڈ فلر ہوئے جنکے بعد سنہ ١٩٠٦ع مین
سر لینسی لاٹ ہیر مشرقی بنگال اور آسام کے لفٹنٹ گورنر مقرر
ہوئے۔ اور ہنوز حکمران ہین۔

ڈھاکہ جو کسی وقت مین اسلامی دارالسلطنت تھا ایک
مدت دراز کے بعد سلطنت انگلشیہ مین پھر راجدھانی قرار پایا
زمانے نے کروٹ بدلی۔ اوسکے سوتے ہوئے نصیب جاگ
اوٹھے۔ اور ترقی کی ایک نئی ہوا چلنے لگی۔

چنانچہ خاص ڈھاکہ مین ایک سول اسٹیشن قائم ہوا
اور اُن مقامات مین جہان عروج اسلام کے زمانہ مین پُر تکلف

ت اور شاہی ایوان کھڑے تھے۔ خدا کا شکر کرنا ایسا ہوا۔ کہ
ں مقامات پھر از سر نو آباد ہونا شروع ہوئے۔ اور اُن ویرانون
ایک نیا قصبہ آباد ہوا۔ جو کہ نیوٹاؤن کے نام سے مشہور ہے۔
کی چوحدی حسب ذیل ہے۔ اُتر کی طرف اسکاٹن۔ دھمنڈی
عید گاہ اور چمار ٹولی ہے۔ پورب۔ کٹ گھر۔ برہمن چیرن۔
ں۔ جاترا باڑی۔ اور جوڑائن ہے۔ دکھن کی جانب بوڑھی گنگا
۔ اور پچھم جانب سُنار ٹنگرا اور بوڑھی گنگا ندی ہے۔

ں مابین مین جو جو نئی عمارتین بنی ہین وہ حسب ذیل ہین

رزن ہال اور ڈھاکہ کالج۔
کالج ہوسٹل (طلبا کے رہنے کا مکان)
ڈھاکہ انجینیرنگ کالج معہ ہوسٹل۔
یفٹننٹ گورنر صاحب کا پیلیس (کوٹھی)
ڈاک بنگلہ۔
سکے علاوہ حکامون کے رہنے کی بڑی بڑی کوٹھیان بنی ہین۔

اسکی علاوہ چند ایسی بھی عمارتین ہین جنکی بنانیکی تجویز ہوئی ہی

نمبر ۱ سکریٹریٹ آفس۔
۲ پوسٹ ماسٹر جنرل آفس۔
۳ مینوسپل مارکٹ وغیرہ وغیرہ۔

بہرۂ سی ویکم شاعران ڈھاکہ

(تذکرہ شعرای ذیل عنایت فرمودہ جناب خواجہ محمد افضل صاحب)

افضل

افضل - خواجہ محمد افضل المتخلص بہ افضل (دختر زادۂ نواب سر عبد الغنی جنت آرامگاہ) ابن آنریبل نواب خواجہ محمد یوسف خان بہادر خلف خواجہ محمد مہدی فردوس مہد ولد خواجہ محمد اشرف مرحوم ولد خواجہ محمد افضل خلد منزل رئیس اعظم شہر عظیم آباد۔

آپکے اور آپکے قبلہ گاہ قبلہ وکعبہ کی جاے پیدائیش ڈھاکہ ہے۔

آپنے اپنی تاریخ ولادت خود لکھی ہے جو ذیل مین ہی۔

شکرِ خدا ز کتمِ عدم آمدم بدھر — از باد سور قلب بتارم جو گل شگفت
جستم جو سال را دمسیحا از آسمان — خواجہ محمد افضل آمد بدھر۔ گفت

سنہ ۱۸۷۵ع

آپ انڈر گریجوٹ ہین۔ آپکی استعداد فارسی کی وافی ہی۔ اور

ر نظام دلالت کے لیے کافی۔ آپکی طبیعت کا رُجحان تاریخگوئی کیطرف
ص طرحپر ہے۔ آپ سید محمود آزاد کے تلامذۂ ارشدمین سے ہین۔ اور
عروض مین بھی آپکو خوب دخل ہے۔ مجموعۂ تواریخ کی تین جلدین ضخیم اور
مختصر فارسی دیوان اور کچھ اُردو غزلین جو احباب کے اصرار سے لکھی گئی ہین
ی نظر سے گذری غم ماہ پیکر ایک رسالہ آپ نے رحلت پُر
رت نواب بیگم سر احسن اللہ مرحوم مین تصنیف فرمایا ہے۔
ن صرف قطعات تاریخ رحلت جو ایک ہفتہ کے اندر لکھے گئے تھے۔
ہین۔ آپکی طبیعت پُرگو اور کلام پُرزور ہے۔ داغ دہلوی کے
ل کی ۱۷ تاریخین نکالی ہین۔ اور نواب سر احسن اللہ مرحوم کی رحلت
۸۲ قطعات لکھے ہین۔

آپ شہر مین افضل المورخین مشہور ہین۔ اور آپکے اُستاد والا نژاد
ارخ ثانی (بلحاظ مہارت مشق تاریخگوئی) سے خطاب فرماتے تھے
وئی مین آپکو بڑی مشق اور کمال مہارت حاصل ہے چلتے پھرتے
ن نکالتے ہین۔ اور اکثر لاش دفن ہونے کے پیشتر فی البدیہہ
تخ مکمل ہوجاتا ہے

ب سر احسن اللہ بہادر کے ارتحال کے بعد سے اُنکا جوش
ع کم ہوگیا تھا اور اب اُنکے اُستاد اور ہمخواہ کی تواتر اموات

نے دل بالکل پژمردہ کردیا ہی۔ تاہم اُن کا دم بس دم ڈہاکہ مین غنیمت ہے۔ وھو ھذا

تاریخ خطاب یافتن جناب نواب سر احسن اللہ بہادر

ایکہ حسام تراست قلب عدویت قراب
بر ہمہ حکام ملک حکم تو مالک رقاب

بہر قضا ہر زمان امر تو قائم مقام
بہر قدر ہر نفس حکم تو نایب مناب

صعوہ بعہدت خورد طعمہ ز منقار باز
گربہ بعونت زند پنجہ بشیران غاب

احسن نام آوران مفخر ہندوستان
ای لقب سر ز تو یافت بسی آب و تاب

از شرف قصر تو بیشک گردد ہما
بر سر دیوار آن گربہ نشیند غراب

بر کف خاک ار نہی بہر تیمم کفت
گوید چرخ برین کاشکہ بودم تراب

افضل تاریخ را از رہ صدق و صفا
گفت کہ نواب ما یافت ہمایون خطاب

سنہ ۱۳۱۵ھ

مقدم فصل بہاری مین ہر اک تل و دمن
سبزہ و لالۂ نعمان سے بنا رشک چمن

ہے نسیم سحری نفحہ کش نافۂ گل
نفحہ سے جسکی ہوئے خون نافۂ آہوے ختن

ہر گل سرخ نمونہ ہے رخ مہوش کا
سنبل الطیب ہے یا طرۂ پر پیچ و شکن

کیا نکھرتا ہوا جوبن ہے پری دامن کا
گویا پھیلا ہے یہان لال پری دامن

مخمل سبز کی سبزہ نے بچھائی مسند
ناز سے باد صبا چلتی ہے جسپر تن تن

کبھی تھم تھم کے برستا ہے کبھی جھم جھم مینھ
جیسے سنگت ہی کرے دیک و طبلہ کی [illegible]

نفحہ بمعنے خوشبو

…ش نیسان نے نہالونکو کیا در سے نہال | نکلا ہے نخل زمرد مین مگر دُرِّ عدن
…ر سے باد صبا کے متبسم غنچے | سرنگون شرم سے ہے لالہ نئی جیسے دولہن
…ر اللہ رے طلسم اثرِ فصلِ بہار | چادرِ آبِ روان بنگئی انہارِ چمن
…یرت نرگس ہی سخن پر سیری دال | پھٹ پڑا صحن گلستانمین ہے کیسا جوبن
…چین کو کہ گلچین نے بھرا ہی دامان | نازِ بو پر کرے ہی ناز بواب کھولے دہن
…ہو بدلی ہی خزان کی تو یہ چھائی بدلی | آسمانی ہوا خود رنگ لباسِ سوسن
…چمکے ہے کہ نظارۂ گلشن کیلیے | لو ئی چرخ نے سرکائی گھٹا کی چلمن
…طاؤس کے طاؤس بھی ہین رقص کنان | طائرِ قبلہ نما جوش طرب مین پرزن
…ر غدا مجمع اخلاق حسن | احسن اللہ قمر کو کہہ نواب زمن
…ر بزم مین ہی آج بصد زیب و طرب | سرو سر خیل سران سرور نواب احسن
…نار کی بارش ہی کہ ساون کی جھڑی | ترے انعام کی بدلی ہی کہ بھادونکی بھرن
…للہ کی تو نے جو لکھی ہے مدحت | کہتے جاتے ہین ملک چرخ سے احسن احسن
…لہ کلک گہر سلک نے سال ہجری | افضلا - شادی نوروز خطابِ احسن

سنہ ۱۳۱۵ھ

…شکر کہ چلتی ہے نسیمِ عشرت | گلشنِ دل سے ہوئی دور خزانکی کلفت
…صبح کی رنگت کا عجب عالم ہے | صاف آتی ہے نظر لال پری کی صورت
…باغ مین نواب کے آئی ہی بہار | بلبلین شاخونپہ ہین نغمہ طرازِ عشرت

بلبے سیرابی و سرسبزی وزیب و زینت — دلکشا حسن مین ہے روکشِ باغِ جنت

سرِ حکام فلک مرتبہ سر ہون اُوڈبرلن — عدل و انصاف مین ہین جو کہ خدا کی رحمت

احسن اللہ بہادر کو دیا سر کا خطاب — اور تمغا بھی عنایت کیا با صد عظمت

اُنکے ہی عہد مین گربہ کو عصافیر سے ڈر — آہوئے مادہ سے ہے شیر نرون کو ہیبت

ہے سعادت سے بھرا اُنکا جو قصرِ عالی — بیٹھے گر بوم تو بنجائے ہما کی صورت

بخششِ آب سے سیراب ہوا ہے ڈھاکہ — اہلِ ڈھاکہ ہین تمام اُنکی رہین منت

اُنکے اخلاق کی نکہت کی کرون گر توصیف — اپنا بنجائے دہن نافۂ مشک تبت

کلک افضل نے لکھا سال مسیحی فی الفور — دیکھو نواب نے اب پائی خطاب و خلعت

سنہ ۱۸۹۸ء

تاریخ وفات

سوی جنت رفت نواب احسن اللہ خان کہ بود — مہرِ رخشانِ سپہرِ عزت و جاہ و جلا

بر شد افضل مکرر آہ و سالش زد رقم — کرد نواب احسن اللہ خان بہادر انتقا

۱۹۰۱ء

تاریخ وفات حسرت آیات نواب سر عبد الغنی بہادر کے۔ سی۔ اس آئی

ہست این دنیا چو ماری با ہمہ نقش و نگار — افضل آن باشد کہ بروی دل نہ بندد ہوشیا

اوشاه را رزق زمین بودن ضرور	کل شیء هالک باقی بود پروردگار
بحرِ سخا نواب سر عبد الغنی	رخت بربست از جهانِ بی ثبات و بیقرار
ی اندر فراقش خاک بر سر ریخته	با لباسِ ماتمی پیرِ فلک شد سوگوار
در ماه اگسٹش خاتمه بالخیر شد	خاتمه بالخیر گوئی باادب ای هوشیار

سنه ۱۸۹۶ء

ڈھاکه خواجه عبد غنی	سرو نواب و راد و مفخرِ دین
ت و چارم ز اگسٹ دوشنبه	حسرتا رفت سوی خلدِ برین
ل از شش جهات بشنیدم	راد نواب ڈھاکه والی سنین

۳۱۶ × ۶

سنه ۱۸۹۶ء

خ ارتحال حسرت اشتمال والدہ ماجدہ نواب احسن اللہ مرحوم در صنعت صوری و معنوی

مت گزین حضرتِ عبد الغنی	برگزیده جان خود در گوشهٔ دار القرار
بری و یحیی افضل مخزن نوشت	یکهزار و سه صد و چارست و انی برشمار

۱۳۰۴ — ۱۸۶۸ء

سند نشینی جناب نواب سلیم اللہ صاحب بہادر

ب میں چھپا جب یوسفِ زرین نقاب	دم زدن میں چترِ زراندود کی ٹوٹی طناب
پھر زلیخائے شبِ یلدا ہوئی	آبنوسی تخت پر مثلِ بتِ مشکین نقاب
حسن اللہ خان ہو مسند نشین	خواجہ چرخ آستان و سرورِ کیوان جناب
کروان تو آج بحرِ عیش میں	راح عشرت سے ہیں پر شیشے ہوا جوں حباب

صفحۂ روئے زمین پر دمبدم برساتی ہے — رشحہای شبنم عیش و طرب رشکِ سحاب

رشکِ جنت دلکشا ہے دیکھی تو رضوان کہے — اینکہ می بینیم بہ بیداریست یارب یا بخواب

جب مین سے نعرۂ عشرت فلک پیما ہوا — آسمان کہنے لگا یَا لَیْتَنِی کُنْتُ تُرَاب

اے سلیم اللہ سلیم الطبع تیری عہد مین — بچۂ آہو و بز کو شیر دیتا شیرِ غاب

سایہ مین فرخ ہمای عدل کے تیرے کرے — صَعو بازی باز سے اور کبک شوخی با عقاب

آتشِ غیظ و غضب سے کاہ سان جلجا کوہ — ہیبتِ صولت سے ہو تمساح کا بھی زہرہ آب

قاضئ چرخ برین بھی شملہ اپنا تھام کے — دیکھی ہے حیرت سے تیری قصر کا زرین قباب

ریسمانِ عمر ہوئی یا خدا اُسکی دراز — گردنِ دشمن مین ہوئے موت کی ہر دم طناب

تاریخ ختنہ

اینت ہر سہ پور نواب سلیم اللہ ما — گشت مختون چون ز فضلِ حضرت رب جلیل

کلک گو ہر سلک افضل بے تامل زد رقم — سال ہجریش کہ حالا شدادا رسم خلیل

۱۳۲۰ ھ

تاریخ خطاب یافتن جناب نواب سید معظم حسین صاحب آرڈینٹ جج بنشنیر شایستہ باد

زہے یافت سید معظم حسین — ز قیصر چو تشریف نواب را

چہ نواب سید معظم حسین — رقم کرد کلکم سنین افضل

۱۳۱۹ ھ

تاریخ خطاب یافتن جناب نواب سید محمد خان بہا

...ا سید محمد حامد العفت نشان
یافت از قیصر خطاب خان بہادر با حشم

...ضلا سید محمد خان بہادر نیکرائے
سال ہجری خطاب مستطابش کن رقم

۱۳۳۰ھ

...ریخ خطاب یافتن جناب خواجہ محمد یوسف صاحب خان بہادر

...ئے خواجہ محمد یوسف الحمد للہ
بصد اعزاز و حشمت خان بہادر

...مہر چرخ و ماہ برج عزت
میرے والد وہ ذو العز و التفاخر

...مثل جنکا صاف باطن
جو بحر فہم کے ہین بے بہا دُر

...مصر دلہا سے خلائق
ہے جنپر لطف خالق کا تواتر

...ہے کیا مقدم بالبروز آج
دلا جو کچھ کہ تھا مکنون تصوّر

...ھر گوش احباب گہر سنج
بہ اصغای نوید عیش پُر دُر

...ن فضلك هذا الهي
کما کرمته بالعز فانصر

...چشم حساد و ہم اعدا
کند خون جگر ہر دم تقاطر

...فضل نمود از حرف منقوطہ
سنہ در بیت زرین بے تفکر

...رب مبارک با ہمہ سور
پدر را مہر خان خان بہادر

۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات راجہ راجندر نراین رائے

...و با مروت راجہ راجندر نراین رائے
فراز پشت شبدیز اجل گشتہ جہان پیما

...ہم حیف رفت راجہ راجندر نراین رائے
بدیہہ خامۂ افضل مسیحی سال کرد انشا

۱۹۱۰ء

تاریخ آمد زلزلہ

یارب تو بدار خلق عالم	محفوظ ز چرخ چرخ دوّار
دائم ز حوادث زمانہ	ہم ز آفت بومہین نگہدار
زلزال تباہ کرد پنجاب	آمد چو نظر بہ پیپہ اخبار
افتاد بجسم لرزہ صعب	شق کرد دلِ حزین و افگار
ترقیم نمود کلک افضل	سن - زلزلہ مصیبت آثار ۱۳۲۴ھ

منتخب از دیوان فارسی افضل

غزل مطارحہ سہ غزلہ

دل شد ہدفِ ناوکِ ناز تو جگر ہم	شد در سرِ سودای تو ہوش از سر و سر
دل دوختی از تیرِ نگہ بلکہ جگر ہم	قربان ادای تو و انداز نظر ہم
جمعیتِ دلہای جہانی شدہ برباد	تا باد صبا زلف ترا ساختہ برہم
مہر سست جگر تفتہ ز مہر رخت ای شوخ	دارد ز کلف داغ بدل چرخ قمر ہم
برجاہ مکن ناز کہ شد تاجوران را	برباد ز سر جنگ فلک افسر و سر ہم
صد درد غم و یک اثر مہر تو درمان	صد زخم دل و یک نظرِ لطف تو مرہم

ہر لحظہ باغیار ز تو لطف جدید است
بر افضل بیچارہ گہی نیم نظر ہم

او بدل مہمان و من در جستجو افتادہ ام	با نوید نحن اقرب دور از و افتادہ ام

...نہ لطفی داشت ہمدم مستیِ دوشینہ ام
...بر کشائی گرہ زلف خود را
...تیا بہ بینند گر عارفانت
...صحفِ رُخ را نمودہ ای صنم
...ن و گلفام را ای گلبدن

اگاہ بر ساقی وگاہی بر سبو افتادہ ام

ولہ
کئی مات بکسر ہمہ مشک چین را
بجنت نجویند شان حور عین را

ولہ
گبر و ترسا را مسلمان میکنی
قید در چاہِ زنخدان میکنی

منتخب از دیوان اردو فضل

...ل مطارح دو غزلہ بر زمین غزل داغ دہلوی

...ین نہین ہان کا یہ جھگڑا ہم نہ مانینگے
...ِ رد و چشم تر ہمارے عشق کلشاہد
...دم مین سیدھا اُسکو شانہ لیکے مشاطہ
...ں اِک بوسہ لب کا جو ہم کرتے ہین وہ کر
...مین زیارت روے زیبا کی ہوئی حاصل
...ہوس تھا اور حیا تھی پاسبانی مین
...ی آتشین رُخ کی تری قول باطل ہے
...ون کا ہی خون بہا کشتو نکا کہتی ہین
...بار خنجر سے تری ہاتھو نمین اے ظالم
...ن کو ایسا بدنما دھبا مبارک ہو

اجی ہر روز کا امروز فردا ہم نہ مانینگے
تعجب اُنکا کہنا ہی یہ عوا ہم نہ مانینگے
یہ بل لینا تری لف دوتا کا ہم نہ مانینگے
وہ ہنس ہنسکر یہ کہتے ہین یہ کہنا ہم نہ مانینگے
کرینگے حشر مین اک حشر برپا ہم نہ مانینگے
حریم خاص مین تھی آپ تنہا ہم نہ مانینگے
بہم ہون آب و آتش دونون یکجا ہم نہ مانینگے
قیامت بہرِ انصاف اور ہی کیا ہم نہ مانینگے
گلا کیونکر کٹے گا تیر الوھا ہم نہ مانینگے
تمھارے دل مین ہوے داغ ایسا ہم نہ مانینگے

تقاضا طبع کی جودت کا افضل ہے یہی ہردم
غزل اک اور پڑھ خاموش رہنا ہم نہ مانینگے

ولہ

صبحدم ماہ جبین گھر کو چلا ماہ کیسا تھا — دامن صبر ہوا چاک سحر گاہ کیسا تھا
غم ہی اک کوہ بلا غمسے مین اک کاہ ضعیف — کوہ کو کونسی نسبت ہے بہلا کاہ کیسا تھا
پاس ضد کا ہے ترے ورنہ مرے نالہ — لیے آغوش مین تاثیر کو ہے آہ کیسا تھا
ماہ نخشب جو مرے ماہ جبین کو دیکھے — بیخودی مین کنوی جھانکا کرے سو چاہ کیسا تھا
یاد مین گوہر دندان کی رُوان ہین دُرِ اشک — چشمگین کیون نکرے ابر گہر بار سے آنکھ
اشک کی مَی سے چھلکتی ہی مرے چشم کا جام — جب سے دوچار ہوئی ہی بُتِ سرشار سے آنکھ
شرم سے رُخ کی دکھانے پہ تھی کیا کیا تکرار — کیون چرُاتے نہین اب وصل کی تکرار سے آنکھ

ازسہ غزلہ

تارے گنوائیگی شب ہجر تری افشان مجھکو — تنکے چنوائیگا موئے مژۂ جانان مجھکو
جوش سودا مین ہوا گھر مرا زندان مجھکو — طوق ہنسلی ہی سلاسل رگِ شریان مجھکو
مسی مالیدہ لب و رپان کا لاکھا اُسپر — لالہ دکھلانے لگا نیلوفرستان مجھکو
دُرِ دندان کے تصور مین جو مین رُوتا ہون — گوہر آمودہ نظر آتا ہے دامان مجھکو
قدِ جانان کے تصور مین جو جان نکلی ہی — ملے تربت تہِ شمشاد گلستان مجھکو
سرفرازی جو ملی خلعت دامن سے مرے — سر پہ پھرتا ہے لیے خار مغیلان مجھکو
حسرتون کا نہ ہوا خون ہی اسین کیا کیا — گنج دل کم نہین از گنج شہیدان مجھکو

...مین ہاتھ تو ہیہات نہ آیا اُسکا — کاش حاصل تو ہو پابوسیٔ جانان مجھکو

افضل اک اور غزل لکھتا ہون اسطرح مین مین
تاکہ دین داد سخن سارے سخندان مجھکو

ولہ

...غنچہ اس رشک سی کیون نہ خون ہو — بہت تنگ بندِ قبا ہے کسی کا
...دہ بھوؤنکا خدنگِ کرشمہ — مرے دل پہ کاری لگا ہے کسی کا
...الم مین اُمید اُس سے کسی کو — نہ دُنیا مین وہ بیوفا ہے کسی کا
...خون بہا کر ہنسے کھولکر جی — لگے کہنے یہ خون بہا ہے کسی کا

ولہ

...جو غصہ مین دشنام یار کا پہونچا — تو پیارے لب سے ہو پیغام پیار کا پہونچا
...مسیح پہ زلفِ سیاہ بکھری ہے — کہ چین مین قافلہ اک زنگبار کا پہونچا
...دست حنائی سے بھر ہوا ہی کون — رنگا ہی خون مین جو اُس گلعذار کا پہونچا

...یخ وفات حسرت آیات قیصر ہند جناب ایڈورڈ ہفتم

...اشد نہان آن قیصرِ ہند — کز و رخشندہ بودہ اخترِ ہند
...رق تا بہ مغرب زیرِ خاتم — کمینہ واہ شاہِ خاورِ ہند
...گون اشک از دامانِ گردون — ببارد دمبدم بر کشورِ ہند
...ام ارتحال حسرت اندود — نمودہ چون ۲دو پیکرِ پیکرِ ہند
...تہ افضل محزون بدیہہ — کنون رحلت نمودہ قیصرِ ہند

۱۳۲۸ھ

تاریخ تخت نشینی قیصر ہند جارج پنجم

زہی شد بہ تخت پدر جارج خامس	المہا زدلہا چو عنقا شدہ گم
مسیحی سنین جلوس افضل ایدون	رقم زد ۔ بتخت پدر جارج پنجم ۱۹۱۰ع

دیگر در وفات شاہ ایڈورڈ سابع در صنعت صوری و معنوی

آوخا آن قیصر ہندوستان گردون رکاب	شد روان بر پشت ارغون اجل بیدہ شتاب
کلک افضل از دبصوری معنوی صنعت رقم	یکہزار و سہ صد و بابست ہشت از حساب

قطعہ صنعتی کہ از ہر مصرع سال جداگانہ بر مے آید

سپہر آستان شاہ اڈورڈ زود	چو خور حیف رفتہ با بر زمین ۱۹۱۰ع
بشد قیصر ہند ناگاہ فوت	ستم دیدہ افضل ز وانشا سنین ۱۹۱۰ع

آزاد ۔ مولوی سید محمود عرف منجھلے سید صاحب خلف سید
اسد الدین حیدر ابن سید علی مہدی خان بہادر خلف میر اشرف علی
رئیس شہر ڈھاکہ۔ آپکے اشعار گہر بار متانت و فصاحت و بلاغت سے
لو ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین - اور علاوہ دیوان کے بہت سے کلام
آپکے شاگرد رشید خواجہ محمد افضل صاحب کے پاس موجود ہین۔ جنمین کچھ بطور اختصار
مشتے از خروارے ہدیۂ ناظرین ہین۔ آپ ارشد تلامذہ حافظ ضیغم صاحب مرحوم مین
آپ کے پارسی قصائد کے سمجھنے کے لیے معمولی استعداد کافی نہین۔ آپکو بجد شوق
کتب بینی سے تھا۔ چنانچہ انتقال کے کچھ روز پیشتر جبکہ آپ باحواس تھے
اساتذہ کے دواوین مد نظر رہا کرتے تھے۔ اور قیلولے کے بعد برابر آپ مطالعہ فرماتے

ارغون بمعنے اسپ تیزرو ۱۲

آزاد

...یک لاکھ چیدہ ابیات ازبر تھے (العہدہ علی الراوی) اور بقول خواجہ
...عفضل ایک مرتبہ دورہ قرمین پانچ چھ ہزار عمدہ اشعار سنائے تھے آپ فالج سے
...یب پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر ۱۹۰۷ء مین رحلت فرمائی۔ اوایل مین اپنا
...لص رشید اکیا کرتے تھے۔ آپکی مثنوی ذو بحرین بمدح نواب سر عبدالغنی
...عوم قابل دید ہی۔ آپنے واقعہ ڈھاکہ ٹورنیڈو نظم کیا۔

از کلام فارسی

...ین روزگار بلا سرگذشت | کہ بر ہجدہ صد ہشت ہشتاد و ہشت (۱۸۸۸ء)
...تخ ہفتم ز اپریل ماہ | شدہ ڈھاکہ و اہل ڈھاکہ تباہ
...عصر شنبہ ز سمتِ شمال | عقاب سیہ ابر بکشود بال
...ریج آن ابر نیلی پرند | چنان شد محیطِ سپہر بلند
...وئی ہد قدرت کردگار | سیہ کالہ بست بر روزگار
...یو سیہ پر غریو و غرنگ | بر آرام و تسکین از و عرصہ تنگ
...لند شورِ میانِ جہان | چو آواز کالسکہای دخان
...ان خیز چون کوہ آتش فشان | شرر ریز چون اژدہا از دہان

قصائد

...تش سیال ہین غمہا ازان پامال ہین | یاران از و خوشحال ہین اکسیر کردار آمدہ
...آتش بی دود ہین سرمۂ ضد دود ہین | چون آتشِ نمرود ہین خرم چو گلزار آمدہ

بتپارہ زو حوراشود گنگ از خورد گویا شود　　کور از خورد بینا شود تیمار بیمار آمدہ
ہان احسن اللہ خان نگر مہر فلک ایوان نگر　　با فرۂ خاقان نگر در صفۂ بار آمدہ

تاریخ خطاب یافتن نوّاب سر احسن اللہ

خطاب سر مبارکباد نواب احسن اللہ را　　کہ در گیتی سرو گردۂ نام آوران استی
خطاب مستطاب حامی اسلام تاریخش　　ز روی سالہای ہجری قدسے عیان استی

۱۲۱۵ھ

رباعی

عید اضحیٰ بفرخی آمد باز　　از مقدم او غنچۂ دلہا شد باز
احرام طواف بارگاہِ نواب　　بستیم چو حاجیان مکہ بہ حجاز

ازجیگامہ

صباح عید کہ از خندۂ نشاط پیام　　نمود در ہمہ عالم نوید عشرت عام
ز جلوۂ گل ٹیسو سواد جنگلہا　　ز عکس رنگ شفق چون کنار دامن شام
ترانہ ہای پپیہا و نغمۂ شاما　　دہد ز سوز محبت بعاشقان پیغام
بلند مرتبہ نواب احسن اللہ خان　　کہ ہست بارگہش مرجع امید انام

تاریخ وفات نواب سر عبد الغنی

ای جہان تیرہ شو بچشم امید　　رخ میفروز اے مہ و خورشید
مسند غفران مآب سر نواب　　افتخار محامد و القاب
خواجہ عبد الغنی کہ سلطانی　　کرد بے زحمتِ جہانبانی

رد غمگین الم برنج وملال — چون ز تاریخ ارتحال سوال

رِ سال وفات رضوان سفت — بریاضِ نعیم ساکن گفت

۱۳۱۴ھ

مثنوی مدحیہ از کلام اُردو

ید اضحیٰ آئی اور برسات ہے — عیش کا دن ہے خوشی کی رات ہے

ل کی خوبی سے مستی عام ہے — دخترِ رز مفت مین بدنام ہے

و مستی آتی ہے مستانہ گھٹا — توبہ کی قوت کو دیتی ہے گھٹا

تے ہین نواب صاحب سبکی داد — کرتے ہین اخلاق سے ہر دل کو شاد

سن اللہ خان گردون احتشام — نطق لیتا ہے ادب سے جنکا نام
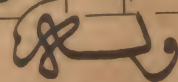
ولہٗ

ہ فصلِ بہاری پہ دل اُٹھتا ہے پھڑک — سبزۂ گل سے زمین حسن مین ہے رشک فلک

س گل باغمین ہے یا کہ شفق پھولی ہے — چشمِ نرگس سے ہے گردونیہ چمن کو چشمک

راحت کیلیے اہل جہان کے ہر سمت — مخملِ سبز کی صحرا مین بچھی ہے توشک

د انسے صبا کی کبھی پھولونکی ہنسی — جنبشِ بادِ سحر سے کبھی شاخونکی لچک

ہ چرخ پہ ہے قوسِ قزح سے وسمہ — دامنِ ابر پہ ہے برق کی جلوے سے دھنک

گل نے بچھایا ہے وہ دام نیرنگ — مُرغِ نظارہ کو ہے خوف کہ جائے نہ اٹک

رنگون کا ہر اک سمت ہے صحرا مین ہجوم — جنکے چہرہ کی نمک بادہ کشونکی ہے گزک

قبال سُناتا ہے باواز بلند — دشمنون کو ترے من ادرکہ البغض ہلک

ایک دن مین وہ قصیدہ تو لکھا ہی آزاد — جسکو کہنا ہے بجا نقد معانی کا محک

مسدس

فصل برسات کی ہی اور ہی عیدِ اضحیٰ — جسطرف دیکھیے ہنگامۂ عشرت ہے بپا
جز نشاط و طرب و عیش نہین کچھ چرچا — عزت افزا ہی ہر ایک بزم مین جامِ صہبا
مُفت کا گوشت گزک کیلیے بِمنّت ہے،
مَی کے پینے مین بھلا اب بھی کوئی دِقت ہے،

مژدہ ای عیش کہ گھنگھور گھٹائین آئین — بدلی رُت فصل بہاری کی ہوائین آئین
چمنِ دہر مین پھر نشو و نمائین آئین — کان مین مُرغ خوش الحانکی صدائین آئین
عام ہی رحمت باری چمن امکان مین
دھوم ہی عیش کی عشرتکدۂ دوران مین

مختصر کر سخن آزاد کہ ہے وقتِ دُعا — اس مسدس نے فصیحون کا قلم توڑ دیا
ہے عجب طرز بیان اور ہی رنگ انشا — سیکھے تجھسے کوئی اُردوی معلی کہنا
ہے بلافرق یہی طرز بیان دہلی
سُن لین بنگالا مین احبابِ زبانِ دہلی

سہرا در طوی جناب نواب عتیق اللہ بہادر

آج ای بخت مبارک ہو تری سر سہرا — باندھ نواب جوان بخت کی سر پہ سہرا
اہتمام و گل و گوہر مین بھرا ہی برسون — ابر نیسان کہ بنا آج یہ گز بھر سہرا

...کو آزاد یہ دعویٰ ہی بقول غالب — کیا کہیگا کوئی اس سہرے سی بہتر سہرا

باقر

...قر - تخلص - حاجی سید محمد باقر طباطبائی خلف دوم سید محمد تقی مرحوم ...ت ایران کے ایک مجتہد کی اولاد مین سے ہین - پیدایش شہر ڈھاکہ انکا دیوان ...سوم بہ گنجینہ باقر طبع ہو چکا ہی - گذشتہ ماہ ذی الحجہ مین رحلت ہوئی -

تاریخ انتقال

...ت ایندم از جہان سید محمد باقر آہ — افضل غمگین بنشستہ سال ہجری ارتحل
۱۳۲۷ ھ

من کلام باقر

...سلیم بکف داشتہ گردن بنہم — فاتلم تا کہ نظر جانب شمشیر کند

دیگر
...بی دل کردہ دریدہ سر شکم بُرد — گذر روزن ہر مژگان سیلر زدہ میر یزد

دیگر
...ن در چشم من نآید بجز چشمت دگر چشمی — کہ از چشمت ندیدہ چشم دران خوبتر چشمی

دیگر
...ی ہموارہ دارد پشت بر مقصد کمان — میر ساند راستی دائم بمطلب تیر را

دیگر
...ع امید وصال از شب ہجران دمید — دیدۂ امید را مژدۂ دیدن دہم

دیگر
...ن انبوہ اندوہ است و در تسکین او باقر — نہ صہبا کے نہ میناہی نہ دل سوزی نہ تیماری

تاریخ رحلت سر عبد الغنی مرحوم

...وس کہ آن اختر تابندۂ ہند — از دیدہ نہان گشت بچشمک زدنی

...ہ مطاع بود و می ساخت مطیع — از بذل و عطا وجود و شیرین سخنی

...ا بکجاست ہاتفی غیبی گفت — در خلد رسید دان بیکدم زدنی
۱۳۱۴ھ

بیرم

بیرم - خان خانان میرزا محمد بیرم خان بہادر - اتالیق شہنشاہ جہان
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ابن سلطان بابر بادشاہ ہندوستان -
انکی شہادت کی تاریخ "شہید شد محمد بیرم" - سے نکلتی ہی یہ کتاب نہایت
خوشخط مطلا و پر کار نایاب روزگار خواجہ محمد فضل صاحب کے کتب خانہ مین
میری نظر سے گذری - اسکا کاتب - بہبود کاتب ہی خان خانان مرحوم کے
صاحبزادے کے کتبخانہ کے لیے سنہ ۹۶۱ ہجری مین پرگنہ جالنہ پور مین اس
نسخہ نے اتمام پایا - یہ کتاب خواجہ عبدالرحیم صاحب نے خواجہ حبیب اللہ ولد خواجہ
اسد اللہ کوکب مرحوم کو بطور انعام ایک تحریر لکھنے مین دیا تھا - اور پھر خواجہ
صاحب کے ہاتھ لگی - سید محمود آزاد کے معرفت اکمل رتبہ خان بہادر خدا بخش خان
بانی بانکی پور لائبریری نے ہزار روپیہ قیمت کہی تھی - مگر خواجہ صاحب نے
اسکو جدا کرنے سے انکار کیا - یہ کتاب نہ ملک ہندوستان اور نہ قلمرو
ایران مین کہین ہی فقط عنقا صفت مشہور رہی - صرف دو چار شعر کی تذکرہ شعرا
مین موجود ہی - اسلیے بطور یادگار یہان انتخاب کرکے بطور اختصار لکھا گیا -
یہ کلیات بیرم ہی چند قصائد اور غزلیات فارسی اور بعد ازان ایک ترکی
دیوان اخیر مین اور فتح نامۂ اشتر کرام درج ہی - خواجہ صاحب خود مصوّر
بھی ہین - اس نسخہ کی ٹائٹل پیج اور اخیر ورق کی عکسی تصویر ½ سائز مین
اُتاری ہی -

نہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او — اگر غلام علی نیست خاک بر سر او

لی والی والا امیر عرش جناب — کہ ہست خسرو خاور کمینہ چاکر او

بوتران حریمش کہ محرم حرم اند — چو جبریل امین ہست ہر کبوتر او

ما غلام تو بیرم کہ از عنایت تست — کہ گشتہ سلطنت ظاہری میسر او

س قصیدہ مین باسٹھ ۶۲ شعر ہین۔

ن برافراخت خسرو دین رایت ہدا — اعلام کفر گشت نگونسار جابجا

ود در بلاد ختن چتر لالہ گون — بشکست در سواد حبش قیرگون لوا

ند میخہای سراپردہ شاہ زنگ — چون کندلان خسرو چینی دید در ہوا

ں قصیدہ مین ترپن ۵۳ اشعار ہین۔

سرا قصیدہ مدحیہ۔ ہمایون بادشاہ کی تعریف مین ہی ۷۹ ابیات کا

ہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف — بر درگہش سپہر نہد روی افتخار

تھا قصیدہ۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی مدح مین ۳۶ شعر کا ہی

د فیق ربود خدنگ تو از کجک — کرد از ہلال صورت پروین شہاب جک

ھی سوای اسکے چھوٹے چھوٹے تین ۳ قصیدے ہین۔

رو دید نازکی آن نہال را — از سر نہاد دغدغہ اعتدال را

رم بدہ رضا بقضائیکہ رفتہ است — چون کارہا خلاف مقدر نمیشود

ب صبا پیام مرا پیش یار بر — شرح غمے ز من بسوی غمگسار بر

ناکردہ تحمل غم خود کردہ ام اظہار ‏ — ‏ از کردۂ و ناکردہ پشیمان شدہ ام بار

ببیر ما آن بلبل بیچا نمانم در فراق ‏ — ‏ کز دل پر سوز ہر شب آشیان میسوزدم

یکتائی سفید لطیف تو بر بدن ‏ — ‏ مانند شبنمے ست کہ افتاد بر سمن

ای زرویت دیدہ ہا مردمان را روشنی ‏ — ‏ دیدۂ ببیرم ز تو بی نور بودن تا بکی

فتح نامہ

باز فتح غریب روی نمود ‏ — ‏ کہ دلِ دوستان ازان بکشود

شکر للہ کہ باز شادانیم ‏ — ‏ بر رخ یار و دوست خندانیم

تائب — **تائب** منشی عبد النعیم صاحب ابن منشی عبد العظیم محرر عدالت فوجداری ضلع ڈھاکہ المتخلص بہ تائب۔ آپ دینداری کے زندہ نمونہ تھے۔ راست گو اور خوش خو۔ زیادہ تر فارسی مین اشعار کہتے تھے۔

تاریخ رحلت

چو جست افضل سنینش گفت رضوان از در جنت ‏ — ‏ بگو۔ اندر گلستان نعیم عبد النعیم آمد

۱۳۱۱ھ

اشعار فارسی

ترک دنیا گفتن و تائب شدن ‏ — ‏ ہمت مردانہ میدانیم ما

ہلال عید بر خسار مہ جبینان بین ‏ — ‏ مئے نیاز کش و روی نازنینان بین

مے را بجان خریدم مستی بدل گزیدم ‏ — ‏ در میکدہ دریدم این خرقۂ ریا را

شاہین — **شاہین** نواب سر احسن اللہ بہادر کے۔ سی آئی۔ ای۔ المتخلص بہ شاہین

خلف نواب سر عبد الغنی بہادر فردوس آرام گاہ - آپکی ولادت باسعادت
کی تاریخ شائق نے لکھی ہے - امیر اعظم سے ۱۲۶۳ھ نکلتی ہی -
آپ باوجود کثرت مشاغل زیادہ تر فی البدیہہ احباب کے بزم مین
اشعار لکھتے تھے - اور خواجہ عبد الغفار مرحوم اختر سے اصلاح لیاکرتے تھے -
آپکا کلیات خواجہ محمد افضل صاحب کے کتب خانہ مین قلمی موجود ہے
آپکے اشعار کے بارہ مین یہ کہنا کافی ہی کہ کلام الملوک ملوک الکلام -

از دیوان فارسی

سا قیا وقتیست در دہ جام را		مطرب آہنگی کہ با بم کام را
ک کن از دل غبار رنج وکین		پشت پا زن این غمِ ایام را
س کن ای شاھین حدیثِ چنگ ونے		قصہ کن کوتاہ و پُر کن جام را

از دیوان اُردو

ت بنی انکی سب اور عدو کا تمام		گنجفہ کیطرح سب کام بھی ابتر ہوا
ننکے خبر فتح کی بزم مین یہ غل مچا		شاہ کر شاہین کا آج صید کبوتر ہوا
ئی تو پوچھے یہ جا دلدار سے	ولہ	کیون لیا دل چھین ہی دلدار سے
ج دے اک جام بدلے دس کے کل		ہے غرض ایفا سے نہ اقرار سے

شائق - خواجہ حیدر جہان ابن خواجہ خلیل اللہ متخلص بہ شائق شہر کے
شندون مین سی آپ ایک معزز اور سر عبد الغنی کے قرابت مندو نمین سے تھی -

شائق

اور مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی سے بذریعہ خط و کتابت کے اپنے کلام
کی اصلاح لیا کرتے تھے۔ آپ کا مختصر سا دیوان جناب خواجہ محمد افضل صاحب
کے کتبخانہ مین موجود ہے۔

از کلام اُردو

تجھے عرش کا جسنے تارا بنایا		اُسی نے بد اختر ہمارا بنایا
اُسی نے کیا ہمکو رسوائے عالم		کہ جسنے تجھے عالم آرا بنایا
یہان نالۂ بے اثر ہمکو بخشا		وہان دل ترا سنگ خارا بنایا
دیا درد وہ ہمکو گردون نے شائق	ولہ	کہ تدبیر جسکی نہ چارا بنایا
جسکی ٹھوکر سے جی اُٹھے مُردے		اُسکی رفتار نے ہین مارا
ضرور ہی کہ جو ہو کشتہ گلعذارونکا	ولہ	گلے مین ہار ہو تیغ ستم کو دارونکا
خون دل پیتے ہین غم کھاتے ہین	ولہ	دل لگانے کا مزا پاتے ہین
تیری دھوکے سے چمن مین اکثر	ولہ	سرو کو جاکے لپٹ جاتے ہین

مری فسق و فجور مین عمر کٹی کوئی حسن عمل تو کیا ہی نہین
یہی فکر ہی دیکھیے کیا ہو وہان بجز اسکے تو اور بنا ہی نہین

کوئی رفتۂ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہی جا جو گیا سو وہان سی پھرا ہی نہین

مجھے بھائی تھی دشت جنون کی فضا مری دلمین بھرا تھا وہ ذوق و مزا

گئے باغ جنان مین جو ایک ذرا دل شائق خستہ لگا ہی نہین

ولہ

کیا کہین تجھ بن کہ کیا کیا ہمنے ساری رات کی — انتظاری بیقراری آہ وزاری رات کی

یاد مین اُس سرو قامت کے یہانتک رو دئے ہم — جوئے خون چشمون سے شائق ہمنے جاری رات کی

ولہ

صبا اُس سے کہیو کہ تجھکو خبر ہے — بہت حال شائق کا تیری بتر ہے

ہوا خواہ تھا مین کبھی جس چمن کا — یہ اُڑتی سی پہونچی وہان کی خبر ہے

نہ جلتی تھی جس جا نسیم سحر بھی — صبا کا وہان آج شائق گذر ہے

قصیدۂ فارسی در تولد نواب سر احسن اللہ بہادر

للہ الحمد کہ آید بجہان عہد بہار — خرم وشاد ہمہ تازہ وتر شد گلزار

ز سما تا بہ سمک ہست ہجوم اقبال — ہمچو عنقا شدہ معدوم وجود ادبار

ناز داز زادن او در مادر گیتی بر خود — فخر صد فخر زمان راز وجودش بسیار

ہر زمان گرد سرش چرخ بلا گردان ست — ہست از بہر ہمین گردش چرخ دوار

فکر تاریخ چو کردیم امیر اعظم ۱۲۶۲ھ — این ندا آمدہ از غیب بگوشم ہر بار

خمسہ

چند گویم شکوۂ ایّام را — چند نالم بخت نافرجام را

مطربا بنشین کہ یابم کام را — ساقیا برخیز در دہ جام را

خاک بر سر کن غم ایام را

صبا - خواجہ عبدالرحیم معروف بہ بہپا میان مرحوم ابن خواجہ سلیم اللہ مرحوم

صبا

داماد و برادر زادۂ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ - آپکے جد اعلی کشمیر کے تھے - آپ کا مولد و مدفن ڈھاکہ ہو - فارسی اور اُردو مین بہت لائق ناظم و ناثر تھے - آپکا تخلص صبا تھا -

از کلام فارسی

ز چشم یار و نرگس شباہت عین ست	ز زلف و مشک سر مو نہ فرق ما بین ست
بہ قتل من چہ کشی تیغ کین کہ ایمائے	بکن بغمزہ کہ این کار طرفۃ العین ست

از کلام اُردو

بھرا ہو یہ دل اپنا عیش و طرب سے	کہ بیساختہ نغمہ نکلے ہے لب سے
خم دل مین ہو جوش صہبائے عشرت	نہین کام کچھ ہمکو بنت عنب سے
کیا دیر لے مژدۂ فتح تو نے	تری منتظر یان ہین مشتاق کب سے
تری روبرو جاہ و اقبال و دولت	کیے نیچے آنکھین کھڑے ہین ادب سے
ہو نواب کا عمر و اقبال افزون	دعا ہم یہی مانگتے اپنے رب سے

کوکب

کوکب - خواجہ اسد اللہ صاحب متخلص بہ کوکب - شہر ڈھاکہ کے رئیسون مین سے اور نواب سر عبد الغنی مرحوم کے عزیزون مین تھے - انکا کلام نہایت پاکیزہ ہو فارسی مین انکا کلام پختہ - پُر درد پُر لطف ہوتا تھا آپکا دیوان کتب خانہ خواجہ محمد افضل صاحب مین موجود ہے

تاریخ رحلت

…حیف کوکب کوکب دُرّی کہ بود		بر سپہرِ نظم اندر قبر خفت
…در غمش شد چاک دلہا چون صدف		آنکہ صد ہا گوہرِ مضمون بسفت
…رفتہ کوکب ہاے در زیر زمین	وله	از الم افضل نہادہ سر بگفت
…گفت افضل سال فوت کوکب چرخ سخن		آہ آہ آہ در زیر زمین کوکب برفت ١٢٧٦ھ

از دیوان فارسی

…اسرار میان و مجو نام و نشان گاہی		کہ ارباب معانی حل نکردند این معما را
…لک امروز اگر مہلت دہد آمادہ سامان کن		نمیدانم بدور او کہ خواہد دید فردا را
…ی آنکہ نباشد بجہان جز تو کس ما	وله	امید کہ باشی نفسی ہمنفس ما
…کردہ خجل لعل لبت لعل یمن را	وله	صد رشک ز سلک دہنت دُرِّ عدن را
…خوبی فردوس میرسید ز کوکب		کو ساخت فراموش درین کوچہ وطن را
…ساقیا خیز کہ در نغمہ سحاب ست امروز	وله	تار بارش بنظر تار رباب ست امروز
…شبنم گر اثرے داشتے	وله	شام فراقش سحرے داشتے
…وہ افروز ازل بودی بجلوہ گاہ ناز	وله	بارک اللہ بزم ہستی را طلبگار آمدی

در تولد نواب احسن اللہ بہادر

…افتخار خاندان آمد پدید		اعتبار کارمان آمد پدید
…ک مغزانِ جنون را زین نشاط		مغز نو در استخوان آمد پدید
…سزد گر نوبتِ خسرو زنم		کو چو گنج شائگان آمد پدید

زاد گر از بطن مادر طفل لیک	حامی پیر و جوان آمد پدید
بل ز بطن مریم ثانی نگر	عیسی گردون مکان آمد پدید
این نوید از ڈھاکہ تا کشمیر باد	اعتزاز خواجگان آمد پدید
کیست آن ابن غنی ابن غنی	منعمے با عز و شان آمد پدید
بود از شعبان شب بست و نہم	کو ز امر کن فکان آمد پدید
پیر گردون گفت تاریخش مرا	این پسر فرخندہ دال آمد پدید

نامی

نامی - میر وزیر علی ولد میر حسن علی - آپکے آبا و اجداد ڈھاکہ کے سابق باشندوں مین سے تھے - اہل تشیع مین آپکی فارسی اور عربی کی استعداد سب سے بڑھی ہوئی تھی - اوائل مین آغا حجو لکھنوی سے اصلاح لیا کرتے تھے بعدہ حضرت آزاد جہانگیر نگری کے حلقۂ شاگردی مین داخل ہوئے - آپنے یادہ تر اردو مین نظم کہتے تھے امسال ساٹھ برس کی عمر مین بعارضۂ ہیضہ انتقال کیا -

تاریخ انتقال

افضل غمگین نگندہ سر ز افسوس و حزن	گفت بی نام و نشان ہیہات نامی شد سخن ۱۳۲۷ھ

من کلام نامی

	ولہ	
نسبۂ حسن مین ہے چور کہو ہوشمین یا ہون		شیشۂ دل کے ہین ٹکڑے خذف پاکو
ہاتھ سے اُس بت کافر کے شہادت پائی		حشر نامی کا الٰہی ہو یہ اللہ کرے
سنتے ہی غیر غیر کا حال آئے دوڑ وہ		آنکھین پُرآب لف پریشان کیے

وفا - خواجہ عبدالغفار ولد خواجہ عبدالغفور مغفور - ڈھاکہ رکن اعظم مین سی تھے - خلد آشیان نواب سر عبدالغنی مرحوم کے برادرون مین تھے - آپ فارسی اور اُردو مین کلام فرماتے تھے - آپکا تخلص فارسی مین وفا - اور ریختی مین نزاکت اور اردو مین اختر - تھا - آپکا بہت سا کلام دریا بُرد اور چوری ہو گیا - بعد اسکے آپنے اپنا ایک کلیات بفرمایش نواب سر احسن اللہ بہادر مرحوم کے مرتب کیا جسکی ایک نقل ہماری معزز جناب خواجہ محمد فضل صاحب کے پاس موجود ہے آپ کا فارسی کلام نہایت بلیغ و فصیح اسیر کے طرز پر ہے اور اُردو مین آپنے میر تقی مرحوم کا طریقہ اختیار کیا - آپکو پیری مین نعت گوئی کیطرف رغبت ہوئی اور بہت نعتیہ کلام مقبول ہے -

از کلام فارسی

آب بخشد بحر را این چشم طوفان خیز ما	تاب آتش را دہد آہ شرر انگیز ما
جیب و دامان شد گلستان از اشک خونبہا ببین	بوالعجب نیرنگہای دیدۂ گلریز ما

ایضاً در نعت

ای روح روان راوی دل جان گر جان	ای ختم رسل قبلۂ دین کعبۂ ایمان
ای نور ز تو عکس فگن آئینہ توحید	در وصف تو اندیشہ خجل ناطقہ حیران
گرد رہ رہوار تو کحل البصر دل	خاک تہ نعلین تو نور نظر جان

ریختی اُردو

خاتمۃ الطبع

ماہرین علم و ہنر اس امر سے واقف ہین کہ کسی علم و فن کی جب کوئی کتاب لکھنا ہوتا ہے تو مصنف کو بہت سی دقتین پیش آتی ہین۔ منجملہ اُن کے ایک فراہمی کتب کا بکھیڑا ہے کہ بغیر کتب معتبرہ کے پوری کامیابی مصنف ہو چاہے کیسا ہی بڑا عالم متبحر ہی کیون نہو مگر بلا امداد کتب جو اگلے لوگ اپنے اپنے وقت مین ہر امر کو تحقیق کر کے لکھ گئے ہین اور جو کچھ اُنکے قلم سے نکلا ہے اُنکا عین مشاہدہ یا تجربہ ہے اسمین شک نہین کہ بغیر ذخیرہ کتب کے کسی فن مین کمال حاصل نہین ہوسکتا کیا وجہ کہ جب تک ہمکو [illegible] نہو گا ہم کیا خاک اسکے متعلق کچھ بحث کرسکتے ہین اگرچہ صد ہا کتابین علماے نامدار [illegible] تصنیف [illegible] ہین اور [illegible] اُن فن سے معرض درس تدریس مین ہین اور ابدالاباد تک سلسلہ [illegible] مطالع سے اپناے روزگار مستفید ہوتے رہینگے مگر سیر اور تواریخ کی کتاب اُن [illegible] دنیوی کتب پر ترجیح ہے یعنی حالات و واقعات جہان کا اگر کچھ پتہ ملتا ہے تو صرف تاریخ ہی سے ہے متاخرین کا طرز معاشرت اور اُنکے اخلاق آداب اُنھین کے کارنامون سے ظاہر ہوتے ہین چنانچہ [illegible] اکمل التواریخ ڈھاکہ کل جسکو جناب منشی رحمان علی صاحب طیش مرحوم نے بڑی عرق ریزی اور تحقیق کے ساتھ لکھی ہے ارباب تواریخ و سیر جنکو فن تواریخ سے دلچسپی ہے وہ اُن کے محنت و جانفشانی کی داد دیکر دعاے خیر سے ضرور یاد فرماوینگے۔ واقعی ایسی جامع تواریخ مع زبان اردو مین آجتک مع تصاویر و نقشہ جات کوئی نہین چھپی ہے۔ دراصل مصنف نے بڑی محنت شاقہ اور دماغ سوزی سے اسکو لکھا ہے گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہے۔ الحمد للہ کہ اب حسب ایماے جناب شیخ احمد علی صاحب ڈاکٹر خلف مصنف صاحب مغفور بہت حسن و خوبی کے ساتھ احقر العباد کے اسٹار آف انڈیا پریس آرہ مین بصد آب و تاب باہتمام کارپردازان مطبع حلیہ طبع سے آراستہ ہوگئی اگرچہ مصنف صاحب کی تصنیفات سے اور بھی کئی ایک کتابین نظم و نثر مین طبع ہوچکی ہین لیکن یہ تاریخ الحق لاجواب ہے۔

محمد ظہور الحق فضل رحمانی حنفی استھانوی بہاری

پروپرائٹر اخبار و اسٹار آف انڈیا آرہ